نجم الاحکام
فقہی مسائل، اسلامی عقائد اور اسلاف کے عملی نمونوں کا
ایک جامع اور نایاب تحفہ
تالیفِ لطیف
حضرت خواجہ صاحب حاجی محمد نجم الدین صاحب الفاروقی چشتی سلیمانی رض
خلیفہ اعظم
شہبازِ طریقت غوث زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رض
مرتبہ
پیر غلام جیلانی نجمی الفاروقی چشتی سلیمانی نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بڑے رحم والا ہے۔

نجم الآخرت

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

نام کتاب	نجم الآخرت
سن تحریر کتاب	سنہ ۱۲۸۲ ہجری
سن اشاعت	سنہ ۱۴۳۰ ہجری بمطابق سنہ ۲۰۰۹ ء
مرتب	پیر غلام جیلانی نجمی فاروقی
زیر اہتمام	پیر محمد عارف صاحب عارف نجمی فاروقی
تعداد	ایک ہزار
کتابت	عبد المنان بستوی (یوپی)
بتعاون	خواجہ انٹرنیشنل ٹریول سروس

ملنے کا پتہ

خواجہ سرور کتاب گھر

فتح پور شیخاواٹی ضلع سیکر، راجستھان
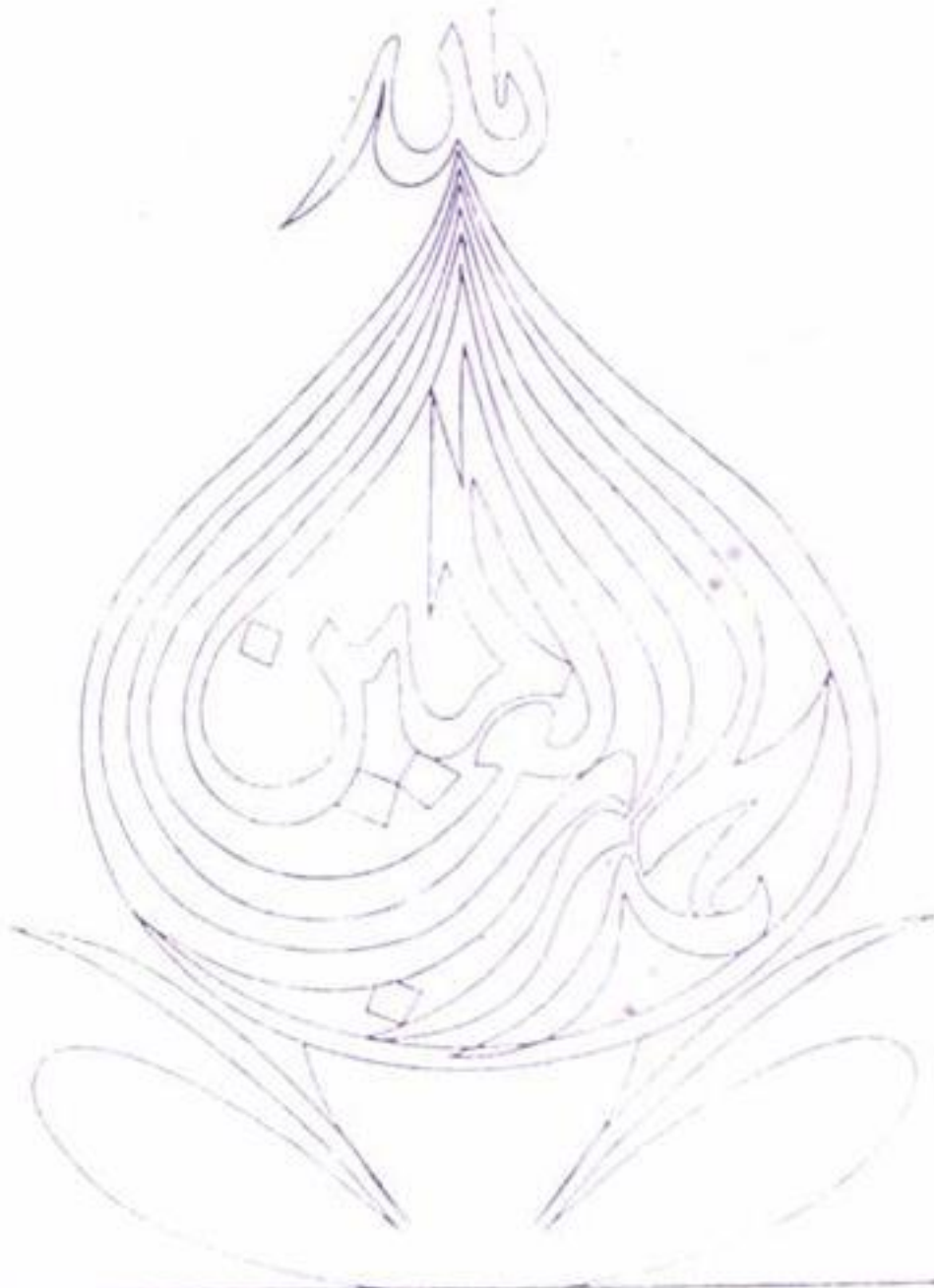
تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

كل نفس ذائقة الموت
ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

رُباعی

قَدِمتُ علی الکریمِ بغیرِ زادٍ
میں بغیر توشہ کے ربِ کریم کا مہمان بنکر جا رہا ہوں

مِنَ الحسناتِ والقلبِ السّلیم
اعمالِ صالحہ سے تہی دامن اور قلبِ سلیم کے بغیر

فحملُ الزّادِ اقبحُ کلِّ شیءٍ
صرف اسی اعتماد پر کہ جب کرم والے کی طرف جانا ہو تو

اِذا کانَ القدومُ علی الکریم
زادِ راہ کے ساتھ جانا بدترین عیب ہے

(حضرت علیؓ)

مذکورہ بالا رباعی حضرت علیؓ کی وصیت کے مطابق انکے سینے پر لکھکر دفن کے وقت قبر میں رکھی گئی

رُباعی

دارم دلِ غمگین بیا مُرز مپرس

میں مغموم دل والا ہوں مجھے بخش دے

صد واقعہ در مکین بیا مُرز مپرس

اور باز پرس نہ کر سو حادثے گھات میں ہیں بخش دے

شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم

اور پوچھ نہ کر میرے اعمال کے بارے میں پوچھنے پر مجھے شرمندگی ہوگی

یا اکرمُ الاکرمین بیا مرز مپرس

اے اکرم الاکریم مغفرت کر دے اور باز پرس مت کر

مذکورہ بالا رباعی شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنے والد شیخ سیف الدین صاحب ترکی کی وصیت کے مطابق انکی قبر میں رکھی ۔

رُباعی

تو بعلمِ ازل مرا دیدی

تو نے علم ازلی میں مجھے دیکھا اور

دیدی آنکہ بعیب بخریدی

میں جیسا ہوں تو نے انھیں عیبوں کے ہوتے مجھے خرید لیا

تو بداں علم و من بعیب ھماں

تو اپنے اسی علم پر ہے اور میں اپنے اسی عیب میں تو

رو مکن آنچہ خود پسندیدی

جسے تو نے پسند فرمالیا اسے رد نہ کر

مذکورہ بالا رباعی حضرت خواجہ سلیمان تونسوی نے اپنے صاحبزادے خواجہ گل محمد صاحب کے سینے مبارک پر لکھ کر قبر مبارک میں رکھی

حدیث شریف
عمر سراج اھل الجنة
انیس ۲۰۰۹
عمرؓ بہشت والوں کے چراغ ہیں
مذکورہ حدیث حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق انکے سینۂ مطہر پر لکھ کر قبر میں رکھی
یہ حدیث حضرت علیؓ سے روایت ہے۔
۸

رُباعی

تا در زپندار تو ہستی باقیست

جب تک تجھے اپنی ہستی کا پندار باقی ہے

ایمن منشیں کہ بُت پرستی باقیست

بے خوف نہ رہ کر بت پرستی ابھی باقی ہے

گفتی بُت پندار شکستم رستم

تو کہے گا کہ تو نے اپنے پندار کے بت کو توڑ دیا

ایں بُت کہ تو پندار شکستی باقیست

اور آزادی حاصل کر لی لیکن یہ بت تو ابھی باقی ہے

(سُلطان التارکین خواجہ حمید الدین صوفی ناگوری رحمہ اللہ)

رُباعی

دَر نحو مماں و در لغت ہیچ مپیچ

جماں دوست اور لغت پیغمبری کی تفسیر و تشریح میں نہ الجھ

رُو علم خُدا خواں کزیں ناید ہیچ

جا خدائی علم پڑھ کیونکہ فضول وبحث و تکرار سے کچھ حاصل نہیں

فردا ز تو معرفت خواہند طلبید

کل روزِ قیامت تجھ سے معرفتِ الٰہی کی طلب ہوگی

خواہی تو زمکراں شو خواہی از ہیچ

خواہ تو کوئی فرماں روا ہو یا کوئی ہیچ معمولی انسان

(سلطان التارکین خواجہ حمید الدین صوفی ناگوری رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارسول اللہ انظر حالنا	یاحبیب اللہ اسمع قالنا
اے اللہ کے رسول میرے حال کو دیکھئے	اے اللہ کے حبیب میری التجا کو سنئے
انّنی فی بحر غمٍ مغرقٌ	خذ یدی سہل لنا اشکالنا
میں غموں کے دریا میں غرق ہو رہا ہوں	میرا ہاتھ پکڑ کر میری مشکلیں آسان کر دیجئے

حدیث

مَن علم اِنّی ذو قدرۃ علی المغفرۃ غفرتُ لہٗ ولا اُبالی ۔ یہ حدیث شریف دائیں ہاتھ پر لکھی گئی

مَن اذنب ذنبا وعلم انّ لہ ربّا یغفر الذّنوب ویاخذ بہٖ غفرتُ وان لم یستغفرہٗ

یہ حدیث بائیں ہاتھ پر لکھی گئی

مذکورہ بالا حدیثیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جلال الدین صاحب کی وصیت کے مطابق ان کے دونوں ہاتھوں پر لکھ کر انہیں قبر میں دفنایا گیا

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے کمال کے باعث اونچے مقام پر پہنچ گئے
اپنے جمال کے ذریعہ اندھیرے کو مٹا دیا
آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ عادات اچھی ہیں
علیہ الصلوٰۃ والسلام
رسول پر اور آل رسول پر درود بھیجو
کلام شیخ سعدیؒ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
اے جمال والے اور انسانوں کے سردار
من وجہک المنیر لقد نور القمر
چاند میں روشنی آپ کے چہرہ مبارک سے ہوئی ہے
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
جیسا کہ آپ کی تعریف کئے جانے کا حق ہے کوئی نہیں کر سکتا
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اللہ کے بعد آپ سے سوا کوئی بزرگ ہستی نہیں ہے

نجم الاحکام

فقہی مسائل اسلامی عقائد اور اسلاف کے عملی نمونوں کا
ایک جامع اور نایاب تحفہ

تالیفِ لطیف

حضرت خواجہ حاجی محمد نجم الدین صاحب الفاروقی چشتی سلیمانیؒ

خلیفہ اعظم

شہباز طریقت غوث زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ

مرتبہ

پیر غلام جیلانی نجمی الفاروقی چشتی سلیمانی نظامی

غزل

رو اے صبا بسوئے مدینہ گذار کن

اے صبح کی ٹھنڈی ہوا مدینہ کی طرف گزر کر

جانم بروئے سرورِ عالم نثار کن

میری جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر

جانم بلب رسیدہ بشوقِ جمالِ دوست

میری جان محبوب کے جمال کو دیکھنے کے شوق میں لبوں تک آگئی

ایں حالِ زار عرض بہ پیشِ نگار کن

میرا یہ حال پریشاں اس محبوب کے سامنے عرض کر

جانا برائے چیست عنایت بحقِ ما

سچ کہہ اے محبوب ہم پر کس لئے یہ عنایت ہے

گاہے نگاہِ لطف بریں سرمشار کن

کبھی اس شرمسار پر بھی اپنی نگاہ لطف کر

مدت مدید شد کہ جمالت نہ دیدہ ام

ایک مدت ہوگئی ہے کہ میں نے تیرا جمال نہیں دیکھا

گاہے بخانہ ایں دلِ سوزاں قرار کن

کبھی اس گھر یعنی دل شوریدہ میں آکر ٹھہر

اے نجم ایں درنگ و تساہل برائے چیست

اے نجم یہ تیری اور سستی کس لئے ہے

بگذار خانماں و عزمِ آں دیار کن

گھر بار چھوڑ دو اور اس دربار کا ارادہ کر لو

بلند دروازہ خانقاہ حضرت خواجہ حاجی محمد نجم الدین سلیمانیؒ
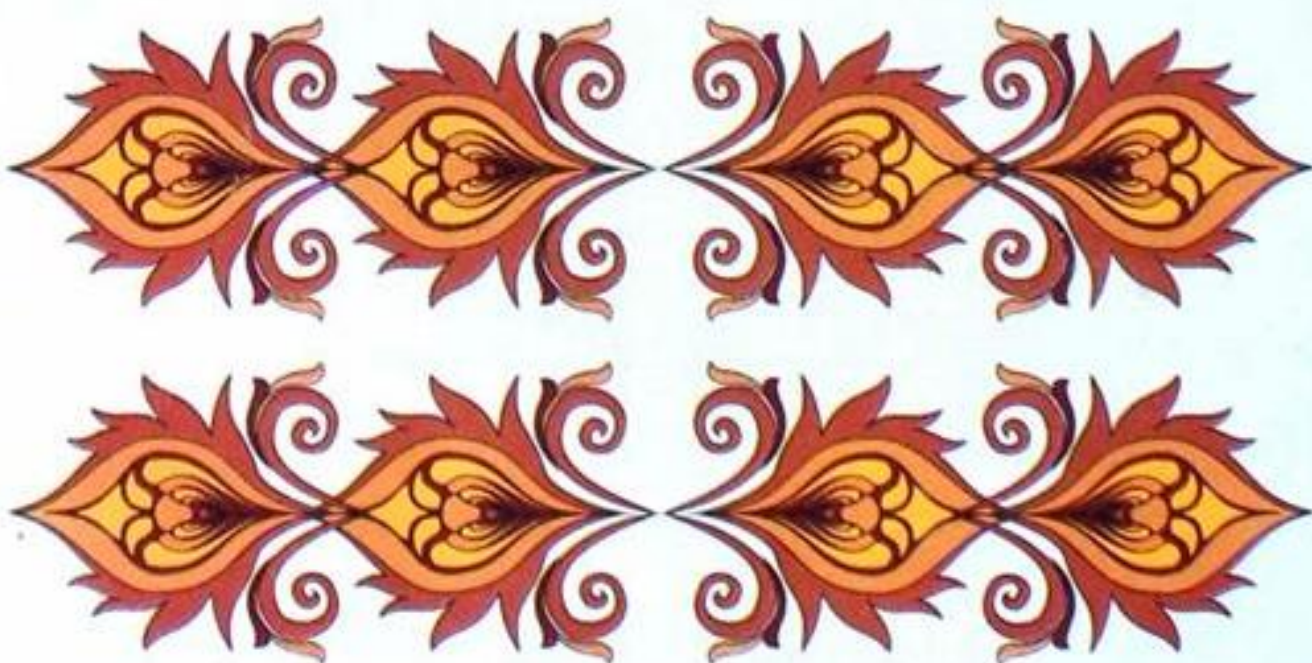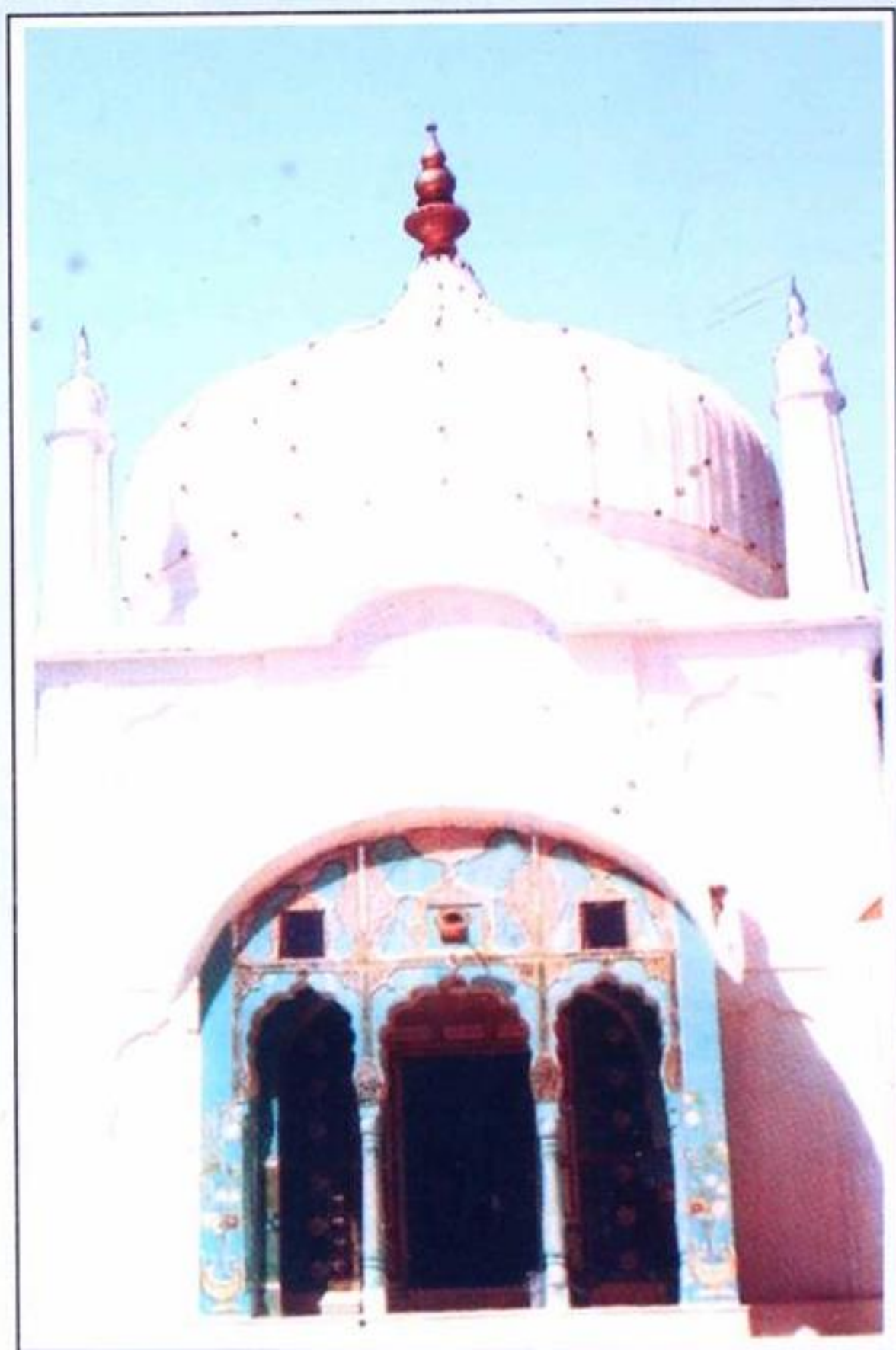
روضئہ مبارک خانقاہ خواجہ نجم الدین صاحبؒ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات		صفحہ نمبر
۱۲	باب دوم کی فصلیں		
۱۳	فصل چھٹی	احکام میت کے ذکر میں	۹۷
۱۴	فصل ساتویں	میت کو غسل دینے کے ذکر میں	۱۰۱
۱۵	〃 آٹھویں	میت کو کفن دینے کے ذکر میں	۱۱۴
۱۶	〃 نویں	احکامِ شہادت کے ذکر میں	۱۲۳
۱۷	〃 دسویں	احکام جنازہ لے جانے کے ذکر میں	۱۳۰
۱۸	〃 گیارہویں	نمازِ جنازہ پڑھنے کے ذکر میں	۱۳۷
۱۹	〃 بارہویں	نمازِ جنازہ کی امامت کے ذکر میں	۱۴۷
۲۰	〃 تیرہویں	ترکیب نمازِ جنازہ اسکی دعاؤں کے ذکر میں	۱۵۸
۲۱	〃 چودہویں	ذکران لوگوں کی میت کا کہ جنکو غسل دینا یا انکی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں	۱۶۸
۲۲	〃 پندرہویں	میت پر اسقاط دینے، قضاء عمری پڑھنے کے ذکر میں	۱۷۱
۲۳	باب سوم کی فصلیں		
۲۴	فصل سولہویں	میت کو دفن کرنے اور اسکی قبر کے ذکر میں	۱۸۹
۲۵	〃 سترہویں	میت کو دفن کر کے اسکی قبر پر ایک ساعت بیٹھ کر قرآن پڑھنے کے ذکر میں	۲۰۵
۲۶	〃 اٹھارہویں	قبر میں میت سے منکر نکیر کے سوال کرنے کے ذکر میں	۲۱۱
۲۷	〃 انیسویں	میت کو دفنانے کے بعد تلقین کرنے اور اسکے دلائل کے ذکر میں	۲۳۲

پیر محمد عارف حسین عارف نجمی
خلف پیر غلام سرور صاحبؒ

مصنف کی شخصیت سے گفتگو

بارگاہِ خداوندی میں حمد و ثنا اور دربارِ مصطفویؐ میں درود و سلام بے شمار پیش کرنے کے بعد راقم الحروف عرض رساں ہے کہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ حاجی نجم الدین صاحبؒ نسلاً فاروقی مشرباً چشتی سلیمانی شیخ المشائخ سلطان التارکین حضرت خواجہ حمید الدین صوفی السعیدی الفاروقی ناگوری کی اولاد پاک نہاد سے ہیں۔ سلطان التارکین حضرت خواجہ حمیدؒ الدین صوفی حضور غریبؒ نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری کے چہیتے اور خاص خلیفہ ہیں ایک روز خواجہ غریبؒ نواز نے اپنی زبانِ مبارک سے خواجہ حمیدؒ الدین صوفی موصوف کو فرمایا کہ حمید الدین تمہاری اور ہماری اولاد ایک ہے یہی وجہ ہے کہ غریبؒ نواز اور صوفی صاحب مذکور کی اولاد میں آج تک رشتہ داری اور قرابت کا سلسلہ برقرار ہے۔

خواجہ نجم الدین صاحبؒ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ احمد بخش صاحبؒ تھا جو مشرباً نقشبندیہ ابو العلائیہ میں شاہ ارادت اللہ صاحب بگڑی سے بیعت رکھتے تھے اور بسا اوقات بزرگ اور ولی اللہ صاحب نسبت بزرگ تھے آپ کے ساتھ ملہم غیب کا یہ طریقہ ہوگیا تھا کہ قبل تولد ہر فرزند کے وضع حمل مہینے دو مہینے قبل

آن ہر مولود کی شکل عالم رویا میں دکھلادی جاتی تھی پس ہر فرزند جبکہ عالم وجود میں آکر پیدا ہوتا اسی شکل کا ہوتا اور بال بھر بھی تفاوت نہیں ہوتا ایام حمل حضرت خواجہ نجم الدین صاحبؒ کی شکل وصورت بھی عالم رویا میں آپ کے والد بزرگوار کو دکھلادی گئی تھی اور ملہم سے بیان ہوا کہ تمہارا فرزند بڑا صاحب ثروت دینی ودنیوی اپنے وقت کا قطب اور ولی ہوگا اس کا نام محمد نجم الدین رکھنا۔ آپ ۳ رمضان المبارک بروز جمعہ ۱۲۳۰ھ ہجری کو تولد ہوئے اور آپ کا نام محمد نجم الدین رکھا۔

خواجہ نجم الدین صاحبؒ کی عمر جب چار سال کی ہوئی تو رسم بسم اللہ شریف حضرت شیخ المشائخ مولانا مولوی محمد رمضان شہید مہمی قادری صاحب نے جو اس زمانے کے ولی کامل بزرگ تھے ادا کروائی بعد تسلیم بسم اللہ شریف مولانا موصوف نے بھی آپ کے بڑے برادر معظم سے وہ ہی کلمات فرمائے جو آپ کے والد بزرگوار کو ملہم غیب نے بیان کئے تھے کہ میاں میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ کے چھوٹے بھائی نجم الدین بڑے صاحب رتبہ اور اولیاء عظام سے ہوں گے۔ بعد ختم قرآن شریف ۱۴ سال کی عمر تک ظاہری علم اپنے برادر معظم سے حاصل کیا۔

حضرت خواجہ نجم الدین صاحب اپنے جدامجد شیخ المشائخ سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری کے روحانی ارشاد پر تونسہ شریف لے گئے جہاں شہباز طریقت غوث زماں شاہ محمد سلیمان صاحبؒ نے صوفی صاحب موصوف کے روحانی اشارہ پر آپ کو اپنے دست مبارک پر ۱۲۵۰ھ ہجری میں بیعت فرمایا اور روحانی تعلیمات سے سرفراز کیا بالآخر چھ محرم ۱۲۵۴ھ مقدسہ کو دربار بابا فرید گنج شکرؒ پاکپتن شریف میں خرقہ خلافت عطا فرما کر ہر چہار سلسلہ یعنی چشتیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ سے مشرف فرما کر خاص نوازشات کر جو کچھ نعمت خواجگان چشت سے سینہ بسینہ چلی آرہی ہے آپ کو ارزانی فرمائی اور ناگوار مارواڑ فتح پور کی ولایت عنایت کی اور وطن مالوف جانے کی اجازت دے دی اور

فرمایا کہ تمہارے جد امجد خواجہ حمید الدین صوفی کے مزار مقدس پر فاتحہ پڑھتے جانا اور ہمارا اسلام عرض کرنا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر صاحب چیمہ ایم اے، پی، ایچ، ڈی۔ صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج فیصل آباد پاکستان مناقب المحبوبین کے تعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ نجم الدین صاحب اعلیٰ پایہ کے بزرگ صاحب علم وفضل، اہل سلوک ومعرفت اور مبلغ ومفسر مسئلہ وحدت الوجود تھے، اتباع سنت واحترام شریعت کے قائل اور عشق حقیقی ومعنوی کے جذبات سے ہمیشہ لبریز تھے۔ راجپوتانہ جیسے اب راجستھان کہتے ہیں آپ نے پھر سے ایک بار اپنے اسلاف واجداد کی خدمات، تبلیغات کی یاد تازہ کردی اور طریقت وتصوف کا بازار گرم کردیا آپ نے اپنے پیرومرشد کے ارشاد پر فتح پور شیخاواٹی جیسے غیر معروف مقام پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ سلیمانیہ کی خانقاہ قائم کرلی جو جلد ہی دانش وحکمت اور روحانی مرکز بن گئی، دور دور سے لوگ آپ کی خدمت وصحبت میں کسب فیض کے لئے حاضر ہونے لگے۔ بہت سارے سالکان وطالبانِ حقیقت کو آپ نے منازل سلوک طے کرانے کے بعد خلافت ونعمت باطنی سے نوازا جنھوں نے متعدد مقامات پر رشد وہدایت کے مرکز قائم کئے۔ مثلاً جودھپور، جے پور، امروہہ، بیکانیر وغیرہ میں آپ کے خلفاء نے عرصۂ دراز تک نشر واشاعت کا سلسلہ اور تبلیغ وترویج دین حقہ کا کام جاری رکھا۔ خواجہ نجم الدین صاحب کا وصال ۱۸ ررمضان المبارک ۱۲۸۶ھ ہجری کو ہوا آپ کا مزار مبارک آج بھی فتح پور شیخاواٹی میں مرجع خلائق ہے۔

خواجہ نجم الدین صاحبؒ نے سلسلۂ طریقت چشتیہ سلیمانیہ کی اشاعت توسیع اور اپنے مشن کو دوام بخشنے کے لئے فارسی، اردو، ہندی میں منثور و منظوم تصانیف کا بیش بہا ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے جن میں گلزار وحدت، بیان اولیاء، مناقب الحبیب، مناقب المحبوبین، پیو ملانی، غیر بھلانی، بارہ ماہیہ، دیوان نجم فارسی

اردو ہندی شائع ہو کر منظر عام پر آکر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

مناقب المحبوبین کے مترجم پروفیسر جناب افتخار احمد صمدی چشتی صاحب مناقب المحبوبین کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی کے حالات و مناقب متعدد تالیفات و ملفوظات موجود ہیں مگر ان میں مناقب المحبوبین کو مستند ترین ملفوظ قرار دیا گیا ہے ہر مصنف، مولف اور تذکرہ نگار نے اس کتاب کے حوالے ضرور دیئے ہیں لہذا جو شہرت و مقبولیت اس تالیف و ملفوظ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی۔“

قبلہ گاہی و مرشدی والدی حضرت خواجہ غلام سرور صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضور شاہ ولایت خواجہ نجم الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

”ہمارے ملک (علاقہ) میں اُردو زباں کے سب سے پہلے مصنف اور حامی آپ ہی ہیں اردو زبان کی بزم ادب یعنی شاعری کا سہرا بارہویں صدی کے وسط سے آپ ہی کے سر اقدس پر بندھا نظر آتا ہے آپ کی تصانیف اس ملک کے بے علم اور کم علم اشخاص کے لئے اکثیر کا حکم رکھتی ہیں بیش بہا جواہر جو عربی، فارسی کے سمندروں کی تہہ میں پنہاں تھے وہ آپ نے ریگستان کے جنگلوں میں بکھیر دیئے ہیں۔“

کتاب نجم الآخرت میں شرعی مسائل کی توجیع و توضیع قرآن و سنت کی روشنی میں بڑے دلچسپ پیرائے میں کی گئی ہے جو دل میں اُتر جاتی ہے حضرت موصوف کی تصانیف کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف کو وسیع مطالعہ و تحقیق و جستجو اور علمی موضوعات پر کامل دسترس حاصل تھا۔

مضمون کے اختتام پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ عزیزم برادرِ من غلام جیلانی نجمی صد تحسین و ہزار آفرین کے مستحق ہیں کہ جنھوں نے میرے و اپنے جدّ بزرگوار کی تصنیف کردہ کتاب نجم الآخرت کو ترتیب دیکر شائع کروانے کی

جسارت کی ہے بارگاہ قدسی میں دست بہ دعا ہوں کہ بہ برکت رسالتِ مآب فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی نجم الآخرت کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین
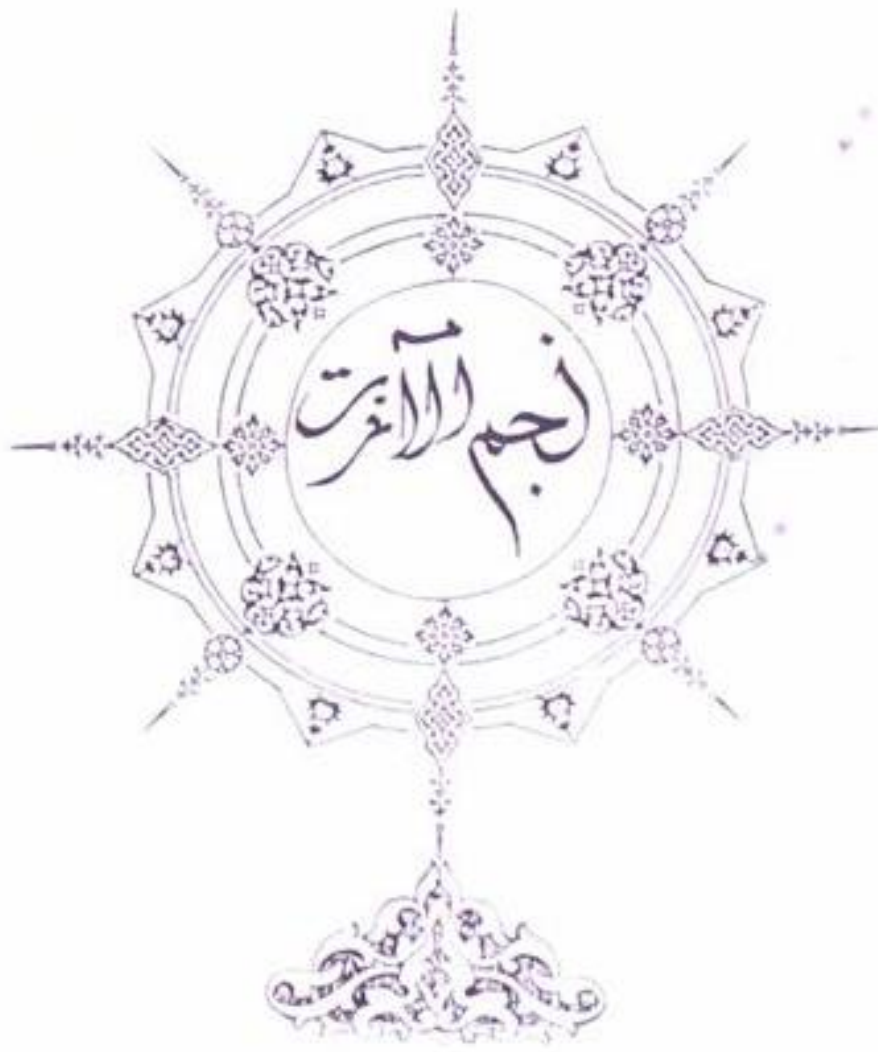
پیر غلام جیلانی نجمی
مرتب کتاب ہٰذا

صاحبِ تصنیف ایک نظر میں

زمشرقیکہ ازو آفتاب تاباں است　　نمود پرتوِ صبح جبین نجم الدین

حمد و ثنا کے بعد فقیر حقیر پیر غلام جیلانی نجمی الفاروقی راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ زبدۃ الاصفیاء رئیس العاشقین حاجی الحرمین الشریفین شاہ ولایت حضرت خواجہ حاجی محمد نجم الدین صاحبؒ نسلاً فاروقی مذہباً حنفی مشرباً چشتی نظامی سلیمانی اپنے جد امجد سلطان التارکین حضرت خواجہ حمید الدین صوفی ناگوری السعیدی السوالی الفاروقی کے توسل سے پینتیسویں پشت میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک نہاد سے ہیں۔ حضرت خواجہ حمید الدین صوفی صاحبؒ موصوف کو امام المفسرین مولانا حکیم محمد حسن صاحبؒ امروہوی جو میو کالج اجمیر شریف میں عربی کے پروفیسر کے عہدہ پر فائز تھے اور خواجہ نجم الدین صاحبؒ سے بیعت اور خلافت بھی رکھتے تھے انھوں نے مناقب المحبوبین کے اختتام پر اپنے پیر و مرشد کی مختصر سوانح حیات لکھی ہے۔ اس میں صوفی صاحب موصوف کو دلیل کے ساتھ معتبر کتابوں

کے حوالے سے سعیدی ہونا ثابت کیا ہے. جو خوب ہے. اہل بصیرت چاہیں تو کتاب مناقب المحبوبین ملاحظہ فرما سکتے ہیں. امام المفسرین مولانا حکیم محمد حسن صاحبؒ امروہوی موصوف بھی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔

حضرت خواجہ نجم الدین صاحبؒ سلسلۂ طریقت میں شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ کے مرید اور چہیتے خلیفۂ خاص تھے. اس لئے آپ مشرباً چشتی نظامی سلیمانی کہلاتے ہیں اور مسلکاً حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار تھے اس لئے حنفی کہلاتے ہیں۔

حضرت خواجہ نجم الدین صاحبؒ ۲ر رمضان المبارک بروز جمعہ ۱۲۴۳ھ ہجری میں بمقام جھونجھنوں راجستھان میں تولد ہوئے. جب آپ کی عمر شریف تین چار سال کی ہوئی تو آپ کو بسم اللہ شریف مولانا محمد رمضان صاحبؒ قدس سرہٗ مہمی ہریانوی جو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے ہمعصر بھی تھے نے پڑھائی. مولانا موصوف اپنے وقت کے ولیٔ کامل بزرگ بھی تھے آپ نے بعد بسم اللہ شریف حضرت کے بڑے بھائی صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ نجم الدین اپنے وقت کا ولی کامل بزرگ ہوگا. بعد بسم اللہ شریف حضرت نے عربی فارسی کی کچھ کتابیں اپنے بڑے بھائی صاحب سے پڑھیں بعد ازاں تمام علم ظاہری و باطنی اپنے پیرو مرشد شاہ سلیمان صاحب تونسوی سے حاصل کیا. خواجہ سلیمانؒ تونسوی نے کچھ عرصہ میں ہی آپ کو ظاہری و باطنی علم کی دولت سے مالا مال فرما کر سلسلۂ چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ سہروردیہ کی خلافت عطا فرما کر منزل مقصود تک پہونچایا۔

ناظرین میں نے جو خواجہ نجم الدینؒ کو خواجہ سلیمان تسویؒ صاحب کے چہیتے خلیفۂ خاص ہونا لکھا ہے. اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ اپنے پیرو مرشد پہ اس قدر فریفتہ تھے جیسے شمع پر پروانہ اور آپ کے پیر و مرشد کی بھی آپ پر بے حد نوازشات اور توجہات تھیں بطور تبرک ایک واقعہ

تحریر کر رہا ہوں۔

ایک مرتبہ خواجہ نجم الدین صاحبؒ اپنے پیرومرشد کے ساتھ دربار قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ بستی تاج سرور میں حاضر ہوئے وہاں پیر بخش نامی قوال قبلہ عالمؒ کے روضہ شریف کے سامنے عراقی کی غزل گا رہا تھا غزل یہ تھی۔

در حسن نکورویاں زیبا ہمہ او دیدم — در چشم نکو خوباں پیدا ہمہ او دیدم
دیدم ہمہ بستانہا صحرا ہمہ او دیدم — او بود گلستاں ہا صحرا ہمہ او دیدم
ہاں اے دل دیوانہ بخرام بہ مے خانہ — کاندر خم و پیمانہ شیدا ہمہ او دیدم
در میکدہ ساقی شو جو یائی عراقی شو — مے در کش باقی شو کو را ہمہ او دیدم

جب آپ نے یہ غزل سنی ہر چند ضبط کرنے کی کوشش کی مگر ضبط نہ ہو سکا گریہ رقت اور بے تابی اور غلبۂ وجد اس قدر طاری ہوا کہ آپ نے اپنے تمام کپڑے سوائے پاجامہ کے قوال مذکور کو دیدیئے غلام رسول لانگری نے یہ واقعہ خواجہ سلیمان صاحبؒ سے جاکر عرض کیا کہ حضور حضرت نجم الدین صاحب نے تو آج اپنے تمام کپڑے پیر بخش قوال کو وجد میں دیدیئے ہیں فرمایا وہ تھان کھدر کا جو کاتنی والا ہندوستانی نذر لایا تھا وہ لاؤ اور جاکر نجم الدین کو دیدو تاکہ وہ اپنے کپڑے سلوالے۔ لانگری نے وہ تھان لے جاکر حضرت نجم الدین کو دیدیا اور کہا کہ یہ تھان حضرت قبلہ نے تمہارے لئے بھیجا ہے اپنے کپڑے سلوالو حضرت نجم الدینؒ صاحب فرماتے ہیں کہ میں وہ تھان (کپڑا) لیکر قاضیان کانٹے والے کے ڈیرے پر گیا تاکہ وہ میرے کپڑے تیار کردے کانٹے والے نے وہ تھان پہچان لیا کہ یہ تھان تو ہم نے ہی حضرت خواجہ سلیمانؒ صاحب کو نذر کیا تھا۔ کانٹے والا وہ تھان لے کر حضرت خواجہ سلیمان صاحبؒ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا حضور یہ تھان تو ہم نے خاص طور پر ہماری خانہ نشین عورتوں نے آپ سے کمال عقیدت و محبت رکھتے ہوئے کاتا تھا کہ حضور اپنے وجود مبارک پر کرتا بنوا کر پہنیں گے جو ہماری سعادت کا سبب

بنے اور حضور نے بھی یہی فرمایا تھا کہ ہاں میں خود ہی پہنوں گا خواجہ سلیمان نے جواب میں فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں جب وہ (نجم الدین) پہنے گا تو سمجھو کہ میں نے ہی پہنا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ قربان جایئے ایسے پیر اور مرید کے۔ کپڑے سینے والے قاضیان کو بخیتہ یقین ہو گیا کہ یہ حضرت نجم الدین صاحبؒ حضور شاہ سلیمان صاحبؒ کے مخصوص اور چہیتے خلیفہ ہیں جن کے لئے آپ نے ایسا فرمایا کہ نجم الدینؒ پہنے گا تو سمجھو ہم نے ہی پہنا۔ حضرت کے ایسے بہت سے واقعات ہیں لیکن طوالت کلام کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ناظرین حضرت نجم الدین صاحبؒ کی عادات، خوارق، کرامات پر مبنی کتاب "نجم الارشاد" آپ کے صاحب زادے وسجادہ نشین حضرت مولانا محدث شاہ نصیر الدین صاحبؒ نے بزبان فارسی تصنیف فرمائی ہے جس کا اردو ترجمہ الحاج پیر قطب الدین صاحب نجمی سجادہ نشین خانقاہ حاجی حافظ محمد عیسیٰ صاحبؒ نجمی سلیمانی نے مجھ راقم السطور کو دوران سفر کراچی (پاکستان) عطا فرمایا ہے جس کے لئے میں ان کا بیحد ممنون ومشکور ہوں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اسے بھی عقیدتمنداں کی فیض رسانی کے لئے شائع کروادیا جائیگا۔

خواجہ نجم الدین صاحبؒ بلا مبالغہ ایک پرمایہ ادیب، شاعر، سوانح نگار صوفی باصفا، ولی اللہ، مصنف، مولف اور محقق تھے۔ راجستھان کے صوفی مصنفین میں صف اوّل میں آپ ہی کے سر اقدس پر سہرا بندھا نظر آتا ہے آپ نے بفیض روحانی شاہ سلیمانؒ صاحب تونسوی ۵۳/ سال کی عمر میں معتبر کتابوں کے حوالے سے ۲۸ کتابیں تصنیف فرما کر علمی دنیا کی بہترین خدمت کی ہے۔ حضرت موصوف وحدت الوجود کے ماننے والے تھے آپ نے دیگر تصانیف کے علاوہ ایک کتاب "گلزار وحدت" جو تصوّف پر مبنی ہے بزبان اردو بزرگان دین کی مستند تصانیف بالخصوص حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، عنقائے مغرب

اور حضرت شیخ ابو مدینؒ جو حضرت ابن عربیؒ کے پیر و مرشد بھی ہیں کی تصانیف کے حوالوں سے تصنیف فرمائی ہے جو اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر پختہ یقین رکھنے اور شریعت مطہرہ پر مکمل اعتقاد رکھنے والوں کیلئے اکسیر و کیمیا ہے۔

ناظرین کتاب فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، عنقائے مغرب کہ جو وحدت الوجود پر مبنی ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات ہیں جن کے متعلق حضرت شیخ المشائخ عبد الحق محدث دہلویؒ جو ایک جید عالم اور مفتی کے علاوہ سلسلہ قادریہ میں بھی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اپنے فارسی مکتوبات کہ جن کا اردو ترجمہ مولانا محمد فاضل صاحب نے مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے نام سے سے شائع کروایا ہے اس کے صفحہ نمبر ۸۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ نے کتاب فصوص الحکم، فتوحات مکیہ وغیرہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی واضح چیزوں سے لطف اندوز ہو اور مخفی و موہوم چیزوں میں غور نہ کرے، فرماتے ہیں کہ یہ شکر چڑھا ہوا زہر ہے، اگر کوئی ان کے زہر سے بچ سکتا ہے تو ان کا مطالعہ باعث برکت ہے ورنہ خطرہ سے خالی نہیں، فرماتے ہیں کہ پہلے دل کو اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر جما دے کہ اس میں ذرا بھی تردد و تذبذب باقی نہ رہے اس کے بعد اگر ان بزرگوں کی کتابوں سے مستفید ہو تو سلامتی کے قریب رہے گا ورنہ وہ شخص جس کے دل میں ابھی کھدر پھدر ہے اور اعتقاد شریعت بھی ابھی کچا ہے اگر شروع ہی سے ان بزرگوں کی مبہم و موہوم اور مشکل باتوں میں غور و خوض کرنے لگے گا تو بڑی آفت میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے"۔

ناظرین کتاب نجم الآخرم کے لکھنے کی وجوہات تو صاحب تصنیف نے اپنے دیباچہ میں تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائی ہے مگر موجودہ دور میں مذہب نجدیہ اسماعیلیہ کے علماء جن کو وہابی کہتے ہیں غالب ہوتے چلے جا رہے ہیں اور بہت سے بندگان خدا اعمال مذکورہ کے منکر ہوتے جا رہے ہیں

اور روایات، کتب اہل سنت وجماعت علمائے آئمہ اربعہ اور حضرات صوفیہ سے بے خبر ہیں اس لئے اس عاصی پر معاصی کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس دُرِ نایاب کتاب نجم الآخرت کہ جس میں مجرب نسخے بھی درج ہیں عوام کی رہنمائی و فیض رسائی کے لئے شائع کرواکر سعادت حاصل کی جائے۔

ناظرین! مصنفؒ سے اس کتاب میں جہاں جہاں عربی عبارات، فارسی اشعار کے ترجمے رہ گئے تھے وہ سب ناظرین کی سہولت کے لئے مکمل کر دیئے گئے ہیں علاوہ ازیں جن کتابوں کے حوالے سے یہ کتاب لکھی گئی ہے ان کتابوں کے نام مع مصنفین جداگانہ صفحات پر ناظرین کی سہولت کے لئے لکھ دیئے گئے ہیں۔

ناظرین مصنفؒ نے اس کتاب کے دیباچے میں جو لفظ "اس ملک کی زبان میں جمع کروں لکھا ہے" کی وضاحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

اس "ملک" سے مراد صاحب تصنیف کی اس علاقائی زبان سے ہے نہ کی پورے ملک ہندوستان کی زبان سے ہے کیونکہ ہندوستان کے ہر علاقہ (صوبہ) میں اپنے اپنے علاقے کی زبان بولی جاتی ہے۔ اس طرح اس ملک (علاقہ) شیناوٹی میں پہلے یعنی جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس زمانے میں ورنہ کو "والانہ" بولا جاتا تھا، لیکن کو "لکن" ایک لڑی کو "اکولڑی" بولا جاتا تھا۔ جلتی کو "جھتی" گواہی دوں گا کو "شاہدی بھروں گا" گواہ بنوں گا کو "گواہ ہوؤں گا" ذوالبس کو "اُلٹے" دوست وغیرہ کو "لائے لگتے" کماتے اور جمع کرنے کو "کما کجا کر" ورم کو "سوج" بولتے تھے تاکہ کو "جوں" نالائق کو "کپوت" بڈھ گئے کو زیادہ اور "بڈ گئے" داخل ہو گئے۔ گورا چٹا کو "چکنا چوبڑا"، بولا جاتا تھا ان الفاظ میں سے بہت سے الفاظ آج بھی مستعمل ہیں۔

ناظرین کتاب نجم الآخرت کے مضامین کے مطابق عنوان قائم کرکے تحریر کر دیئے گئے ہیں تاکہ کتاب پڑھنے والے حضرات کو کتاب ہٰذا کے مطالعہ میں آسانی ہو جائے۔

حضرت خواجہ حاجی نجم الدین صاحبؒ صاحب ولایت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متبحر عالم باکمال بھی تھے۔ جنھوں نے نجم الآخرت جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے مستند کتابوں، فتاوٰی، قرآن اور احادیث کے حوالوں سے سن بارہ سو بیاسی ۱۲۸۲ھ میں تصنیف فرمائی گو مجھ عاصی پر معاصی میں اتنی لیاقت نہیں تھی اتنے بڑے جید عالم کی تصنیف کو ترتیب دے سکوں الا بفیض روحانی والدی مرشدی حضرت خواجہ غلام سرور صاحبؒ سے

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام دیوانہ زدند

ناظرین حضرات میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے اور کر رہا ہوں کہ حضرت نے کتاب ہذا میں جن احادیثوں کا حوالہ دیا ہے ان کا حوالہ جتنا مجھے دستیاب ہوا ہے کتاب ہذا کی حوالا فہرست درج کر دیا گیا ہے علاوہ ازیں کتابوں کی فہرست میں نام مصنفین بھی تحریر کر دیا گیا ہے لیکن چند احادیث اور چند کتابوں کے مصنفین کے اسمائے گرامی دستیاب نہ ہونے پر بامر مجبوری رہ گئے ہیں علمائے کرام اور اہل علم حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اس کتاب میں کتابت یا سہواً لغزش ہوگئی ہو اسمیں میری تصحیح فرمائیں

خصوصاً خواجہ انٹرنیشنل فتح پور شیخاوٹی والے جناب حاجی اصغر خاں چوہان اور ان کے فرزند ارجمند سکندر خاں چوہان لائق تحسین ہیں کہ انھوں نے اپنے پیر و مرشد کی اس کتاب کو شائع کرانے میں تعاون فرماکر سعادت حاصل کی اللہ تعالیٰ انہیں اسوۂ رسولؐ اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ترا شکر ہے میرے رب قدیر — کہ ہے صفت تیری سمیع و بصیر

تو عالم ہے، ہے صفت تیری علیم — ترے حکم کا کون ہوتا فہیم

وَ تے تیں محمدؐ کو پیدا کیا — کہ جس کے سبب سب ہویدا کیا

اتارا انھوں نے تئیں اپنا قرآن — کیا اس میں سب حکم اپنا بیاں

و لے اس کے حکموں کی فہمید سب — بغیر از نبیؐ کس کو آتی تھی کب

نبیؐ جی نے پھر اس کو ظاہر کیا — حدیثوں سبب اس کو ماہر کیا

حدیثا نبیؐ کی سب اصحابؓ نے — روایت کری ان کو احباب نے

خصوص ان میں اعلیٰ و افضل جو ہیں — ابو بکر صدیقؓ ان کو کہیں

وہ پھر عمرؓ و عثمانؓ و حضرت علیؓ — نبیؐ جی کے ہیں یہ خلیفہ سبھی

وہ پھر جو کہ سب ان کے اصحاب ہیں — نبیؐ جی کے وہ سب ہی احباب ہیں

محمدؐ تو ہیں ان میں جوں ماہتاب — ستاروں کی مانند ہیں سب صحاب

وَ لے ان حدیثاں کے معنی تو یار — کیا تابعین نے سبھی آشکار

کہیں مجتہد ان کو اور پھر امام — وَ لے چار مذہب ہیں مشہور عام

امام اعظمؒ اور شافعی نیک نام — و پھر مالکؒ اور احمدؒ ہیں یہ تمام

جو ہیں اہل سنت کے علما تمام — رکھیں پیروی ان ہی چاروں کی تمام

جو ان چاروں مذہب کے باہر ہوئے — وہی بدعتی خوار ظاہر ہوئے

دیباچہ

اما بعد اس کے کہتا ہے فقیر حقیر پر تقصیر نجم الدینؒ سلیمانی چشتی فتح پوری غفرلہ کہ مدت مدید سے ارادہ فقیر کا تھا کہ ایک رسالہ تجہیز و تکفین کے بیان میں اس ملک کی زبان میں جمع کروں تاکہ عام لوگوں کو فائدہ ہو اور اس میں جو روایات معتبرہ ہیں مع لکھنے جواب نامہ اور شجرہ رکھنے قبر میں اور مٹی قل کی دینے میں اور آذان کہنا اور تلقین کرنا بعد دفن کے وہ سب لکھوں اس لئے کہ اس زمانے میں بسبب غلبہ علمار مذہب نجدیہ اسمٰعیلیہ کی کہ جن کو وہابی کہتے ہیں بہت سی خلق اعمال مذکورہ کی منکر ہوگئی ہیں اور روایات کتب اہل سنت علمار ائمہ اربعہ اور حضرات صوفیہ سے بے خبر ہیں لاکن بحکم اس حدیث کے کہ کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا.. یعنی ہر حکم مربوط ہوتا اپنے وقت کے ساتھ۔

اب اتفاق جمع کرنے ان روایات معتبرہ کا اس ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی ہجری میں ہوا اَلتَّوْفِيْقُ مِنَ اللّٰهِ وَالْاِتْمَامُ یعنی توفیق اللہ کی طرف سے اور تکمیل کرنا میری طرف سے اس کتاب میں کہ نام اس کا نجم الآخرت ہے ایک مقدمہ اور چار باب ہیں اور ایک خاتمہ ہے۔

مقدمہ :	بدعت سیئہ اور بدعت حسنہ کی قسموں کا ذکر ہے۔
باب اوّل میں	حالت بیمار ہوتے مریض سے لیکر فوت ہونے تک کا بیان ہے اور اس میں کئی فصلیں ہیں۔
باب دوم میں	حالت فوت ہونے سے دفن کرنے تک کا بیان ہے اور اس میں کئی فصلیں ہیں
باب سوم میں	دفن کرنے سے لیکر چہلم اور سالیانہ تک کا بیان ہے
باب چہارم میں	زیارت کرنے قبروں کا بیان ہے اور اس میں کئی فصلیں ہیں
خاتمہ	وعظ و نصیحت دوستوں اور فرزندان کیلئے

مخالف بنے ان کے اصحاب کا — و پھر تابعین ان کے احباب کا
وہی بدعتی بے شبہ ہے لعین — جہنم میں جاوے گا وہ بالیقیں
ولے فہم بدعت تو دشوار ہے — کہ بے فہم جاہل بڑا خوار ہے
مگر تجھکو بدعت کے معنی سبھی — بیاں وار سمجھائے دونگا ابھی
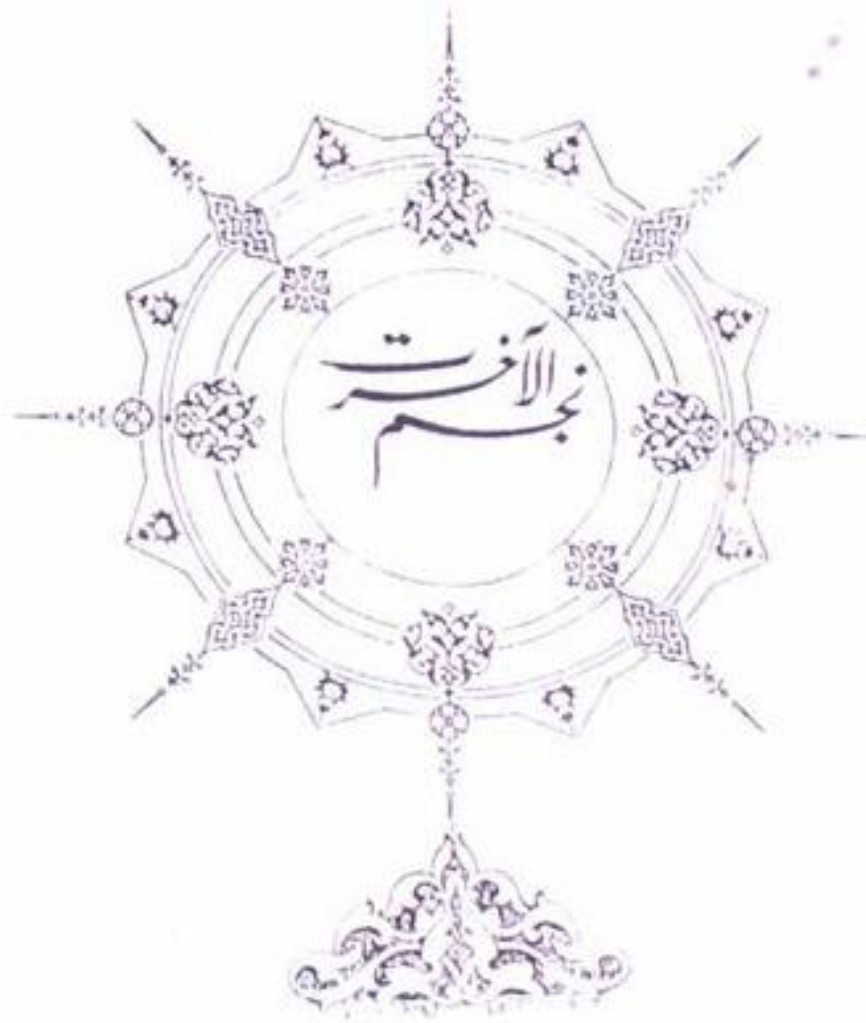
مقدمہ

جان اے عزیز بدعت لغت میں کہتے ہیں نئی چیز پیدا کرنے
کو دین میں اور اصطلاح شرعی میں بدعت وہ شئے ہے جو بعد زمانہ رسول علیہ
السلام کے پیدا ہوئی اور عمل میں آئی ہو بس وہ شئے نئی دو حال سے خالی نہیں
ہے یا تو وہ شئی بدلیل شرعی اجماع وقیاس مجتہدین کے مطابق ہوگی یا مخالف
پس اگر مطابق ہوگی تو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں یعنی نیک اور اگر مخالف
ہوگی تو اس کو بدعت سیئہ کہتے ہیں یعنی بد کس واسطے کہ نکالنا اور چننا مسئلوں
کا بمضمون آیت سورہ مایدہ کے داخل سنت ہے قولہ تعالیٰ فی القرآن
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ ترجمہ
یعنی آج کے دن کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور تمام کری تم پر
نعمت اپنی کو۔ اور رسول علیہ السلام نے اُن دونوں قسموں کی بدعتوں کی حدیث
میں خبر دی ہے۔ جیسا کہ مشکوۃ میں لکھا ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلےَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا
وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ
اُجُوْرِھِمْ شَیْئٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ
عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ
اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئٌ (مشکوۃ صہ ۳۳) یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ السلام
نے جو کوئی راہ نکالے اسلام میں نیک راہ پس واسطے اس کے ہے اجر اس کا اور
اجر اس شخص کا جو کوئی عمل کرے اس پر بعد اس کے بدوں اس کے کہ گھٹے اجر اسکے
سے کچھ اور جو کوئی راہ نکالے اسلام میں راہ بد ہوگا اوپر اس کے گناہ اس کا اور گناہ
اس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اس بدوں اس بات کے کہ گھٹے گناہوں اس کے
سے کچھ

ترجمہ با محاورہ :۔ یعنی جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

اور قاضی عیاض نے شفا میں یہ حدیث لکھی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِیْحًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ قَبِیْحٌ یعنی جو چیز کہ دیکھیں اسکو مسلمان لوگ نیک پس وہ نیک ہے نزدیک اللہ کے اور جو چیز دیکھیں اسکو مسلمان بد پس وہ اللہ کے نزدیک بد ہے۔

ترجمہ با محاورہ :۔ جس کسی چیز کو ایمان والے اچھا خیال کریں اور جس چیز کو مومن اچھا سمجھتے ہوں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھی ہے۔

فائدہ مراد مسلمان لوگوں سے اس حدیث میں علمائے راسخین اہل سنت والجماعت اور فقہائے مجتہدین کے ہے عام مسلمانوں اور علمائے بدمذہب کے نہیں ہے۔ پس باتفاق اہل سنت والجماعت کے بدعت دو قسم کی ہوئی ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ لیکن بدعت ـــــــ حسنہ بھی تین قسم پر ہے۔

اوّل۔ ایک واجبہ یعنی فرض کے نزدیک مانند سیکھنے و سکھلانے علم صرف نحو کیواسطے سمجھیں قرآن شریف اور احادیث کے اور نزدیک بعضوں کے یہ بدعت حسنہ فرض کفایہ ہے۔

ترجمہ با محاورہ :۔ بدعت حسنہ کی ایک قسم واجبہ ہے یعنی دین کو سمجھنے کے لئے اور قرآن و احادیث کو سمجھنے کیلئے علم نحو و علم صرف کا سیکھنا واجب ہے۔

دوم۔ مستحبہ ہے مثل بنانے مدرسوں اور خانقاہوں کے واسطے تحصیل کرانے علم کی اور عبادت خدا کی۔

ترجمہ با محاورہ :- دوسری قسم ۔ بدعت حسنہ کی مستحب ہے جیسے کہ علم حاصل کرنے کیلئے اور خدا کی عبادت کرنے کیلئے مدرسہ اور خانقاہ میں مساجد کی عمارتوں کو بنانا مستحب ہے۔

سوم مباح ہے. مثل سلام علیک اور مصافحہ کے بعد نماز صبح اور عصر کے

ترجمہ با محاورہ :- تیسری بدعت حسنہ کی مباح ہے جیسا کہ نماز کے بعد سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور نماز فجر اور عصر کے بعد ۔

بدعۃ سیئہ بھی دو قسم پر ہے

اوّل محرمہ جیسے مذہب جبریہ اور قدریہ مرجیہ وغیرہ مگر ان مذہبوں کا رد کرنا بدعت واجبہ سے ہے۔

ترجمہ با محاورہ :-

بدعت سیئہ محرمہ جیسے کہ اسلام میں کئی فرقے ہو گئے تھے ان میں سے فرقہ جبریہ اور قدریہ مرجیہ وغیرہ گمراہ فرقے تھے جن کا رد کرنا بدعت واجبہ ہے۔

دوم مکروہ جیسے نقش و نگار بنانا قرآنوں اور مسجدوں میں بقول بعضے اور نزدیک اکثر ـ کے یہ بدعت مباح سے ہے یہ مضموں ہے طیبی اور درمختار وغیرہ کتب معتبرہ کا پس بدعت پانچ قسم پر ہوئیں. تین ان میں سے بدعت حسنہ اور دو بدعت سیئہ ہیں اور فتوٰی غرایب میں بھی بدعت کی پانچ قسمیں لکھی ہیں مگر وہ بدعت مستحبہ کا نام بدعت مندوبہ لکھتا ہے اور لکھتا ہے کہ بدعت محرمہ

وہ ہوتی ہے جیسے پڑھنا پڑھانا علم فلسفہ کا اور بدعت مباحہ جیسے مثل فراخ
کرنا طعام کا اور طرح طرح کے کھانے پکانے واسطے مہمانوں کے اس طرح امام
محی الدین نووی فتح المبین شرح اربعین میں لکھتے ہیں عبارتہٗ قَالَ
الشَّافِعِیُّ مَا اُحْدِثَ وَخَالَفَ کِتٰبًا اَوْ سُنَّۃً اَوْ اِجْمَاعًا اَوْ اَثَرًا فَھُوَ
الْبِدْعَۃُ الضَّالَّۃُ وَمَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَیْرِ وَلَمْ یُخَالِفْ شَیْئًا
مِنْ ذٰلِکَ فَھُوَ الْبِدْعَۃُ الْمَحْمُوْدَۃُ وَالْحَاصِلُ اِنَّ الْبِدْعَۃَ
الْحَسَنَۃَ مُتَّفِقَۃٌ عَلٰی نَدْبِہَا وَھِیَ مَا وَافَقَ شَیْئًا مِمَّا مَرَّ
لَمْ یَلْزَمْ مِنْ فِعْلِہٖ مَحْذُوْرٌ شَرْعِیٌّ وَمِنْہَا مَا ھُوَ فَرْضُ کِفَایَۃٍ
کَتَصْنِیْفِ الْعُلُوْمِ وَنَحْوِھَا وَاِنَّ الْبِدْعَۃَ السَّیِّئَۃَ وَھِیَ مَا نَافَ
شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ صَرِیْحًا اَوِ الْتِزَامًا۔ یعنی کہا امام شافعیؒ نے کہ جو چیز نئی پیدا
کی گئی ہے اور مخالف ہے قرآن اور حدیث یا اجماعؒ صحابہ یا اثر کے یعنی تابعین
تبع تابعین کے قول پس وہ بدعت ضالہ ہے یعنی گمراہ کرنے والی کہ مراد بدعت سیئہ سے
ہے اور جو چیز نئی پیدا کی گئی ہے نیکی سے اور مخالف نہیں ہے کسی شیئی سے پس
وہ بدعت محمودہ ہے یعنی سراہی گئی کہ مراد بدعت حسنہ سے ہے اور حاصل اس
بات کا یہ ہے کہ تحقیق بدعت حسنہ پر متفق ہیں تمام علمائے اہل سنت والجماعت کے
اُپر مندوب ہونے اس کی کے یعنی وہ بدعت مستحب ہے کہ اس کے کرنے سے
ثواب حاصل ہوتا ہے اور بدعت مستحبہ وہ شئی ہے کہ موافق ہو اس چیز کو ان چیزوں
میں سے کہ ذکر کی گئی یعنی قرآن اور حدیث اجماع قیاس کے موافق ہو اور نہیں لازم
ہو کرنے اس کے سے محذور شرعی اور بعض ان بدعتوں میں سے وہ چیز ہے کہ
فرض کفایہ ہے مانند تصنیف کرتے علموں کے اور مثل اس کے اور تحقیق بدعت
سیئہ وہ ہے جو مخالف ہو کسی چیز کے ان میں سے صراحتًا یا التزامًا۔

ترجمہ بامحاورہ :- امام شافعیؒ نے بدعت سیئہ کو بدعت ضالہ کہا ہے یعنی گمراہ
کرنے والی بدعت جو چیز نئی پیدا کی گئی ہو اور قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ یا اثر

کے یعنی تابعین و تابع تابعین کے قول کے خلاف ہو وہ بدعت ضالہ سیئہ ہے اور بدعت حسنہ جس کو بدعت محمودہ بھی کہا ہے یہ بدعت حسنہ وہ ہے جو قرآن اور حدیث، اور اجماع صحابہ اور تبع تابعین کے اقوال کے مطابق ہو اس بدعت حسنہ پر تمام اجماع اہل سنت متفق ہوں وہ بدعت مستحبہ ہے اور اس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور بدعت مندوبہ مستحبہ کو اپنے عمل میں لازم نہیں سمجھنا چاہئے اگر کرے ثواب ملیگا نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں اور بدعت سیئہ وہ ہے جو قرآن و احادیث اور صحابہ اور تبع تابعین کے اقوال کے خلاف ہو جس کے کرنے سے دین میں نقصان ہوتا ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔

فائدہ اے عزیز قسمیں بدعتوں کی یہ ہیں بالاجماع جو بیان کری ہم نے روایات صحیحہ سے اور برخلاف ان بدعتوں کے اس زمانے میں جس شخص نے تقسیم بدعت کی کری۔ اصلیہ اور وصفیہ اور حقیقیہ اور حکمیہ پھر اس نے خلاف کیا اجماع کا اس کا اعتبار نہ کیا چاہئے کیواسطے کہ اجماع اور توارث عامہ مسلمین کا حال فقیہ ابو اللیث نے بستان میں یوں لکھا ہے حدیث قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ دیکھے کسی مسلمان کو اچھا تو وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہوگا۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں بروایت ابن مسعود مذکور ہے

اور دوسری حدیث ہے اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَلِاَنَّهُمْ تَوَارَثَ وَذَالِكَ وَصَارَ ذَالِكَ سَبِیْلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَسَبِیْلُ الْمُسْلِمِیْنَ حَقٌّ بِدَلِیْلِ الْخَیْرِ یعنی نہیں جمع ہوئی امت میری گمراہی پر اور اس واسطے کہ توارث کیا مسلمانوں نے اس پر اور ہوگئی یہ راہ مسلمانوں کی اور راہ مسلمانوں کی حق ہے ساتھ دلیل حدیث کے تمام ہوئی عبارت یہ حدیث مرفوع ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اور احمد نسائی اور ابن ماجہ نے باب ۴۹۔ السواد الاعظم جلد ۲

اور ملا احمد جیون نے نور الانوار شرح منار النسفی میں یہ بیان کیا ہے اور والمحصات نے اسی آیت کے معنوں میں وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (سورہ نساء آیت ۱۱۵)

یعنی اور جو کوئی مخالف کرے رسول علیہ السلام کی بعد اس کے ظاہر ہو چکا ہے کہ خاص واسطے ان کے ہے راہ راست معجزوں سے اور ظاہر کرنے دلیل روشن کی اور پیروی کرے سوائے راہ مومنوں کی اعتقاد اور عمل ان کے سے چھوڑتے ہیں ہم انکو برے گھر میں یعنی کفر اور ارتداد میں ہم ان کو داخل کریں گے اور لادیں گے ہم ان کو دوزخ میں اور بری جگہ ہے یہ دوزخ۔

ترجمہ بامحاورہ:۔

اور جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا ہے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے دوزخ عرض کہ بعد اس آیت کے ملا جیون لکھتے ہیں فَجُعِلَتْ مُخَالَفَةُ الْمُؤْمِنِينَ مِثْلَ مُخَالَفَةِ الرَّسُولِ فَيَكُونُ اِجْمَاعُهُمْ حُجَّةً قَطْعِيَّةً یعنی پس کر دے مخالف مومنوں کے مثل مخالفت (نور الانوار شرح مینار صفحہ ۲۲۷) رسول علیہ السلام کے پس ہوتا ہے اجماع ان کا دلیل قطعی یقینی ترجمہ بامحاورہ ملا احمد جیون رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومنوں کی مخالفت کرنا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا مخالف کے مثل ہوتا ہے کیونکہ ان کا اجماع دلیل قطعی کے برابر ہوتا ہے۔

پس استحسان بدعت حسنہ کا اور اس کی قسموں کا اور بیان بہتری تینوں شقوں اس کی کا بدلائل ہو چکا اور بدعت سیئہ کی بھی دونوں قسمیں معلوم ہوگئیں یعنی مکروہ اور حرام اب سننا چاہئے وہ حدیث کہ جو بدعت سیئہ کی مذمت میں وارد ہے وہ یہ ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جتنی بدعت سیئہ ہیں وہ سب گمراہی ہیں جیسے کہ افضل المحدثین ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث مذکور کے معنی یوں کرتے ہیں :۔

کُلُّ بِدْعَۃٍ بِالرَّفْعِ وَقِیْلَ بِالنَّصْبِ ضَلَالَۃٌ قَالَ فِی الْاَزْھَارِ اَیْ بِدْعَۃٌ سَیِّئَۃٌ ضَلَالَۃٌ بِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا وَجَمَعَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَجُدِدَ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ رض اِلٰی مَا قَالَ وَقَوْلُہٗ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ عَامٌّ مَخْصُوْصٌ کَمَا قَالَ شَیْخُ عِزُّ الدِّیْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِیْ آخِرِ کِتَابِ الْقَوَاعِدِ اَلْبِدْعَۃُ اِمَّا وَاجِبَۃٌ کَتَعْلِیْمِ النَّحْوِ لِفَھْمِ کَلَامِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِتَدْوِیْنِ اُصُوْلِ الْفِقْہِ وَالْکَلَامِ فِی الْجَرْحِ وَالتَّعْدِیْلِ وَاِمَّا مُحَرَّمَۃٌ کَمَذْھَبِ الْجَبْرِیَّۃِ وَالْقَدَرِیَّۃِ وَالْمُرْجِئَۃِ وَالْمُجَسِّمَۃِ وَالرَّدُّ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ مِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ لِاَنَّ حِفْظَ الشَّرِیْعَۃِ مِنْ ھٰذِہِ الْبِدَعِ فَرْضُ کِفَایَۃٍ وَاِمَّا مَنْدُوْبَۃٌ کَاِحْدَاثِ الرَّوَابِطِ وَالْمَدَارِسِ وَکُلِّ اِحْسَانٍ لَمْ یُعْھَدْ فِی الْعَھْدِ الْاَوَّلِ کَالتَّرَاوِیْحِ اَیْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْکَلَامِ فِی الدَّقَائِقِ الصُّوْفِیَّۃِ وَاِمَّا مَکْرُوْھَۃٌ کَزَخْرَفَۃِ الْمَسَاجِدِ وَتَزْوِیْنِ الْمَصَاحِفِ یَعْنِیْ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ وَاَمَّا عِنْدَ الْحَنَفِیَّۃِ فَمُبَاحٌ وَاِمَّا مُبَاحَۃٌ کَالْمُصَافَحَۃِ عَقِیْبَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ اَیْ عِنْدَ الشَّافِعِیَّۃِ

وَالاَّ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ مُكْرُوْهٌ وَالتَّوَسُّعُ فِيْ لَذِيْذِ الْمَاكِلِ وَ الْمَشَارِبِ وَالْمَسَاكِنِ وَتَوَسُّعُ الْاِطْعَامِ وَقَدْ اِخْتُلِفَ فِيْ كَرَاهَةِ بَعْضِ ذَالِكَ كَمَا قَدَّمْنَا ۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۲۷

یعنی لفظ کل بدعت ساتھ حالت پیش ہونے کے اور کہا گیا ساتھ زیر کے گمراہی ہے کہا ہے بیچ ازہاری کے کہ بدعت سیئہ گمراہی ہے نکہ بدعت حسنہ بموجب حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا ہے جو شخص پیدا کرے بیچ اسلام کے طریقہ نیک پس واسطے اس کے ہے اجر اس کا اور اس شخص کا جو عمل کرے ان طریقہ پر اور جمع کیا ابوبکرؓ و عمرؓ نے قرآن کو اور نئی ترتیب دیا گیا بیچ وقت عثمانؓ کے آخر اس عبارت تک کہ کہا اور قول آنحضرتؐ کا جو کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ہے سو یہ عام ہے خاص کیا گیا۔ یعنی یہ حکم ضلالت کا علی العلوم تمام بدعتوں کے حق میں نہیں بلکہ عام ایسا عام کہ خاص ہے ساتھ افراد جنس واحد بدعت سیئہ کے یعنی خاصتہ جتنے افراد بدعت سیئہ کے ہیں سب کو شامل ہے۔ اب یہ معنے ہوئے کہ ہر فرد افراد بدعت سیئہ کا گمراہی ہے۔

جیسے کہ کہا ہے شیخ عزیز الدین بن عبد السلام نے کتاب قوائد میں کہ بدعت یا واجبہ ہوتی ہے۔ مانند سیکھنے علم نحو کے واسطے سمجھنے قرآن اور حدیث کے اور مانند پڑھنے پڑھانے کے اصول فقہ اور کلام کرنا بیچ جرح اور قدح کہ یا وہ بدعت محرمہ ہوتی ہے مانند مذہب جبریہ اور قدریہ اور مجسمیہ کے اور رد کرنا مذہب والوں پر بدعت واجبہ میں سے ہے کس واسطے کہ حفاظت کرنی شریعت کی ان بدعتوں سے فرض کفایہ ہے اور یا وہ بدعت مندوبہ ہوتی ہے مانند بنیانی رباطوں اور مدرسوں کے اور احسان کے یعنی نیک کاموں کے مقرر نہ کیا گیا ہے بیچ زمانہ پہلے کے اور مثل تراویح کے یعنی ساتھ جماعت عام کے اور کلام کرنا بیچ دقیق باتوں کے اور یا وہ بدعت مکروہہ ہوتی ہے مانند بیجا آراستگی کرنے مسجدوں کے اور نگار کرنے مصحفوں کے یعنی کراہیت نزدیک شافعیوں کے ہے ولیکن حنفیوں کے نزدیک پس یہ مکروہ نہیں ہے

بلکہ یہ بدعت مباحہ ہے اور یا وہ بدعت مباح ہوتی ہے مثل مصافحہ کرنے کے
بعد نماز صبح اور عصر کے یعنی نزدیک شافعیوں کے اور نہیں تو نزدیک حنفیوں کے
یہ مصافحہ مکروہ ہے اور فراخی یعنی کشائش کرنے بیچ مزے دار کھانوں کے اور پینے کی
چیزوں کو اور مکانوں کے اور زیادہ طعام طرح طرح کے کھلانے کے بہ سبب بدعت
مباح ہیں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ کراہیت بعضے ان کے جیسے کہ پہلے ذکر کیا
ہم نے اور کل افراد بدعت سیئہ کے ضلالت ہونے پر تصریح کی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوۃ کے فارسی ترجمہ میں جہاں بیان کیا اس
حدیث کو۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ (مشکوۃ صفحہ ۳۰)۔ اشارہ ست بسوئے آنکہ بدعت مذمومہ بر زبان شارع بدعت
ضلالت است کہ خدا اور رسول ازاں ناراض اند و مخالف شرع و سنت نہ
آنکہ خیرات و نافع دراز کتاب و سنت کہ آں ہدایت مخص او ست و بار یہ بدعت
حسنہ و ہمی مراد ست از بدعت در یں۔ جو کوئی بدعت ضلالت پیدا کرے جس سے خدا
اور رسول ؐ راضی نہیں ہیں بخلاف بدعت حسنہ کہ اسمیں دینی مصلحت کی تقویت اور ترویج حاصل ہوتی ہے

حدیث (مشکوۃ صفحہ ۳۱): مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ اللّٰهُ مِثْلُهَا
مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ
یعنی نہیں نکالتے کوئی قوم بدعت کو مگر اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ مثل اس کے سنت
کو پس چنگل مارنا ساتھ سنت کے اچھا ہے پیدا کرنے بدعت سے اس جگہ مراد
بدعت سیئہ سے ہے کیونکہ رفع سنت کا ساتھ بدعت ضلالہ کہ ہوتا ہے کہ
وہ مخالف سنت کے ہوتی ہے بخلاف امر نیک اور حسن کے یہ داخل عمومات
شرعیہ میں ہے اور افراد سنت سے ہے یہی لکھا ہے طیبی شرح مشکوۃ میں اور
علی العموم یہ کہنا کہ جو شئی رسول ؐ اور صحابہ کرام ؓ کی زمانہ میں نہ تھی سبب بدعت
مذموم ہے سو وہ غلط اور ناصواب ہے اور محمول بجہل قابل جیسا کہ لکھا ہے
شرح جواہر التوحید میں عبارتہ وَمِنَ الْجَهَلَةِ مَنْ يَجْعَلُ كُلَّ اَمْرٍ

لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ بِدْعَةٌ مَذْمُومَةٌ وَإِنْ لَمْ يَقُمْ دَلِيلٌ عَلَى قُبْحِهِ تَمَسُّكًا بِقَوْلِهِ صلعم إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَلَا يَعْلَمُونَ الْمُرَادُ بِذَالِكَ أَنْ يَجْعَلَ فِي الدِّينِ مَا هُوَ لَيْسَ فِيهِ۔ اِنْتَهَا۔

یعنی اور جاہلوں میں سے ہے وہ شخص جو گردانے ہر کام کو جو کہ نہ تھا زمانہ صحابہ کرام میں بدعت بری چیز یعنی سیئہ اگرچہ نا قائم ہو دلیل اوپر برائی اس کام کے تمسک کرتا ساتھ اس قول رسول علیہ السلام کے ایاکم و محدثات الامور ہے یعنی باز رکھو تم اپنے تئیں نئے کاموں سے اور نہیں جانتے وہ لوگ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ گردانے بیچ دین کے اس چیز کو جو نہیں درست ہے بیچ اس دین کے حاصل کلام یہ ہے کہ جو چیز دین کے مخالف ہو وہ بدعت سیئہ اور ضلالہ ہے نہ ہر بدعت کے بدعت حسنہ بمنزلہ سنت کے ہے۔

نجم الآخرت

باب اول

حالتِ بیماری میں مریض کی عیادت کے ذکر میں

جان اے عزیز عیادت مریض کی کرنا سنت ہے یعنی جبکہ کوئی شخص بیمار ہو اس کو جا کر پوچھنا اس کی تسلی کرنا سنت ہے اس پر اتفاق علماء کا ہے کیونکہ جبکہ رسول علیہ السلام کے یاروں میں سے کوئی بیمار ہوتا تھا تو آپ اس کی عیادت کے لیے اس کے گھر جاتے اور اس بیمار کے پاس جا کر بیٹھتے اور اس کا حال جا کر پوچھتے اور فرماتے کَیْفَ تَجِدُکَ یعنی تیرا جی کیسا ہے اور تو کیا چاہتا ہے کھانے کو اگر وہ کچھ کہتا اور وہ مضر نہ ہوتی تو اس کے دینے کے واسطے اس کے گھر والوں سے فرماتے اور بیمار کے داہنے ہاتھ کو دست مبارک میں لے کر یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۵

اے لوگوں کے پروردگار بیماری دور فرما اور تو ہی شفا دینے والا ہے ایسی شفا عطا فرما جس کے بعد بیماری باقی نہ رہے۔

اور جب بیمار واسطے دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے جیسے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے واسطے کری تھی اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا یعنی اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما اے اللہ سعد کو شفا دے صفحہ ۱۶ ریاض الصالحین

اور جب بیمار کے پاس جاتے یہ فرماتے لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ یعنی کچھ ڈر نہیں خدا نے چاہا تو اچھا ہو جائے گا اور فرماتے کَفَّارَۃٌ وَّطَھُوْرٌ یعنی بیماری کفارہ گناہوں کا ہے کہ گناہ بخشے جاتے ہیں مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی بیمار پر جاکر یہ دعا سات مرتبہ پڑھے اگر اس کی اجل نہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد شفا بخشتا ہے وہ یہ ہے اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ یعنی میں اللہ عظیم عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمائے مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۰

اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی بیمار پر جاکر یہ دعا ستر مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے حق تعالیٰ اس کو شفا دیتا ہے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ یعنی میں اللہ کی عزت و قدرت کے ساتھ اس چیز سے پناہ مانگتا ہوں ریاض الصالحین صفحہ ۱۶

اور بعض حدیثوں میں و حاذر کا لفظ بعد ما تجد کے سوا لکھا ہے اور کتب مشائخین میں لکھا ہے کہ ہر بیمار پر سورہ فاتحہ کو سات سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے لیکن بسم اللہ کے رحیم کے میم کو الحمد کے لام سے ملا کر اور لفظ الرّحمٰن الرّحیم کو تین مرتبہ اور آمین کو تین مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور اسی طرح نقش اسم اللہ کو لکھ کر باندھ دے اس طور سے اللہ اللہ اللہ ہر بیماری کے واسطے شفا ہے اور ہر مطلب کو کافی ہے بموجب اس مصرعہ کے کہ اے نام تو ام شفا تو امراض

اور اگر کسی کو زخم پہونچا یا گھائل ہوگیا ہو تو اس پر یہ افسوں پڑھے اور دم کرے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا یعنی اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہے ہمارے رب کی اجازت سے۔ بخاری شریف ج ۵ صفحہ ۲۱۶۸

لیکن اپنے کلمہ کی انگلی کو زمین پر رکھ کر پھر اٹھا کر یہ دعا پڑھے کہ حضرت رسول علیہ السلام اسی طرح کرتے تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لکھی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انگشت شہادت کو اپنے لعاب دہن مبارک سے تر کر کے خاک زمین پر رکھتے اور یہ افسوں پڑھتے

مسئلہ: کوئی دن حضرت کا عیادت کے لئے مقرر نہ تھا بلکہ دن اور

رات میں جس وقت چاہتے عیادت فرماتے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کیلئے جاتا ہے تو بہشت کے باغ میں چلتا ہے اور جب تک بیمار کے پاس بیٹھا رہتا ہے تب تک اس پر رحمت نازل ہوا کرتی ہیں یہاں تک کہ غرق دریائے رحمت ہو جاتا ہے اور جب کوئی آدمی صبح کو عیادت کو جاتا ہے ستر ہزار فرشتے رات تک اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے واسطے دعا مانگتے ہیں۔

عیادت کافر کی بھی درست ہے ۔ ایک یہودی جوان حضرت علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا جبکہ وہ بیمار ہوا تو حضرتؐ نے عیادت فرمائی پھر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ بہ برکت عیادت حضرت صلعم کے۔ اور آنحضرت صلعم نے آنکھوں کے درد کی بھی عیادت فرمائی ہے یہ بیان زاد الآخرت میں لکھا ہے لاکن کنز العباد میں بھی لکھا ہے کہ لَا یَعُوْدُوْنَ صَاحِبَ الرَّمَدِ وَصَاحِبَ الضِّرْسِ وَصَاحِبَ الدُّمَّلِ یعنی نہیں عیادت آنکھوں کے درد والوں کے اور جاڑے درد والوں کی اور دمل والے کے اور پھر اس میں لکھا ہے کہ ایک دن عیادت کرے اور پھر دو دن نہ جاوے اور تیسرے دن عیادت کے لئے جاوے اور بیمار کے کھوے کے پاس بیٹھے سر کی طرف نہ بیٹھے۔ اور داہنے بائیں نہ دیکھے اس مریض کی طرف دیکھے اور اس کو کہے کہ تو جلد اچھا ہو جاوے گا اور تیری بڑی عمر ہوگی اور اس کے پاس تھوڑا بیٹھے کہ فَاِنَّ خَیْرَ الْعِبَادَۃِ صَفْرُھَا۔ یعنی اچھی عیادت تھوڑا بیٹھنا ہے اور مریض کو بھی کہے تاکہ دعا مانگے کہ دعا مریض کی قبول ہوتی ہے اور جب مریض کے پاس جاوے تو ذکر بیماری اور تکلیفات انبیاء کا بیان کرے۔

مسئلہ :۔ مریض کو لازم ہے کہ اپنی بیماری کی حالت میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور جب اچھا ہو جاوے تو مستحب ہے کہ غسل کرے۔

مسئلہ :۔ جبکہ بیمار ہووے لازم ہے کہ اپنی حجامت کراوے اور

لب، ناخن اور پاکیزہ لے

کنز العباد میں لکھا ہے کہ جبکہ اُمید زندگی کی بیمار کو نہ ہو تو لازم ہے بیمار کو کہ نیک گمان کرے اللہ تعالیٰ پر اپنی بخشش کا اور خدا کی رحمت کا امیدوار ہو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور ذکر کلمہ طیب اور استغفار اور درود پڑھتا رہے اور اپنے اقربہ کو وصیت کرے بلکہ لکھ دے وصیت ثلث مال اپنے کی اور راضی کرنے دشمنوں اپنے کی اور ادا کرنے قرض اپنے کی وصیت کرے فدیہ دینے قضا نماز اور روزہ کی اور صورت وصیت نامہ لکھنے کی۔

کنز العباد میں اس طرح لکھا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا اَوْصٰى بِهٖ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَهُوَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ وَاَوْصٰى مَنْ خَلَفَ مِنْ بَعْدِهٖ اَنْ يَّتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَيُصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَيُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اَوْصٰى بِمَا اَوْصٰى بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ نَبِيُّنَا وَيَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاَوْصٰى عَلَيْهِمَا اِنْ حَدَثَ بِهٖ حَدَثُ الْمَوْتِ اِنَّ مِنْ حَاجَةٍ كَذَا اَوْ كَذَا ترجمہ: یہ وصیت کرے فلاں بن فلاں کو اور یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور بیشک قیامت آنے والی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو اٹھائے گا قبروں سے اور وصیت کرے پیچھے والا اپنے بعد والے کو یہ کہ توبہ کریں اللہ ہی کی طرف اور اپنے درمیان اصلاح کریں اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں اور وہ مومن ہوں اور اسی دین کے لئے وصیت کی ابراہیم ؑ اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہ اے

میرے بیٹو بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین کو چُن لیا تو ہرگز مت مرنا مگر مسلمان ہوکر اور وصیت کرے اسی پر جب موت آئے جس کو ایسی ایسی ضرورت ہو۔

مسئلہ:۔ جب بیمار کبھی قریب موت کے پہونچے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کردیں اگر داہنی کروٹ کردیں تو بہتر نہیں تو سیدھا لٹا دیں جیسے نماز اشارہ سے پڑھتے ہیں یہ اُس وقت میں ہے کہ بیمار کو ایذا نہ ہووے وگرنہ اس کے حال پر چھوڑدیں اور اس کے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف چھوڑدیں اور مختار استلقا ہے یعنی چت لٹانا کہ روح نکلنے کے واسطے آسان ہے پھر کلمہ شہادت اس کو تلقین کریں یعنی اس کے پاس بیٹھ کر کوئی قرابتی اس کا یا دوسرا شخص کلمہ شہادت پڑھے اور پڑھنے کی تاکید نہ کریں کیونکہ شاید حالت سختی موت میں اس کو رنج ہوئے اور نہ پڑھے یا انکار کرے۔

مسئلہ:۔ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر محتضر نے ایک بار کلمہ پڑھا ہو پھر دوسری مرتبہ تلقین نہ کریں۔ سورہ یٰسین کا پڑھنا محتضر کے روبرو مستحب ہے اور خوشبو بھی اس کے پاس رکھیں یہ سب عالمگیری میں ہے۔

اگر کسی مسلمان کو جانکنی شروع ہو اور آثار موت کے ظاہر ہوں جیسے ناک ٹیڑھی ہو اور پاؤں سست ہوجاویں کہ پھیل نہ سکیں بمثل ان کے جو چیز کہ وقت جانکنی کہ ظاہر ہوتی ہیں پس یہ آثار جب کہ معلوم کئے جاویں تو مستحب ہے۔ حاضرین کو چاہئے کہ منہ اس کا قبلہ کی طرف پھیر دیں اور سنت ہے کہ سیدھی کروٹ پر لٹا دیں کہ جس صورت سے زندگی کی حالت میں سونا سنت ہے یعنی سر قطب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر چت لٹا دیں تو

دونوں ہاتھ پاؤں اس کے قبلہ کی طرف کر دیں دوسرے سر کے نیچے ایک پاک تکیہ رکھ کر ذرا اوپر کو اٹھادیں تاکہ منہ اس کا قبلہ کی طرف ہو جاوے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر اس قدر لٹانے میں مرنے والے پر کچھ تکلیف ہو تو اسے موضع پر چھوڑ دیں جس وضع پر وہ پڑا ہو اور تفسیر عزیزی کر پہلے یعنی پہلے اس سے کہ دم اس کا گلے میں آکر اٹکے کہ یہ حالت سمجھنے اور سننے کی نہیں رہتی ہے اس کے اقربا کوئی کلمہ شہادت کا تلقین کریں کہ یہ مستحب ہے اور اکثر علماء کے نزدیک شہادتین سے مراد اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ مراد ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لیکن آپ پڑھ کر اس کو سنادیں کہ وہ سنے اور سمجھے اور اس کو نہ کہیں کہ تو پڑھ کس واسطے کہ یہ وقت موتہ پر بڑی تکلیف کا ہوتا ہے مبادہ اس کا کہنا اس کو برا معلوم ہو یا انکار کر بیٹھے تاکہ اس کے حق میں بہتر نہ ہو جبکہ وہ مرنے والا ایک مرتبہ کلمہ شہادتیں صراحتہً یا اشارہ سے کہے پھر اس کو تلقین کرنا موقوف کر دیں اور اگر بعد اس کے کوئی بات دنیا کی اس کے منہ سے نکلے تو پھر اس طور سے تلقین کریں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ یہاں تک کہ اس کا آخر کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو جاوے۔

حصن حصین میں حدیث صحیح سے لکھا ہے کہ جس کا پچھلا بول لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوئے وہ بخشا جاویگا اگر اس نے چوری کی اور زنا کیا اور یہ لفظ حدیث میں تین مرتبہ تکرار سے آیا ہے کہ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ترجمہ:۔ اور اگرچہ زنا کیا اور چوری کی اور اگرچہ زنا کیا اور چوری کی اور اگرچہ زنا کیا اور چوری کی۔ مشکوٰۃ صہ ۱۴

مسئلہ۔ اگر کسی مسلمان سے حالت نزع میں کلمۂ کفر صادر ہو تو اس کے واسطے دعا مغفرت کی مانگیں اور اس کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کی سی کریں کہ اس وقت کے کفر اور اسلام کا اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی مسلمان سے حالت نزع کے وقت اور تلقین کے وقت کچھ ایسا کلمہ صادر ہو کہ ظاہر میں انکار معلوم ہو تو اس پر بدگمان نہ ہوں بلکہ گمان کریں کہ شاید شیطان کے کلام کا انکار کرتا ہو اور اس کو جواب دیتا ہو۔

نقل ہے کہ ابو ذر ذکریا زاہد کو نزع کے وقت اس کے دوست کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تو کلمہ کہہ دو بار تو اس نے منہ موڑ لیا اور تیسری دفعہ بے ہوشی میں اس کے منہ سے نکلا کہ میں نہیں کہتا ہوں اے کم بخت حاضرین کو یہ بات سن کر بہت رنج ہوا اور جانا کہ اس نے کلمہ سے انکار کیا ہے بعد ایک ساعت کے ہوش کیا اور لوگوں نے اس کو کہا کہ تو نے کلمہ کہنے سے انکار کیا تو کہ اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے شیطان کو کہا تھا کہ وہ مجھ کو کہتا تھا کہ کہہ لا الہ یعنی نہیں ہے کوئی خدا سو میں نے دو تین بار منہ اسکے کلام سے پھیرا آخر غصے سے کہا کہ میں نہیں کہتا تب شیطان پیالہ پھینک کر بھاگ گیا سو اے دوستو اب میں کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

مسئلہ:۔ مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین اور رعد پڑھیں کہ مستحب ہے۔ فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ ان دونوں سورتوں کے پڑھنے سے سختی موت کی آسان ہوتی ہے اور رسالہ فیض عام میں لکھا ہے کہ مولوی عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ واسطے جانکنی سہل ہونے کے آیۃ الکرسی اور اخلاص پڑھنا بعد نماز کے احادیث میں آیا ہے اور واسطے رفع عذاب قبر کے سورہ ملک اور سورہ دخان پڑھنا بعد نماز عشاء کے آیا ہے یعنی جو کوئی بعد نماز فرض کے آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ کا ورد پانچوں وقت رکھے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب جانکنی سے بچاویگا اور آخر گت میں لکھا ہے کہ جو کوئی شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے دو رکعت پندرہ پندرہ اذا زلزلت سے پڑھے اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشدے تو عذاب جانکنی اور عذاب قبر سے اور سختی پلصراط

سے بچے اور جو کوئی بعد مغرب کے دو رکعت نفل پڑھے پہلی میں والضحی اور دوسری میں الم نشرح پڑھا کرے اور ہمیشہ اپنا ورد کرے تو عذاب جانکنی سے نجات پاوے۔

انتباہ میں مولوی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں تعلیم مولانا شاہ عبدالوہاب سے کہ جو کوئی وظیفہ بدرقہ ایمان کو ہمیشہ بعد ہر فرض کے پڑھا کرے تو اس جہاں سے ساتھ ایمان کے جاوے اور موت کے وقت خدا اس کی مدد کرے وہ وظیفہ بدرقہ ایمان ——— یہ ہے۔ اول تو آیۃ الکرسی بعدہ آمن الرسول بعدہ آیت شہد اللہ سلام تک۔ بعدہ قل اللھم حساب تک بعدہ تین مرتبہ قل ھو اللہ بعدہ قل اعوذ برب الفلق بعدہ ناس بعدہ الحمد۔

فتاویٰ برہنہ میں کنز العباد سے لکھا ہے کہ مرنے والا تجدید توبہ کرے اور حجامت کراوے اور جو کچھ کہ مستحب ہے حلق اور ناخن لوانا تمام کرے اور سنت یہی ہے اس کا منہ کو قبلہ کی طرف کر کے داہنے پہلو پر سلادیں اور اگر اس پر اس طرح دشوار ہوئے تو پاؤں اس کے قبلہ کی طرف اور سر اور منہ اس کا قبلہ کی طرف کرے یہی جلالی میں لکھا ہے اور یہی مختار ائمہ بخارا کا ہے یعنی چت سلاوے پیر قبلہ کی طرف کرے اس سے روح اچھی طرح اور آرام سے نکلتی ہے لیکن سنت طریقہ یہی ہے اور افضل بھی یہی ہے کہ قطب کی طرف سر کریں اور منہ اس کا قبلہ کی طرف کریں اور نیک بخت اور صالحین اس کے پاس بیٹھ کر ذکر کلمہ کا تلقین کریں بطور مذکور۔

رسالہ فیض عام میں مولانا شاہ عبدالعزیزؒ سے روایت لکھی ہے کہ فرمایا کہ جبکہ مومن کی زندگی سے مایوس ہو جاوے اور معلوم ہو جاوے کہ اب یہ نہیں جینے کا تو اس کے وارثوں کو لازم ہے کہ اول تو اس کو غسل دیں یا وضو یا تیمم کرادیں غرضیکہ اس کو بوجہ احسن پاک کریں اور قبلہ کی طرف اس کا بستر کریں یعنی اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں اور گرد و پیش اسکی کو خوب پاک صاف

کریں اور دھو دھا کر گلاب اور عطر اور خوشبوئی سے معطر کریں بعدہ ذکر دنیا کا اور فکر باقی ماندگان کا اس کے روبرو سے موقوف کریں اور نوحہ زاری نہ کریں اور اس کے جورو اور بچوں کو اس کے روبرو نہ لاویں تاکہ دل اس کا نہ اٹکے اور اگر وہ بلاوے تو خیر ایک دو بار اسکے پاس لیجاویں اور کلمہ واستغفار اور درود اس کے ربرو آواز سے پڑھیں جو وہ بھی یاد کر کے خود بخود پڑھیں لیکن اس کو پڑھنے کی تاکید نہ کریں اور دہشت قبر اور حساب کتاب کا بیان اور عاقبت کا عذاب اس کے روبرو بیان نہ کرے بلکہ بہشت کی نعمتاں اور خدا کی وسعت رحمت اور بخشش گناہوں اور شفاعت رسول علیہ السلام کا بیان اور ذکر امداد ارواح صالحین اور مشائخین اور پیران طریقت کا اس کے روبرو کریں جو امید اس کے ڈر پر غالب آئے اور جو کچھ کہ وہ وصیت کرے وارث اس کے بخوشی دل سے قبول کریں اور ضامن اس بات کے ہوں اور کہیں کہ البتہ ہم یہ کریں گے جوں اس کی خاطر جمع ہو اس کے روبرو یٰسین اور الحمد اور قل ہو اللہ وغیرہ سورتیں قرآن کی پڑھیں۔ انتہا

کنز العباد میں لکھا ہے کہ اِذَا حُضِرَ الرَّجُلُ وُجِّهَ اِلَی الْقِبْلَۃِ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ وَاخْتَارَ بِلَادُ مَا وَرَاءَ النَّہْرِ الْاِسْتِلْقَاءَ عَلٰی قَفَاہُ وَقِیْلَ بِاَنَّہٗ اَیْسَرُ لِخُرُوْجِ الرُّوْحِ وَالْاَوَّلُ اَفْضَلُ لِاَنَّہٗ ھُوَ السُّنَّۃُ وَلِاَنَّہٗ قَرُبَ اِلَی الْمَوْتِ فَیَضْطَجِعُ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ کَمَا یَضْطَجِعُ فِی الْقَبْرِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَیُلَقَّنُ الشَّھَادَۃَ بِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَقِّنُوْا اَمْوَاتَکُمْ بِشَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْمُرَادُ مِنْہُ مَنْ قَرُبَ اِلَی الْمَوْتِ لَا الْمَیِّتُ حَقِیْقَۃً اَیْضًا فِیْہِ وَمِنَ السُّنَّۃِ قِرَاءَۃُ سُوْرَۃِ یٰسٓ عِنْدَ الْمُحْتَضَرِ وَحُضُوْرُ الصَّالِحِیْنَ وَاَھْلِ الْخَیْرِ وَیُطَیِّبُ مَا حَوْلَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ تَسْتَحْضِرُہُ الْمَلَائِکَۃُ فِیْ وَسِیْلَۃِ الْقُلُوْبِ۔

سعد بن مسیب نے روایت کری کہ جو کوئی سورہ یسین اور رعد کو مرنے والے کے پاس پڑھے رنج مرگ اس پر آسان ہو اور جو کوئی سورہ یسین اس کے پاس پڑھے وقت جانکنی کے ایک ایک حرف یسین کے بدلے دس دس فرشتے رحمت کے اس کے پاس آکر کھڑے ہوتے ہیں صف باندھ کر اور اس کے واسطے مغفرت چاہتے ہیں اور اس کی نزع کے وقت اور جنازہ کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور نماز جنازہ اس کی پڑھتے ہیں اور دفن کے وقت بھی حاضر ہوتے ہیں اور جو مومن مرتے وقت آپ سورہ یسین کو پڑھے ملک الموت اس کی جان قبض۔ نہیں کرتی ہے جب تک کہ رضوان خازن جنت آکر شراب جنت کی نہ پلاوے جبکہ وہ شراب جنت کہ جس کو شرابا طہورا کہتے ہیں پی چکتا ہے اس کے بعد ملک الموت ریاں اس کی جان قبض کرتا ہے اور اس کی قبر میں بھی ریاں حاضر ہوتا ہے اور اس کو حاجت حوضوں انبیا کی نہیں اور وہ بہشت میں جاویگا یہ ترجمہ حدیث کا ہے کہ کنز العباد میں تفسیر زاہدی سے لکھا ہے۔

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ایمان والے کی مرنے کی نشانی تین ہیں ماتھے پر عرق آجانا آنکھوں میں پانی کا آنا اور ہونٹ خشک ہو جائے جس شخص مرنے والے پر یہ بات ہوں پس جاننا چاہیئے کہ ایمان سے جاتا ہے اور خدا کی رحمت اس پر نازل ہوتی ہے اور جبکہ مرنے والے کی آنکھیں راکھی ہو جاویں اور چہرہ کا رنگ سرخ ہو جاوے اور ہونٹ تر رہیں یہ علامت بے ایمان کی ہے پس جاننا چاہیئے کہ اس پر عذاب خدا کا نازل ہوا۔

باب اوّل کی فصل اوّل

جانکنی کے وقت ملائکہ کے آنے کے ذکر میں

دقائق الاخبار سے صبح کے ستارہ کے چودھویں باب میں لکھا ہے کہ وقت نزع اور جانکنی کے جس وقت کہ بیمار کی زبان بند ہو جاتی ہے تو پہلے آنے ملک الموت سے چار فرشتے نوبت بنوبت آتے ہیں پہلے تو ایک فرشتہ موکل رزق کا اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے السلام علیکم اے فلاں میں تیرے رزق کا موکل ہوں سو آج میں نے مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین بسر تیرا رزق تلاش کیا سو ایک دانہ بھی تیرے رزق کا اس دنیا میں نہیں رہا سو اب تیرے فوت ہونے کا وقت آپہنچا ہے یہ بات کہہ کر وہ فرشتہ چلا جاتا ہے۔ پھر دوسرا فرشتہ موکل اس کے پانی کا آتا ہے اسی طرح السلام علیک کہہ کر اس کو کہتا ہے کہ فلانے آج میں نے تمام روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کر لیا مگر ایک قطرہ پانی تیرے رزق سے زمین پر نہیں رہا سو تیری اجل اب نزدیک ہے یہ کہہ کر وہ بھی چلا جاتا ہے۔ پھر تیسرا فرشتہ اس کے دموں کا آتا ہے اور کہتا ہے السلام علیک اے فلاں آج میں نے تمام وجہ سے تلاش کر لیا کہ ایک دم بھی تیرے دموں سے باقی نہ رہا اب تیری اجل نزدیک آئی پھر یہ بھی چلا جاتا ہے پھر اسی طرح چوتھا فرشتہ اس کے کاموں اور وقتوں کا موکل آکر بعد سلام کہتا ہے فلاں نے آج میں نے تمام روئے زمین میں تلاش کر لیا کہ دنیا میں تیرا ایک کام بھی باقی نہ رہا اب تیری اجل نزدیک ہے۔ پھر یہ بھی چلا جاتا ہے۔ بعد ان چاروں فرشتوں کے دو فرشتے کراماً

کاتبین آتے ہیں اور بعد سلام کہ اس کو کہتے ہیں کہ اے فلاں اب تیری اجل نزدیک آئی کسواسطے کہ تیرا دفتر نامۂ اعمال کا تمام سیاہ ہوگیا اب اس میں جگہ لکھنے کی نہ رہی ہے پھر اس کو ایک کاغذ سیاہ اس کے نامۂ اعمال کا دکھاتے ہیں کہ اس کو دیکھ جبکہ وہ اپنی نیکی بدی اس میں دیکھتا ہے. مارے خوف کے اس کے جبین پر عرق آجاتے ہیں اور اپنے اعمال کو پڑھ کر ڈرتا ہے اور مارے ڈر کے داہنے بائیں دیکھتا ہے۔

دوھرہ

نٹھکے کراماً کاتبین لکھ لکھ ترے گناہ   اب تو بس کر جا جیا دفتر ہوگیا سیاہ

پھر وہ بھی چلے جاتے ہیں بعد اس کے ملک الموت معہ اپنے ساتھیوں کے اور مددگاروں کے ان کی جان نکالنے کو آتا ہے چنانچہ اس کا ذکر آگے آتا ہے.

فائدہ:۔ ذکر کراماً کاتبین میں سن اے عزیز تعداد کراماً کاتبین میں اختلاف ہے یعنی کہتے ہیں کہ یہ دو فرشتے ہیں کہ ہر مومن کا فرمرد عورت کے پاس رات دن حاضر رہتے ہیں اور ان کے نامۂ اعمال کو لکھتے رہتے ہیں اور ہر کام اس کے سے واقف ہیں جیسے قولہ تعالیٰ **كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ** یعنی فرشتے کراماً کاتبین جانتے ہیں جو کہ تم فعل نیک و بد کرتے ہو اور ان دونوں فرشتوں میں سے ایک تو داہنے ہاتھ کی طرف آدمی کے پاس رہتا ہے وہ تو نیکی لکھتا ہے اور دوسرا فرشتہ بائیں ہاتھ پر رہتا ہے وہ بدی اور گناہ لکھتا ہے اور یہ داہنے ہاتھ والا فرشتہ بائیں ہاتھ والے فرشتہ کا حاکم ہے یعنی بائیں ہاتھ والا فرشتہ جو کہ گناہ لکھنے پر موکل ہے داہنے ہاتھ والے سے پوچھ کر لکھتا ہے یعنی جبکہ کوئی عورت مرد نیکی کرتے ہیں تو یہ داہنے ہاتھ والا فرشتہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے گواہی دوسرے کو جیسے قولہ تعالیٰ **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا** یعنی جو کوئی لاوے ایک نیکی پھر واسطے اس کے دس نیکیاں اور جب کہ کوئی عورت مرد گناہ کرتا ہے تو یہ بائیں ہاتھ والا فرشتہ بدیوں کا

موکل داہنے ہاتھ والے سے پوچھتا ہے اس نے یہ گناہ کیا ہے اس گناہ کو لکھوں اور اس کو شاید کرتا ہے تب وہ داہنے ہاتھ والا فرشتہ اس کو کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا شاید کہ یہ توبہ کرے پھر اگر اس نے توبہ کرلی تو وہ گناہ نہیں لکھتا ہے اور اگر توبہ نہیں کری تو ساعت سے ساعت تک اس کا گناہ نہیں لکھتا ہے پھر بدلے ایک گناہ کے ایک ہی گناہ لکھتا ہے جیسے کہ قولہ تعالیٰ ۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى اِلَّا مِثْلَهَا یعنی جو کوئی ایک گناہ لاوے پس نہیں بدلا دیا جاتا ہے مگر مانند اس گناہ کے اور جبکہ آدمی بیٹھا ہوتا ہے تو یہ دونوں فرشتے داہنے اور بائیں ہاتھ ہوتے ہیں اور وقت چلنے کے آگے پیچھے ہوتے ہیں یعنی نیکی والا آگے اور بدی والا پیچھے اور وقت سونے کے سرہانے اور پائنیں ہوتے ہیں نیکی والا سرہانے اور بدی والا پائتیں ۔

صبح کا ستارہ ترجمہ دقائق الاخبار میں ہے کہ سبب ان کے نام رکھنے کراماً کاتبین کا یہ ہے کہ جس وقت بندہ نیکی کرتا ہے یہ نیکی لکھ کر خوشی کرتے ہوئے آسمان پر لے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو لے جا کر دکھاتے ہیں اور اس کی نیکی کی گواہی بھرتے ہیں اور جبکہ گناہ کرتا ہے تو گناہ کو لکھ کر غم ناک ہو کر اداس ہو کر آسمان پر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم غمناک کس واسطے آئے ہو میرے بندے نے ایسا کیا کام کیا کہ جس سے تم غم ناک آئے ہو یہ کچھ نہ کہیں گے اور خاموش رہیں گے یہاں تک اللہ تعالیٰ دو تین مرتبہ ان سے پوچھے گا اس وقت عرض کریں گے کہ خداوندہ تو خود دانا اور بینا اور ستار و غفار ہے اور خطا بخش ہے اور تو نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ کسی کا عیب ظاہر نہ کریو اور پردہ پوشی کریو جیسے مولانا روم کہتے ہیں ۔

بیت

چو خدا خواہد کہ پوشیدہ عیب کس	کم زند در نفس معیوب آں نفس
اگر خدا کسی کی عیب پوشی کرے تو	عیب داروں کے عیب بیان نہیں کرتا
گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ مرداں برد
جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے (تو) اس کے دل میں اچھے لوگوں کی برائی کا خیال ڈالتا ہے	

یاالٰہ العالمین یہ بندہ تیری ہر روز تیری کتاب پڑھتے ہیں اور تمہاری تعریف کرتے ہیں اور ہم کو کراماً کاتبین کہہ کر بتلاتے ہیں قولہ تعالیٰ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنی اور تحقیق اور تمہاری البتہ نگہبانی کرنے والے ہیں وے کراماً کاتبین کہ جو جاننے والے ہیں اور فعلو اور عملوں تمہارے کو جو تم ظاہر اور چھپ کر کرتے ہو۔

ایک روایت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ پانچ فرشتے ہوتے ہیں دو رات کے دو دن کے اور ایک ہر وقت حاضر رہتا ہے کسی وقت نہیں ٹلتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ۔ یعنی واسطے اس کی معضبات میں آگے سے اور پیچھے سے اس کو بچاتے ہیں اللہ کے حکم سے معضبات سے مراد رات دن کے فرشتوں کی ہے۔

فائدہ یعنی اللہ تعالیٰ کے کئی فرشتے پہرے والے ہیں کہ آدمی کے آگے اور پیچھے رہتے ہیں اور اس کو محفوظ رکھتے ہیں شر جنات وغیرہ ادراد مبالنے بحکم خدا تعالیٰ کے یہ تمام بیان صبح کا ستارہ وقائق الاخبار کے ترجمہ سے لکھا ہے۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ عبارۃ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مع کل مومن خمس من حفظۃ واحدٌ عن یمینہ یَکْتُبُ الْحَسَنَۃَ وَوَاحِدٌ عَنْ یَسَارِہٖ یَکْتُبُ السَّیِّئَۃَ وَوَاحِدٌ اَمَامَہٗ یُلَقِّنُہُ الْخَیْرَاتِ وَوَاحِدٌ وَرَاءَہٗ یَدْفَعُ عَنْہُ الدفیات وواحد عنہ ناصیہ یکتب ما نصلی علی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُبَلِّغُہٗ اِلَی الرَّسُوْلِ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ وَفِیْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ مَعَ کُلِّ مُؤْمِنٍ مَلَکَانِ وَفِیْ بَعْضِہَا مَعَ کُلِّ مُؤْمِنٍ سِتُّوْنَ مَلَکًا وَ فی بعضہا مائۃ وستون ملکا یعنی کہا حضرت عبداللہ ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مومن کے ساتھ پانچ پانچ فرشتے نگہبانی واسطے رہتے ہیں ایک داہنے ہاتھ لکھنے والا نیکی کا اور ایک بائیں ہاتھ بدی کا لکھنے والا اور ایک منہ کے آگے تلقین کرنے والا اور سجھانے والا نیکیاں کا اور ایک پیچھے دفع کرنے والا بلایاں کا اور ایک نزدیک پیشانی اس کی کے لکھنے والا درود شریف کا جو رسول علیہ السلام پر یہ شخص پڑھتا ہے پس یہ فرشتہ اس درود کو لکھ کر رسول علیہ السلام کے پاس لیجاتا ہے اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ ہر مومن کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں اور بعض حدیثاں میں آیا ہے کہ ہر مومن کے ساتھ ساٹھ ملائکے رہتے ہیں اور بعض حدیثاں میں آیا ہے کہ ہر مومن کے ساتھ ایک سو ساٹھ فرشتے رہتے ہیں کنز العباد میں دوسری جگہ لکھا ہے لعیر دُرّر میں لکھا ہے کہ اس آیت لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ کے معنوں میں کہ معقبات اور حفظ دے فرشتے ہیں کہ جو کہ نگہبانی کرتے ہیں موموناں کی دیواں سے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ کتنے فرشتے ہر بندہ کے ساتھ رہتے ہیں فرمایا کہ ایک تو داہنے ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور ایک بائیں ہاتھ رہتا ہے داہنے ہاتھ والا نیکیاں لکھتا ہے اور یہ فرشتہ سردار ہے بائیں ہاتھ والے فرشتے پر جس وقت کہ انسان نے ایک نیکی کری یہ فرشتہ دس نیکیاں لکھتا ہے اس ایک نیکی کے بدلے اور جب کہ بندہ نے گناہ کیا بائیں ہاتھ والا اس داہنے ہاتھ والے فرشتے سے پوچھتا ہے یہ گناہ اس کا لکھوں تب داہنے ہاتھ والا کہتا ہے ذرا ٹھہر جا شاید کہ یہ اس گناہ سے توبہ کرے اس طرح تین مرتبہ پوچھتا ہے جبکہ اس نے توبہ کر لی تو نہیں لکھتا ہے اور اگر توبہ نہیں کری تو ایک گناہ کے بدلے ایک ہی لکھتا ہے یعنی تیسری مرتبہ اس فرشتے داہنے ہاتھ والے کے حکم سے لکھتا ہے اور دو فرشتے آگے پیچھے رہتے ہیں اور ایک فرشتہ پیشانی پر رہتا ہے جس وقت کہ تواضع کری تو نے خدا کے ساتھ اور حکم ادا کیا پھر بلند کرتا ہے تجھ کو اور اگر جبر کیا

تو نے اور نافرمانی کری تو نے ہلاک کرنے تیرے کی کوشش کرتا ہے وہ فرشتہ
اور دو فرشتے دونوں لبوں پر رہتے ہیں وہ درود لکھتے ہیں یعنی جو شخص کہ درود
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا ہے سو یہ دونوں فرشتے وہ درود لکھ کر
رسول اللہ علیہ السلام کے پاس پہونچاتے ہیں اور ایک فرشتہ منہ پر کھڑا
رہتا ہے وہ حفاظت کرتا ہے کہ تیری داڑھی تیری منہ میں داخل نہ ہو اور دو
فرشتے دونوں آنکھوں پر رہتے ہیں یہ تمام دس فرشتے ہوئے کہ ہر آدمی
کے ساتھ رہتے ہیں سوان کی بدلی رات دن ہوتی ہے۔ یعنی دن کے دس
فرشتے علیحدہ ہیں اور رات کے دس فرشتے جدا ہیں۔ تمام بیس فرشتے رات دن
کے ہوئے۔

کنز العباد میں بستان الفقہ سے لکھا ہے کہ ابو اللیثؒ نے فرمایا
کہ اختلاف ہے علماء کا ملائک حفظ کے مقدمہ میں کہ جن کو کراما کاتبین کہتے
ہیں بعضے کہتے ہیں کہ تمام افعال اور اقوال بنی آدم کے یہ فرشتے لکھتے ہیں
اور بعض کہتے ہیں کہ نیکی اور بدی کے قول فعل تو لکھتے ہیں اور باقی نہیں اور
بعض کہتے کہ تمام قول و فعل لکھ کر آسمان پر تو لیجاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم
سے جس کام میں اجر اور گناہ ہے وہ تو لکھتے ہیں اور باقی سب مٹا دیتے ہیں
جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ
اُمُّ الْکِتَابِ یعنی مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور
نزدیک اس کے ماکتاب ہے کہ ام کتاب کے معنی ام الکتاب ای اصل الکتاب
وہو اللوح المحفوظ لان کل کائن مکتوب فیہ الکنز العباد یعنی ای یمحو اللہ ما فیہ اجر واثم
یعنی مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ وہ چیز کہ جس میں نہیں ہے اجر اور گناہ
اور روایت کیا ہشامؒ بن حسان نے عکرمہ سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عباسؓ
سے بیچ قول اس آیت کے قولہ تعالیٰ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ
رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ اے حفیظ یعنی نہیں لفظ بولتا ہے کسی قول سے کوئی آدمی

مگر آگے اس کے ہے نگہباں حاضر پس کہا ابن عباس نے کہ لکھتے ہیں قول آدمی
سے نیکی اور بدی کے قول فعل کو اور اس کے سوا نہیں لکھتے ہیں اور یہی ہشام
نے کہا ہے جیسے کہ کسی نے کہا اے غلام مجھ کو پانی پلا یا گھاس چار پایہ کو ڈال
تو یہ قول نہ گناہ کا ہے اور نہ ثواب کا پس ایسے قولوں کو فرشتے کراماً کاتبین نہیں
لکھتے ہیں اور خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو زبان سے آدمی کے کلام نکلتا
ہے وہ سب لکھتے ہیں اور ابن جریج نے کہا کہ یہ دو فرشتے ہیں ایک تو
داہنے ہاتھ پر وہ تو امیر ہے اور کاتب خیر ہے اور ایک بائیں ہاتھ پر وہ
گناہوں کا لکھنے والا ہے داہنے ہاتھ والا فرشتہ نیکیاں بغیر گواہی دوسرے
کے لکھتا ہے اور بائیں ہاتھ والا فرشتہ اس داہنے ہاتھ والے فرشتے کو
گواہ کر کے گناہ لکھتا ہے اور جبکہ آدمی بیٹھا ہوا ہے تب تو یہ فرشتے داہنے
بائیں طرف اپنے اپنے مقام معلوم پر رہتے ہیں اور جب چلتا ہے
داہنے ہاتھ والا آگے اور بائیں ہاتھ والا پیچھے رہتا ہے اور جبکہ سوتا ہے
تو داہنے ہاتھ والا سرہانے اور بائیں ہاتھ والا پینگاتی کی طرف رہتا ہے اور
بعضوں نے کہا کہ ہر آدمی کے ساتھ چار چار فرشتے رہتے ہیں دو دو
دن کے اور دو دو رات کے اور عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کے
ساتھ پانچ فرشتے رہتے ہیں دو دن کے دو رات کے اور ایک ہر وقت
پاس ہر آدمی کے ساتھ رہتا ہے یک لحظہ علیحدہ نہیں ہوتا ہے اور اختلاف
ہے علماء کا اس میں کہ کافر کے ساتھ ملائک حفظہ رہتے ہیں یا نہیں بعض
کہتے ہیں نہیں کہ کافروں کے ساتھ ملائک حفظہ کہ جس کو کراماً کاتبین کہتے
ہیں نہیں رہتے ہیں کس واسطے کہ اس کا کفر اور شرک اور افعال ذمیمہ
ظاہر باہر نہیں اور عمل ان کا ایک کفر پر چلا جاتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ یُعْرَفُ
الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاھُمْ یعنی پہچانے جائیں گے گنہگاران ان کی پیشانی
بال سے لیکن فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ ہم اس قول کو نہیں

مانتے بلکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ کافر کے پاس بھی ملائک حفظہ رہتے ہیں کیونکہ قرآن شریف میں خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنی یوں نہیں بلکہ جھٹلایا انھوں نے دین کو اور تحقیق اوپر تمہارے ہیں ملائک حفظہ کراماً کاتبین کہ جانتے ہیں جو کام کہ تم کرتے ہو اور دوسری آیت میں ہے قولہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ وَرَآءَ ظَھْرِہٖ پس خبر دی اللہ تعالیٰ نے ان سب آیتوں میں کہ تحقیق کافر ان کے اعمال کی بھی کتابیں ہوں گی اور ہوتی ہیں اس کے پاس بھی ملائک حفظہ پھر اس میں اگر کوئی سوال کرے کہ داہنے ہاتھ والا فرشتہ جو کہ کاتب نیکیاں کا ہے وہ کافر ان کا کیا لکھتا ہے ان کے پاس تو نیکی ہوتی ہی نہیں ہے تو جواب یہ ہے دوسرا فرشتہ بدی کا لکھنے والا اس کو شاید اپنا کرتا ہے اور اس کے حکم سے لکھتا ہے کیونکہ یہ کاتبین میں امیر ہے اس کا یعنی اگرچہ وہ نیکی نہیں لکھتا ہے لاکن اس کا شاہد تو ہوتا ہے اور یہ بھی روایت صحیح ہے اور پھر کنز العباد میں رسالۃ الاسولہ سے لکھا ہے کہ جیسے کہ ہم سب مومناں کا قران پاس کراماً کاتبین داہنے بانویں ہاتھ پر رہتے ہیں اور نیکی بدی لکھتے ہیں اسی طرح انبیا او پیغمبروں کے پاس بھی رہتے تھے اور لکھتے تھے اس میں اگر کوئی سوال کرے کہ کاتبین تو ان کا نیکیاں لکھتا تھا بانویں ہاتھ والا فرشتہ جو کہ کاتب گناہوں کا ہے وہ کیا لکھتا کیونکہ انبیا تو گناہوں سے معصوم تھے اور اول اس کا جواب یہ ہے کہ انبیا کے حق میں سستی عبادت اور ترک افضلیت بھی گناہ ہوتا ہے پس اگرچہ گناہ کبیرہ صغیرہ سے انبیا معصوم تھے لاکن بھول اور ترک افضلیت سے معصوم نہ تھے سو کاتب شمال ان کا وہی لکھتا تھا۔

کفایۃ شعبی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ حدیثاں صحیح میں آیا ہے کہ کراماً

کاتبین جس وقت کہ نامہ اعمال لکھ کر خدا کے پاس لے جاتے ہیں تو اگر اس نامہ اعمال میں اوّل آخر ذکر خدا کا لکھا ہوگا تو ــــ اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے سب گناہ اس دن کے اسی واسطے متقدمین بزرگوں اور مشائخوں نے لکھا ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ صبح صادق سے لیکر آفتاب نکلنے تک دنیا کی باتاں اور کاموں میں مشغول نہ ہو بلکہ مکروہ لکھتے ہیں کلام کرنا ان وقتوں میں اور لکھا ہے کہ اگر ضرورت کلام کی وقت مذکور میں پڑے تو ہاتھوں کو ہلا کر اشارہ سے کلام کرے زبان سے نہ کرے اور اسی طرح بعد نماز عصر کے غروب ہونے آفتاب تک کلام نہ کرے کس واسطے کہ اس وقت ختم ہوتا ہے نامۂ اعمال دن کا اور شروع ہوتا ہے نامۂ اعمال رات کا یعنی دن کے فرشتے اس کے تمام دن کے نامۂ اعمال کو لکھ کر اس وقت آسمانوں پر پہونچاتے ہیں اور رات کے فرشتے لکھنے واسطے آتے ہیں۔

پس مومن کو چاہیئے کہ ان دونوں وقتوں میں خدا کے ذکر سے مشغول رہے اور دنیا کے کلام نہ کرے تا شروع اور آخر نامہ اعمال کا عبادت اور ذکر خدا سے ہوے اور بخشے جاویں جمیع لغویات جو بیچ ہیں ان دونوں وقتوں کے اس سے بن آئے ہیں کیونکہ ہر بالغ عورت مرد کے نامہ اعمال کے ہر سال میں سات سو بیس کتاب نیکی اور بدی کی خدا کے پاس پہونچتی ہیں ایک کتاب تو دن کے نامہ اعمال کی اور ایک کتاب رات کے اعمال کی خزانہ حق تعالیٰ میں دھری جاتی ہیں یعنی مرد کا نامۂ اعمال تو بارہ برس کی عمر سے لکھنا شروع کرتے ہیں اس کے مرنے تک اور عورت کا نامۂ اعمال نو برس کی عمر سے لکھنا شروع کرتے ہیں اس کے مرنے تک۔

فائدہ اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ وقت صبح سے طلوع آفتاب تک اور وقت عصر سے غروب آفتاب تک جو شخص کہ خدا کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو گویا اس نے تمام دن عبادت خدا میں گزارا اور تمام گناہ

اور خطا اور لہو لعب جو اس سے تمام دن میں بن آئے ہیں ان دونوں وقتوں کے
بیچ میں اللہ تعالیٰ وہ سب گناہ بخشدیتا ہے۔ اسی طرح بعد نماز مغرب کے اور بعد
نماز تہجد کے صبح صادق تک کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قولہ علیہ السلام
عَلَیکُمْ بِاحْیَاءِ بَیْنَ العِشَائَیْنِ فَاِنَّھَا تُذْھِبُ بِمَلَاغَاتِ
اَنْھَارٍ۔ یعنی لازم ہے تم پر زندہ رکھنا وقت بین العشائین کا ساتھ عبادت
حق تعالیٰ کے کیونکہ یہ وقت بین العشائین کہ مراد مغرب سے عشاء کے وقت تک
کی ہے، لیجاتا ہے لغویات دن کو یعنی جبکہ تو نے نماز مغرب کی پڑھ کر عشاء کے
وقت تک خدا کی عبادت میں مثل نماز نفل اور ذکر شغل میں مشغول ہوا تو دن
کے تمام لہو لعب سب معاف ہوئے اس واسطے حضرت شیخ محمد قطب چشتی
احمد آبادی گجراتی نے رسالہ تقسیم اوقات میں جو کہ چہل دو نسخہ میں ہے لکھا ہے اس
وقت کی شان میں کہ قولہ وَ یُضَیَاعَتَہٗ یُکَدِّرُ القَلْبَ یعنی ضائع کرنا
اس وقت میں بین العشائین کا کدورت لاتا ہے دل کو اور شیخ الشیوخ ادراوراد
نصیریہ میں لکھا ہے احیاء بین العشائین بہتر است از قیام
شب یعنی زندہ رکھنا بین العشائین کا اچھا ہے تمام رات کے جاگنے سے
غرضیکہ ہر طرح وقت مذکور میں دنیا کے ذکر اور کاموں سے پرہیز کرے جوں کراماً کاتبین
اس کے اعمال نامہ میں اوّل آخر عبادت خدا کا لکھیں۔

کنز العباد میں لکھا ہے اور کفایہ شعبی سے لکھا ہے کہ حدیثاں میں آیا
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داہنے ہاتھ والے فرشتے کو بائیں ہاتھ والے فرشتے پر
حاکم کیا ہے پھر نیکی تو وہ داہنے ہاتھ والا خود بغیر گواہی دوسرے کے لکھتا ہے اور
بدی جس وقت کہ بندہ کرتا ہے تو یہ بائیں ہاتھ والا داہنے ہاتھ والے سے
پوچھتا ہے کہ میں یہ گناہ لکھوں تب وہ اذن نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ذرا
ٹھہر جا شاید یہ شخص توبہ کرلے پھر ایک ساعت کے پوچھتا ہے کہ اب لکھوں
پھر وہی جواب دیتا ہے اس طرح تین ساعتوں تک اذن نہیں دیتا ہے پھر

اگر تین ساعتوں میں اس نے توبہ کرلی اور شرمندہ اپنے افعال بد سے ہوا تو وہ گناہ نہیں لکھتا ہے اور نہیں تو بعد تین ساعت کے وہ گناہ ایک کا ایک ہی لکھتا ہے اس کے دوسرے کے اذن سے اسی واسطے حدیث میں آیا ہے قولہ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَہٗ مشکوٰۃ توبہ کرنے والا گناہ سے ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہو اور پھر اسی کنز العباد میں لکھا ہے کہ کفایہ شعبی سے کہ جس وقت بندہ نے گناہ کیا اور فرشتوں نے لکھ لیا اس کو پھر اسی دن اس نے اس گناہ سے توبہ کرلی پھر جس وقت کہ فرشتے وہ نامۂ اعمال اس دن کا خدا کے پاس لیجاتے ہیں یا اس رات کا اور خدا کو دکھاتے اور سناتے ہیں پھر جس وقت وہ اس گناہ پر پہنچتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری اس کتابت نامہ سے اس کا عذر گناہ کا اور توبہ ہمارے پاس پہلے پہونچنے پر بخش دیا ہم نے یہ گناہ اس کا۔

کنز العباد میں۔ کفایہ شعبی سے لکھا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ چار چار فرشتے حفاظت افعال اور اعمال واسطے اس کے رہتے ہیں دو فرشتے رات کے ـــــ دو دن کے لکھتے ہیں نیکیاں اور بدیاں اس کی تمام رات دن کی۔ پھر جس وقت ہوتا ہے وقت صبح صادق کا آتے ہیں دو فرشتے دن کے لیکن وے رات والے دونوں بھی جاتے نہیں ہیں جبتک فجر کی نماز یہ نہیں پڑھتا ہے۔ یعنی اگر فجر کی نماز پڑھی تو ویسا لکھتا ہے اور اگر نہیں پڑھی تو ویسا لکھتے ہیں غرض کہ فجر کی نماز رات کی نماز نامہ اعمال میں لکھتے ہیں پھر دن کے فرشتے غروب آفتاب تک رہتے ہیں جبکہ آفتاب غروب ہوا ہے رات والے فرشتے پھر اس کے پاس دونوں آتے ہیں مگر یہ دن والے فرشتے دونوں فرشتے مغرب کی نماز تک رہتے ہیں اور نماز مغرب کو دن کے نامۂ اعمال میں لکھتے ہیں اگر پڑھی تو ویسا لکھتے ہیں اور اگر نہ پڑھی تو ویسا

لکھتے ہیں اور آسمانوں پر لیجاتے ہیں پس یہی معنی ہیں اس کے قولہ تعالیٰ
اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا یعنی پڑھنا نماز فجر کا ہوتا
ہے حاضر اور دیکھا گیا اور راوی پر اس میں لکھا ہے کہ بعض تفسیروں میں لکھا
ہے کہ اس آیت کے معنوں میں قولہ تعالیٰ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ
اَیْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَحْفَظُوْنَ عَلَيْكُمْ اَقْوَالَكُمْ وَاَفْعَالَكُمْ
كِرَامًا اِنَّمَا سُمُّوْا كِرَامًا لِاَنَّهُمْ يُعْرِضُوْنَ عَلَى الْاِنْسَانِ
وَقْتَ جِمَاعِهٖ وَوَقْتَ حَاجَتِهٖ اَعْرَضَ الْكَرِيْمُ عَنِ
الْفَحْشَاءِ كَاتِبِيْنَ اَیْ يَكْتُبُوْنَ مَا تَقُوْلُوْنَ وَتَعْلَمُوْنَ
هُوَ صِفَةُ الْحَافِظِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ قِيْلَ
فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى مَعْنًى لَطِيْفٍ وَهُوَ اَنَّهٗ قَالَ يَعْلَمُوْنَ
مَا تَفْعَلُوْنَ وَلَمْ يَقُلْ يَكْتُبُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ وَهُوَ
يَدُلُّ عَلٰى مَنِ اسْتَغْفَرَ مِنْهُ صَاحِبُ الذَّنْبِ
لَا يُكْتَبُ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ السَّهْوُ وَالْخَطَاءُ یعنی
وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ کے یہ معنی ہیں کہ فرشتے حفاظت کرتے
ہیں تمہارے قولوں فعلوں کی اور کراماً کے یہ معنی ہیں کہ ان کا نام کراماً اس
واسطہ رکھا گیا ہے کہ یہ فرشتے اعتراض کرتے ہیں یعنی منہ پھیر لیتے ہیں آدمی
سے وقت صحبت عورت اور وقت قضا حاجت وغیرہ کے فحش باتوں سے
یعنی بسبب بزرگی اور کرامت اپنی کے ان کی ستر عورت کو ایسے وقت
میں نہیں دیکھتے بلکہ ان سے منہ پھیر لیتے ہیں اور ذرا دور رہتے ہیں اور کاتبین
کے معنی یہ ہیں کہ لکھتے ہیں یہ دونوں فرشتے جو کچھ کہ بولتا ہے اور کام کرتا ہے
نیک اور بد یہ ہی صفت ہے حفاظت والوں کی اور یعلمون وما تفعلون کے
معنی یہ ہیں کہ جانتے ہیں یہ فرشتے جو فعل کرتے ہیں آدمی پس بعضوں نے
کہا کہ اس میں ایک اشارہ ہے لطیف معنوں کا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

بھی جو یعلمون ما تفعلون فرمایا ہے تو مراد اس سے یہی ہے کہ افعال خیر شر آدمی کو جانتے ہیں مگر لکھتے تمام نہیں اور اگر لکھنا مراد ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا یکتبون ما تعلمون یعنی لکھتے ہیں جو عمل کرتے ہو تم پس یہ بات دلالت کرتی ہے اس بات پر جو گناہ گار گناہ سے توبہ کرے تو اس گناہ کو وہ فرشتے نہیں لکھتے ہیں اور اس طرح بھول چوک نہیں لکھتے ہیں۔

تفسیر زاہدی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ سجین کا ذکر جو سورہ مطففین میں آیا ہے سورہ سجین ایک پتھر سخت ہے نیچے دوزخ کے کافروں کی جان اور نامۂ اعمال ان کے فرشتے سجین میں لیجا کر رکھتے ہیں ساتویں زمین کے نیچے اور جان و کتاب مومناں ابرار اور نامہ اعمال ان کے علیین میں ساتویں آسمان کے نیچے لیجا کر رکھتے ہیں اور علیین ایک بلند جگہ ہے بہشت میں اور بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان کے نیچے ہے اور جان مومناں فاسقوں کا اور کبیرہ گناہ کرنے والوں کا جن کو عذاب ہوگا۔ حدیثاں صحیح سے ثابت نہوا کہ ان کی جان کہاں رہے گی لیکن روا ہے کہ سجین میں رہے کافراں کی جان کے پاس کیونکہ جبکہ روا ہوا نفس مومن عاصی کا دوزخ میں کہ مدت تک جلے گا کافراں کے ساتھ تو یہ ہی روا ہے کہ جان اور نامہ اعمال بھی ان کی سجین میں ہو ویں لیکن اتنا فرق ہے کہ جو عذاب جان کافر منافق کو ہوگا اتنا عذاب جان مومن کا اس کو نہ ہوگا۔

کنز العباد کی آخر میں فصل فی سائل المتفرقہ میں لکھا ہے کہ کفایہ شعبی میں لکھا ہے کہ مدار خطروں اور فکر اور نیتوں اور وہموں اور وسوسوں تمام کا دل پر موقوف ہے سو اللہ تعالیٰ نے جو فضل اور احسان اس امت محمدیہ صلعم پر کیا ہے ایسا اور کسی بھی امت پر نہیں کیا ہے کیونکہ دل کے خطرہ اور وسوسوں کی اس امت کو پکڑ نہیں ہوتی ہے جبتک زبان سے نہ کہیں اور وہ فعل نہ کریں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام ان اللّٰہ تعالیٰ عَفٰی عَنْ اُمَّتِیْ مَا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھُمْ مَالَمْ یَتَکَلَّمُوْا اَوْ یَعْلَمُو۔ یعنی

معاف کیا امت میری سے جو کہ بات کرے نفس ان کا جب تک کہ
نہ کلام کریں زبان سے اور نہ کلام کریں وہ ظاہر ترمذی باب الطلاق ص۲۲۵

عوارف سے کنز العباد میں لکھا ہے کفایہ شعبی میں آیا ہے کہ فرمایا رسول
علیہ السلام وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ عرض کیے جاتے ہیں اعمال بنی آدم کے دوشنبہ
کے دن اور پنجشنبہ کے دن تو حضرت رسول علیہ السلام کے پاس اور عرض
کیے جاتے ہیں اور انبیا اور اس کے باپ دادا مایاں دادیاں کی پاس جمعہ
کے دن پھر خوش ہوتی ہیں انکی نیکیاں سنکر اور زیادہ ہو جاتے ہیں ان کے چہروں
کا نور اور روشنی اور غم کرتی ہیں ان کے گناہاں کو سنکے اور سیاہ ہو جاتا ہے
مارے فکر کے ان کے چہروں کا رنگ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور نہ ایذا دو تم
مردوں اپنوں کو اور دوسری حدیث ہے کہ فرمایا رسول خدا علیہ السلام نے کہ
اعمال تمہارے دکھائے جاتے ہیں اور عرض کیے جاتے ہیں لائے لگتوں اور
قرابت والوں مردوں تمہاروں کو پھر اگر ہوتی ہیں اس میں نیکیاں پس خوش
ہوتے ہیں وے مردے اور اگر ہوتے ہیں عمل اس کے بد تو وے دعا مانگتے
ہیں اس کے حق میں وے مردے اور کہتے ہیں اللّٰھُمَّ لَا تُمِتْھُمْ حَتّٰی
وَتَھْدِیَھُمْ کَمَا ھَدَیْتَنَا۔ یعنی یا الٰہی نمازیوں کو جب تک کہ
ہدایت نہ کرے ان کو جیسے کہ ہدایت کری تو نے ہم کو۔

کفایہ شعبی میں لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول علیہ السلام
نے فرمایا کہ میرا جینا اور مرنا دونوں تمہارے حق میں رحمت ہے پس عرض کیا
اصحابوں رضی نے کہ یا رسول اللہ جانا ہم نے کہ حیات آپ کی ہمارے حق میں رحمت
ہے کس واسطے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے اور حکم شریعت کی آپ پر نازل
ہوتی ہیں سو آپ ہم پر ہدایت کرتے ہو لیکن فرمائیے کہ مرنا آپؐ کا ہمارے واسطے
رحمت کس طرح ہوا فرمایا اَنْ تُعْرَضَ اَعْمَالُکُمْ عَلَیَّ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ
وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ فَاِنْ رَاَیْتُ مِنْکُمْ حَسَنَۃً شَکَرْتُ اللّٰہَ

عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ رَاَیْتُ سَیِّئَۃً اَسْتَغْفِرْتُ لَکُمْ یعنی فرمایا میرا مرنا اس واسطے تمہارے حق میں رحمت ہے کہ عرض کئے جاتے ہیں اعمال تمہارے میرے اوپر پیر کے دن اور جمعہ کی رات پس اگر دیکھتا ہوں میں تم سے نیکی تو شکر خدا کا کرتا ہوں اور اگر دیکھتا ہوں میں تم سے گناہ تو خدا سے تمہاری بخشش چاہتا ہوں۔ اور کشف الاسرار سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ قَدْ رُوِیَ اَنَّ اللّٰہَ تعالیٰ یَقُوْلُ لِلْحَفَظَۃِ لا تکتبا علی عبدی فی حَالِ ضَجَرَتِہٖ شَیْئًا۔ یعنی تحقیق حدیث میں روایت کیا گیا ہے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ملائک حفظہ کو کہ نہ لکھو تم اوپر بندہ میرے کے کوئی تقصیر حالت ضجر میں اور ضجر کے معنی بیقراری اور بے اختیاری اور بے صبری کے ہیں۔

فائدہ:۔ اب جان کہ بیقراری اور بے اختیاری اور بے صبری کئی وجہ پر ہوتی ہے اور بعضے ان سے دینی ہیں اور بعضے ان سے دنیاوی ہیں اما دینی یہ ہیں کہ شرح گلشن راز میں لکھا ہے کہ آدمی تین حالت میں معذور اور مغفور ہے اگر ان تینوں حالت میں انسان سے کچھ کلمات زبان سے یا افعال سے بدن سے بن آوے تو ماخوذ نہیں ہوتا ہے۔ اول حالت دلال میں، دوسرے حالت سکر میں تیسرے حالت فنا میں۔

دلال۔ اس کو کہتے ہیں کہ نہایت غلبہ عشق الٰہی سے کوئی شخص بیقرار ہو اگرچہ بیہوش تو نہیں مگر قریب بے ہوشی کے ہے پس اس حالت میں اگر اس کی زبان سے کلمہ غیر شرع کچھ صادر ہو جاوے یا کوئی کام غیر شرع بن آوے تو ماخوذ نہیں ہوتا ہے جیسے کہ مولینا محمد رمضان فہمی نے آخر گت کتاب تذکرۃ المعاد سے لکھا ہے۔

ابیات

کوئی عشق سے بات جائے نکل ۔۔۔ مخالف شرع کے نہیں کچھ خلل

جیسے راگ اور حال جینگل مقام　　جماعت جمعہ چھوڑ چلے تمام
خدا ان کی نیت پر کرکے نظر　　کرے شاید اس بات سے درگزر

اور مولینا روم نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں چلے جاتے تھے سو ایک گوالیا کو دیکھا کہ روتا تھا اور نہایت غلبۂ عشق اور محبت میں خدا سے کہتا تھا۔

ابیات

تو کجائے تا کہ خدمتہا کنم　　جامہ ات را دوزم و بخیہ کنم

یعنی اے مرے خدا تو کہاں ہے اگر تو میرے پاس آوے تو تیری خدمت کروں اور تیرے واسطے بخیہ لگا کر کپڑے سیئوں اور تجھ کو پہناؤں اور تجھ کو غسل دوں اور کنگھی تیرے بالوں میں کر دوں اور تیری جوواں ماروں اور یہ تمام بکریاں میری تجھ پر قربان کروں اور تجھ کو دودھ ان بکریوں کا پلاؤں غرض کہ اس طرح کی بہت سی واہیات اور لغویات جو کہ شریعت میں کفر ہے جناب حق کی شان عالی میں نہایت غلبہ عشق اور حالت ضجر میں کہتا جاتا تھا اور روتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنکر اس کو کہا کہ تو یہ بات کس کو کہتا ہے کہا کہ میرے پیدا کرنے والے کو کہتا ہوں موسیٰ علیہ السلام غصہ ہوئے اور کہا اے کمبخت حق تعالیٰ ان باتوں سے کہ جو تو کہتا ہے پاک ہے خبردار پھر ایسی بات نہ کہنا ورنہ کافر لائق جہنم کے ہو جائے گا وہ غریب ڈر کر خاموش ہو گیا اور اس ذوق و لذت سے جو رکھتا تھا وہ حال تمام جاتا رہا آخر ایک نعرہ مار کر چلا گیا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو موسیٰؑ کے پاس غصے سے بھیجا اور کہا جیسے کہ بیت میں ہے۔

ابیات مثنوی

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا　　بندۂ ما را ز ما کردی جدا
اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ پر وحی آئی (کہ) تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی　　نے برائے فصل کردن آمدی
تو ملانے کے لئے آیا ہے　　جدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

ما بروں را ننگری وقال را ۔۔۔۔ ما دروں را بنگریم وحال را

ہم کسی کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتے ہیں (بلکہ) ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں

موسیا آداب دانا دیگر ند ۔۔۔۔ سوختہ جاں و درو ناں دیگر ند

یعنی اے موسیٰ میرا بندہ مجھ سے وصل ہو رہا تھا تو تو نے اس کو مجھ سے جدا کیوں کر دیا تجھ کو ہم نے پیغمبر کر کے اسواسطے دنیا میں بھیجا ہے جو لوگوں کو ہم سے ملا دے اسواسطے نہیں بھیجا ہے کہ ہم سے ہمارے بندوں کو جدا کر دے اے موسیٰ ادب والے ظاہر کے لوگ اور ہوتے ہیں اور مرے عاشق سوختہ دل اور محبت میں بہتے ہوئے اہل باطن کے لوگ اور ہوتے ہیں تو ظاہر کو اور کلام زبان کو دیکھتا ہے اور ہم دل کو اور حال بندوں کو دیکھتے ہیں۔ اے موسیٰ ایک ملک کی ایک بولی تعریف ہے اور وہی بولی دوسرے ملک کی گالی ہے۔

مثنوی

ہندیاں راہم زباں ہند مدح ۔۔۔۔ سندیاں راہم زباں سند مدح

ترجمہ

ہندوالوں کیلئے ہندوستاں کی اصطلاح تعریف ہے ۔۔۔۔ پس سندھیوں کیلئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے

تیرے نزدیک اس گوالئے کی باتاں کفر تھی اور میرے نزدیک اسلام تھا کیونکہ وہ جو میری محبت سے میرے دیدار واسطے روتا تھا مجھ کو بہت عزیز اور پیارا لگتا تھا اب اگر اپنی کچھ بہتری چاہتا ہے تو جا اور اس کو کہہ تو اسی طرح کہہ جو پہلے کہتا تھا موسیٰ علیہ عتاب سنکر ڈرے اور دوڑ کر اس گوالئے کے پاس گئے اور کہا

مثنوی

اے معاف یفعل اللہ ما یشا ۔۔۔۔ بے محابا روز باں را بر کشا

ترجمہ

اے یفعل اللہ ما یشا کے باوفادار ۔۔۔۔ جا بے تامل زبان کھول

یعنی اے عزیز خدا کے واسطے میرا کہنا معاف کر اور اسی طرح کہہ جو پہلے کہتا

تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو معاف کر دیا ہے بے دھڑک اپنی زبان کھول کہ تیرے کلمات کفر عین اسلام ہے اور تیرے دین کو کچھ ڈر نہیں ہے اس نے کہا اے موسیٰ اب وہ حال میرا نہ رہا تو نے جو مجھ کو جھڑکا اور تازیانہ مارا میں نے ایک نعرہ مار کر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا دیدار دیا اور اس حالت فراق سے مجھکو بدرجہ وصل پہونچایا اس واسطے مولانا روم فرماتے ہیں

مثنوی

کفر گیرد کاملی ملت شود   گرچہ گیرد علتی علت شود

ترجمہ

کامل کفر لیتا ہے (اور اپنے کمال کیوجہ سے)   اس کفر کو دین میں بدل دیتا ہے

سکر:۔ اس بے ہوشی کو کہتے ہیں جو نشہ سے ہوتی ہے تو یہ بے ہوشی بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو خدا کے عشق کی شراب اور غلبہ محبت سے آدمی بے ہوش ہوتا ہے اور دوسرے دنیا کے حرام نشوں سے بس ان دونوں حالت میں بھی اگر کسی سے کلمات کفر صادر ہو تو کافر تم نہیں ہوتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ خدا کی محبت کے نشہ والا محبوب اور مقبول ہے اور تکلیفات شرعیہ اس سے معاف ہیں اور جو شخص کہ نشہ دنیا کا جو حرام بموجب اس کے کہ کل سکرات حرام یعنی ہر چیز نشہ والی جو بے ہوش کرے آدمی کو حرام ہے مگر اس میں بھی اتنا فرق ہے کہ اگر اس نے شراب یا بھنگ یا افیوم یا چرس پیا تو گناہ کبیرہ کیا یعنی مجرم تو ہوا لیکن اب اس نشہ میں کچھ کلمہ کفر کا یا گناہ کا کہے تو کافر مجرم اس کلمہ سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ بیخودی البتہ حکم شریعت ہے کہ اگر اس حالت نشہ میں اپنی عورت کو طلاق دے تو مطلقہ ہو جاتی ہے اور فنا کا مقام تو بہت ہی اونچا اور بلند ہے یہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور وہ مقام وصل خدا کا ہے اس میں ہوش دنیا کا بالکل جاتا رہتا ہے اس مقام والے کو سب جگہ خدا ہی خدا نظر آتا ہے غیریت اور دوئی سب جاتی

رہتی ہے حرام حلال، کفر اسلام دہرہ مسجد اس کے نزدیک سب ایک ہیں۔
جیسے کہا ہے بوعلی شاہ قلندر نے۔ فرمایا

شدم مست خراباتی ز جامے	نمی دانم حلالے یا حرامے
میں تو ایک جام ہی سے مست اور خراباتی (شرابی) ہو گیا	میں کسی حلال یا کسی حرام کو نہیں جانتا

نمازے میگذارم در خرابات	نہ اندر وے سجودے نہ قیامے
میں خرابات (میکدہ) میں نماز پڑھتا ہوں (اس) نماز کے اندر نہ سجدہ ہے نہ قیام

حافظ کہتا ہے

در و دیوار من آئینہ شد از کثرتِ شوق	ہر کجا می نگرم روئے شما می بینم
در و دیوار میرے لئے کثرت عشق کی وجہ سے آئینہ بن گئے	میں جس طرف بھی دیکھتا ہوں آپ ہی کا روئے زیبا دیکھتا ہے

اور بزرگ کہتے ہیں

نظروں میں مری تو ایسا سمایا	جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

غرض کہ ان حالتوں میں کہ ضجر حقیقی ہیں ملائک حفظہ بھی ان کے اعمال کو نہیں لکھتے ہیں لاکن حق تعالیٰ خود آگاہ ہے اور یہ لوگ اس حالت میں معذور اور مغفور ہیں۔ اما ضجر دنیاوی کہ جس کو بیقراری اور بے صبری کہتے ہیں وہ کئی قسم کی ہوتی ہے ایک تو حالت تنگدستی میں دوسری حالت بیماری میں تیسری حالت ضعف میں۔ پس اگر ان حالتوں میں بھی اگر کسی سے کچھ کلام غیر شرع اور واہیات نکلے تو فرشتوں کو حکم ہے کہ نہ لکھیں اما حالت تنگدستی اور بیماری کا تو بیان یہ ہے کہ کنز العباد میں تفسیر سے لکھا ہے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ اگر کوئی عورت حالت تنگدستی اور حالت بیماری میں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو کیوں پیدا کیا تھا جو دنیا کی چیز سے مجھ کو کچھ نہ دیا آیا اس بات کے کہنے سے کافر ہوئی یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر کفر ثابت نہ ہوا کسواسطے کہ اس نے حالت ضجر اور قلت صبر میں کہا ہے اور حدیث میں آیا ہے قال علیہ السلام یَقُوْلُ اللّٰہُ مَلَائِکَتِہٖ لَا تَکْتُبُوْا عَلٰی عَبْدِیْ

فِی ضَجَرِہٖ شَیئًا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے فرشتوں کو نہ لکھو تم او پر بندہ مرے کی کوئی گناہ حالت ضجر میں کسی شے کا۔

انیس الواعظین میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ زہرہؓ کے گھر کئی دن سے فاقہ تھا اور نہایت گھر تنگی سے بیتاب اور بے ہوش تھیں رسول علیہ السلام اس کے گھر گئے اور حال بیٹی کا دیکھ کر ظہیر ہوئے اور ہوش دلا یا حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ یا رسول علیہ السلام اگر حالت بیتابی میں اپنے اللہ تعالیٰ سے کچھ کلام گستاخی کا کوئی کرے تو گناہ گار تو نہیں ہو جاویگا فرمایا نہیں اگر اپنا حال اپنے پروردگار سے عرض نہ کرے تو کس سے کرے۔

مولینا روم مثنوی میں کہتے ہیں

مثنوی

لنگ لوک و خفتہ شکل و بے ادب	سوئے آدمی اور اور طلب
(تو خواہ) لنگڑا اور لولا اور سوتی صورت اور بے ادب ہو	اسی کی طرف کھسک اور اسی کو طلب کر
بے ادب حاضر ز غائب خوشتر است	حلقہ گرچہ گنج بودے بر درست
حاضر ادب غائب سے بہتر ہے	حلقہ گرچہ ٹیڑا ہو (کیا) در پر نہیں ہے

اور حالت ضعف کا بیان یہ ہے کہ کنز العباد میں خلاصۃ الحقائق کی سیتوئیں باب سے لکھا ہے کہ انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ قال عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا بَلَغَ الْمُوْمِنُ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً فَاِنَّہٗ یُکْتَبُ لَہُ الْحَسَنَاتُ وَیُمْحٰی عَنْہُ السَّیِّئَاتُ یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جس وقت کہ پہونچتا ہے مومن اسی برس کی عمر کو لکھی جاتی ہیں اس کے واسطے نیکیاں اور معاف کئے جاتے اور مٹائے جاتے ہیں اس سے گناہ یعنی کراماً کاتبین اس کے گناہ نہیں لکھتے ہیں۔

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قولہ تعالیٰ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ کے معنوں میں لکھا ہے ترجمہ یہ ہے۔ ترجمہ و عبارت و آیت

عَلَیْکُمْ یعنی تحقیق تمہارے اُپر خدا کی طرف سے لَحَافِظِیْنَ البتہ نگاہ بانان مقرر ہیں تاکہ اوپر اعمال نیک اور بد تمہارے کے خبردار ہیں اور کوئی کام نیکی تمہاری کا ضائع نہ ہو اور کوئی عمل بد رائگاں نہ جاوے کِرَامًا یعنی اور وہ نگاہ بانان متخلق باخلاق الٰہی ہو کر تمہارے ساتھ معاملہ کرم اور بخشش کا کرتے ہیں چنانچہ تمام کرم ہائے اس کے سے ایک تو تمہاری نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں آج تم کو نظر نہیں آتے اسواسطے کہ تا شرم سے صحبت عورت سے اور وقف حاجت اور بول براز سے اور لذت شہوت سے باز نہ رہو اور دوسرے یہ ہے کہ باوصف خبر ہوتے ان کی کے تمہارے عملوں پر تمکو فضیحت اور رسوا نہیں کرتے ہیں اور روبرو آدمیاں کے تمہارے بھید کو ظاہر نہیں کرتے تیسرے یہ ہے کہ جبکہ تم سے ایک نیکی بنتی ہے تو دس لکھتے ہیں یعنی اگر مثلاً تم نے ایک روپیہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دیا تو دس نیکی لکھتے ہیں علیٰ ہذا القیاس اور نیکی مثل نماز اور روزہ وغیرہ کی بلکہ اگر تم نے اس نیکی کا ارادہ کیا تھا لیکن بسبب کسی بات کے وہ بن نہ آئی تو وہ بھی نیکی تمہارے نامۂ اعمال میں ایک لکھ دیتے ہیں اور اگر تم نے ارادہ کیا گناہ کا لیکن اس گناہ کو کیا نہیں تھا اور اس ارادہ کو ترک کیا تو اس ترک کرنے ارادہ گناہ کو بھی ایک نیکی کے حساب میں لکھتے ہیں اور اگر تم سے گناہ بن آیا تو چھ ساعت تک اس گناہ کو نہیں لکھتے ہیں اس نیت سے کہ شاید اس چھ ساعت میں استغفار یا توبہ یا ندامت کرے یا وہ گناہ کر کے ایسی نیکی کرے کہ بسبب اس نیکی کے وہ گناہ بھی تو یہ بخشا جاوے کس واسطے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاعْمَلْ بِحَسْبِہَا حَسَنَۃً تَمْحُوْہَا۔ یعنی جس وقت عمل کیا تو نے گناہ کا پھر عمل کر برابر اس نیکی کا تاکہ مٹا دیوے وہ نیکی اس گناہ کو اور اگر اس مدت چھ ساعت تک اس سے وے کام استغفار اور توبہ وغیرہ کی نہ ہوئے تو پھر بدلے اس ایک گناہ کے

ایک ہی گناہ لکھتے ہیں اور بعد لکھنے اس گناہ کے پھر اس نے توبہ استغفار یا
کوئی نیکی کرلی تو پھر اس لکھی ہوئی کو محو کر دیتے ہیں اس واسطے ان کو کراماً کاتبین
کرم والے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور وہی ملائک حفظہ یعنی
نگاہ باناں یاد رکھنے اعمال تمہاری میں کمال احتیاط رکھتے ہیں کہ باوجود فرشتے ہونے
کے ان کو بھول اور فراموش نہیں ہوتی ہے اپنے حافظہ اور یادداشت پر بھی اعتماد
نہیں کرتے ہیں بلکہ کاتبین لکھ لکھ کر وے اعمال تمہارے دفتر رات دن کے
تیار کرتے ہیں اور موافق روایتوں صحیحہ کے وے ملائکہ حفظہ کہ جن کو کراماً
کاتبین کہتے ہیں فی کس چار چار نفر ہیں دو رات کے دو دن کے اور دونوں
دفتر رات دن کے جدی جدی نگاہ رکھتے ہیں۔

بعضے روایت میں آیا ہے کہ یہ دونوں فرشتے آدمی کے کندھے
پر رہتے ہیں ایک داہنے کندھے پر ایک بائیں کندھے پر بعضے کہتے ہیں
کہ دونوں بڑی دانتوں اپر کی چوکی والوں پر رہتے ہیں اور زبان آدمی کے
قلم ان کی ہے اور منہ کا تھوک آدمی کا سیاہی ان کی ہے کہ اس سے نامہ
اعمال ہر انسان مرد عورت کافر مومن کا لکھتے ہیں اور جب کہ دفتر رات دن اعمال
ہر انسان کا حضور حق تعالیٰ کے پاس لے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ حق تعالیٰ
دانا اور بینا اور نزدیک رگ گردن انسان سے ہے لیکن واسطے برسم
کے احتیاط فرماتے ہیں کہ اس نسخہ دفتر اعمال کو لوح محفوظ سے مقابلہ کرو کیونکہ
اس میں جو کچھ بندہ تمام عمر میں اعمال نیک بد کرتا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے
کمی بیشی کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر وے فرشتے لوح محفوظ سے اس دفتر اعمال
ہر بشر کو مقابلہ کرتے ہیں سو ایک نقطہ کا بھی تفاوت نہیں پاتے ہیں پھر بعد
اس کا حکم ہوتا ہے کہ اس دفتر میں جو کچھ کہ نیکی اور بدی بندگی اور گناہ
کے سوائے لکھا ہے سو وہ سب مٹا دو تا کہ ان کے سبب ثواب اور عذاب
اس بندہ کے واسطے تیار ہوئے اور ان ملائک حفظہ کے تئیں پردہ اور

حجاب کوئی چیز مانع اپر اطلاع احوال بشر کے نہیں پس یہ گمان نہ کرو کہ حیلہ
اور مکر سے جیسے خفیہ بولیاں اور وقائع نگاروں دنیا سے اپنے اعمال چھپاتے
ہیں اُنسے بھی چھپاویں کیونکہ وے نگاہ بانان کہ جن کو ملائک حفظہ کہتے ہیں
یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ یعنی جانتے ہیں جو کچھ کہ تم کرتے ہو اگرچہ ہزار
پردوں میں چھپ چھپ کروے فعل نیک اور بد تم کرو اور اس جگہ جاننا چاہئے
کہ لکھنے والوں اعمال کے نقیض اطلاع اُپر اعمال آدمیوں کی اس آیت سے ثابت
ہوتی ہے اور اطلاع اُپر اقوال ان کی کے اور دوسری آیت سے جو کہ سورۂ قاف
میں یہی واضح ہوتی ہے وہ آیت یہ ہے۔

قولہ تعالیٰ مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ
عَتِیۡدٌ یعنی نہیں بولتا ایک بات جو اس کے پاس ہے ایک راہ دیکھتا تھا ریغ
لکھنے کو تیار ہے اطلاع ترک کرتے نماز روزہ اعتکاف اور اجتناب محذورات
احرام سے اور رمانت اس کے ساتھ دلیل عقلی کی ظاہر ہے کسواسطے کہ جو کوئی شخص
وقت حاجت میں بیچ کسی کام کے بھی مانع کے اور بے عذر اس کام کو نہ کرے صریح
معلوم ہوتا ہے کہ تارک اس کا ہے لیکن مطلع ہونا ان کا اپر نیتوں دلوں کی اور
چھپی ہوئی باتاں دلوں کی اس مسئلہ میں اختلاف علما کا ہے اکثر علما نے انکار
کیا ہے یعنی فرشتہ مذکور کو دل کے نیتوں کی خبر نہیں اور رد وہ جو حدیث صحیح میں
آیا ہے کہ یہ لکھنے والے قصد نیکی کو قصد نیکی لکھتے ہیں اور ترک کرنے قصد بدی
کو بھی نیکی کہتے ہیں سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اپر مطلع ہونے اُن کی کے
اپر احوال دل کے اور منکرین اس مسئلہ کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو آدمی کے
قصد دل سے مطلع کر دیتا ہے بطریق الہام کے فلانے نے اس وقت ارادہ فلانے
نیکی کا کیا ہے یا داعیہ فلانی بدی کا دل میں لایا تھا سو اس کو ترک کیا ہے یہ تمام
ترجمہ عبارت تفسیر عزیزی کا ہے۔

غرض کہ جس وقت کہ بندہ مومن مرتا ہے اس وقت وہ فرشتے

کراماً کاتبین آسمان پر جاتے ہیں اور خدائے پاک سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں وہ بندہ کہ جس پر تو نے ہم کو مقرر کیا سو وہ آج مر گیا ہے اب اگر حکم ہو تو ہم آسمان پر چلے آویں اور تیری عبادت کریں حکم ہوتا ہے کہ آسمان پر میرے فرشتے بہت ہیں مجھ کو تمہاری حاجت نہیں ہے تم جو کہ دنیا میں اس بندہ کے تابع تھے سو اب بھی اس کی قبر پر تسبیح اور تہلیل اور عبادت کرو اور قیامت تک ان کا ثواب اس کی روح کو بخشو۔ کذا فی صبح کا ستارہ ص ۲۷

شیطان کے ذکر میں دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جان نکلنے کے وقت شیطان آتا ہے اور بائیں طرف بیٹھ کر بیمار کے کہتا ہے کہ تو اس دین کو چھوڑ دے کہہ دو خدا نہیں اے عزیز اس جگہ امام محمد غزالیؒ مصنف دقائق الاخبار کے کہتے ہیں کہ کتاب مذکور میں جبکہ ایسا معاملہ ہوا کہ شیطان ایمان ایسے وقت میں لیتا ہے تو بڑا خرابا ہے مومن کو چاہیئے کہ اس خوف سے گریہ زاری کرے اور شب بیداری میں رہے مسئلہ اور فقہ والے بھی کہتے ہیں کہ نزاع کے وقت ایمان جانے کا ڈر ہے اور پھر دقائق الاخبار میں لکھتے ہیں کہ جانکنی کے وقت بیمار کو تشنگی بہت لگتی ہے اور مارے پیاس سے تلملاتا ہے اور کلیجہ جلنے لگتا ہے۔ شیطان پانی کا بھرا ہوا پیالہ لیکر اس کے سر کی طرف آکر کھڑا ہوتا ہے اور بیمار کو خبر نہیں کہ یہ شیطان ہے جبکہ بیمار پانی مانگتا ہے تب وہ شیطان کہتا ہے کہ میں تجھ کو یہ پانی جب پلاؤں کہ جب تو یہ کہہ دے کہ جہان کا پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ دقائق الاخبار باب ۸ ص ۲۸-۲۷

پس جس شخص کی قسمت پھوٹی ہے وہ کہہ دیتا ہے اور جس کے نصیب اچھے ہیں وہ نہیں کہتا ہے اور آخر گت میں مولینا محمد رمضان اس مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

ابیات

کہیں یوں دغا دے ہے شیطان جب   مرے پاس پانی ہے تو پیو اب

قبولے جو پانی تو پھر یوں کہے
مرا مفت پانی نہیں مول لے
کہے وہ مرے پاس کیا ہے بتا
کہے شرک کو یا مجھے سر نوا
جو ایمان والے ہو جب دے جواب
خدا چھوڑ سجدہ بہت ہے عذاب
جو بے دین ہو وہ قبولے یہی
نہ پانی تھا ایمان کھو دے جبھی
نہ مانے تو مردہ کی صورت بنا
کہے ہے نہیں کچھ سنا
حساب قبر اور ثواب و عذاب
سبھی یوں کہن تھے لکھا ہے کتاب
ہمن مرندیکھا سبھی لاف ہے
جو ایمان اس مرد کا صاف ہے
کہے جو کہا ہے خدا اور رسولؐ
نہیں جھوٹ ہو دور شیطاں فضول
جو بے دین ہو وہ کہے سانچ ہے
سدا اس اپر آگ کی آنچ ہے
نہ مانے کہے تیری بار جب
دیکھو کیا برائی کری تجھ سے اب
بولایا تجھے سب سنتے اب بھل
مسلمان ہو تو کہے اس کو چل
برا میرا اللہ کرتا نہیں
میں راضی ہوں ہر بار ڈرتا نہیں
جو شیطان پاوے جواب و صواب
نا اُمید ہو کر پھرے وہ خراب
کوئی اس جگہ بات کو چوک جا
نشاں دین ایمان کی اوک جا

فائدہ:۔ اے عزیز آنا شیطان کا نزع کے وقت احادیث سے ثابت ہے لیکن اس کے بہکانے اور ایمان لینے میں روایات مختلف ہیں یعنی بموجب حال نیت کے اس کے بہکانے اور خلل ایمان میں ڈالنے میں کوشش کرتا ہے کسی کو کہتا ہے کہ مجھ کو سجدہ کر لے اور خدا کہہ لے اور کسی کو کہتا ہے کہ کہہ لے کہ خلق کا پیدا کرنے والا کوئی نہیں اور کسی کو کہتا ہے کہ کہہ لے خدا ہی نہیں ہے۔ غرضیکہ کسی کو کچھ کہتا ہے کسی کو کچھ مگر علما، فضلا کے پاس جاتا ہے تو دلائل علم سے سوال کرتا ہے اور ایسے دقیق مسئلے پوچھتا ہے کہ اگر خدا کی ہدایت اور پیران عظام اولیا کرام کی مدد نہ ہو تو ایمان جانے کا خوف ہے۔

نقل ہے کہ حضرت مولانا امام فخر الدین رازیؒ کہ اپنے وقت کے مجتہد

تھے ایک مرتبہ ارادہ بیعت کا کر کے بہت دور سے تی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ
کی خدمت شریف میں گئے اور جب ان سے گفت گو ہوئی تو ان میں آپ
سے علم کم دیکھا اعتقاد نہ جما اور بغیر بیعت ہوئے اُلٹے اپنے وطن واپس
آگئے۔ چند روز کے بعد مولینا فخر الدینؒ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے نزع کا وقت ان پر وارد
ہو گیا تو اسی وقت شیطان آکر انکے پاس حاضر ہوا اور بہت سے مسائل دقیق اس
معلم الملاکوت راندئے درگاہ نے ان سے پوچھے اور جواب تسلی بخش پایا مگر
ایک مسئلہ میں اٹک گئے وہ مسئلہ یہ تھا کہ شیطان نے پوچھا کہ خدا کو کس
دلیل سے پہچانا اب اس جگہ جواب تسلی بخش نہ ملا اور قریب تھا کہ شیطان
ان کا ایمان سلب کر لے۔ لیکن حضرت نجم الدینؒ کبریٰ کو کشف سے معلوم ہوا کہ
فخر الدین پر یہ وقت آکر وارد ہوا ہے اس جگہ ان کی مدد کے لئے پہونچے او
شیطان کو جواب دیا اور جان بحق با ایمان ہو گئے اور وہ بیان ان کی مدد کا
یہ ہے کہ جس وقت کہ شیطان ایسے مسئلہ پوچھ رہا تھا اس وقت حضرت
نجم الدین کبریٰ اپنے وطن خوارزم میں کہ صدہا کوس کا فاصلہ مولینا حضرت
فخر الدینؒ کے وطن سے تھا، وضو کر رہے تھے اور خادمین کے علاوہ بہت سے
لوگ حاضر خدمت تھے یکایک آپؒ کو جذبہ آیا اور چہرے کی حالت متغیر
ہو گئی آفتابہ وضو کا دیوار سے مارا اور فرمایا کہ خدا کو بے دلیل پہچانا یہ حال
دیکھ کر حاضرین کو تعجب ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا سبب تھا کہ آپ نے
آفتابہ پھوڑ ڈالا اور یہ کلام کس کو تلقین کیا۔ فرمایا اس وقت فخر الدین رازی کا ایمان
شیطان سلب کرتا تھا اگرچہ وہ ہم سے مرید تو نہ تھا لیکن اتنی مسافت سے
ارادہ بیعت کا کر کے ہمارے مکان پر تو آیا تھا اس واسطے اس کا حق ہمارے
پر واجب ہو گیا تھا سو ہم نے ادا کیا اور اس کے ایمان کو سلب نہ ہونے دیا۔
اے عزیز اولیا کرام عجب قوم کے وفادار ہیں اس واسطے مولانا فرماتے ہیں

بے عنایات حق وخاصان حق   گر ملک باشد سیہ ستش ورق

اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہے تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے

گر باستدلال دین کار بدے   فخر رازی رازدار دین بدے

اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا (تو) فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوتے

باب اوّل کی فصل دوسری

ملک الموت کے آنے اور جان نکالنے کے ذکر میں

جان اے عزیز ملک الموت کے معنی ہیں فرشتہ موت کا یعنی جان نکالنے والا اور یہ لقب حضرت عزرائیل کا ہے کس واسطے کہ یہ عہدہ اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا ہے اور اگرچہ صاحب اس عہدہ کے حضرت عزرائیل ہیں لاکن ان کے تابع دار اور محکوم اس کام واسطے اور بھی فرشتے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے جان یعنی روح کی نکالی جاتی ہے۔ مومن کافر منافق عورت، مرد، جانور، پرند، درند وغیرہ کی جان نکالنا ان کا ہی عہدہ ہے اگرچہ بعضے اختلافات حیوانات کی روح نکالنے میں کرتے ہیں۔

چنانچہ دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ جتنے جاندار آدمی پرند وغیرہ

ہیں اتنے ہی ملک الموت کے اعوان اور ساتھی ہیں اور جس وقت کہ جانکنی بیمار پر شروع ہوتی ہے ان چاروں فرشتوں جو موکل رزق اور پانی اور سانس اور کام کاج پر ہیں اور کراماً کاتبین کے آنے کے بعد حضرت ملاک الموت معہ اپنے مددگاران اور ساتھیوں کے آتے ہیں داہنے ہاتھ کی طرف تو ــــ ملک الموت کے فرشتے رحمت کے ہوتے ہیں اور بائیں ہاتھ کی طرف ملائک عذاب کے ہوتے ہیں پھر جان آدمی کے حال کی موجب وہ ساتھ ملک الموت کے نکالتے ہیں پھر جس وقت کہ جان حلق پر آکر پہونچتی ہے ملک الموت اس کو نکال کر مومن کی روح کو نور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں اور بدبخت کی روح کو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں پھر فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ ملک الموت کے ساتھی اور مددگار اٹھارہ فرشتے جان نکالنے کے واسطے ہر مومن کافر کے پاس آتے ہیں نو بہشتی اور نو دوزخی مگر مومن کی وہ دونوں جان بہشتی فرشتے ــــ رحمت کے نکالتے ہیں اور کافر منافق کی جان وے نو فرشتے دوزخی نکالتے ہیں. جیسے آخر گت میں لکھا ہے.

٭ ابیات مولانا رمضان شاہ ولیٔ کامل ٭

جو مومن ہو اس وقت عزرائیل آئے	سلام علیک کہے ہے سنائے
کرے جان کو قبض عزرائیل جب	چلیں جب فرشتے طرف اس کی سب
جو ہو جان مومن کی لیں جنتی	لیں اور کریں منیتی
جو کافر منافق یا عزرائیل آئے	اٹھارہ کڑی جب کہیں یوں سنائے
اٹھارہ فرشتے چلیں اس طرف	وہی نو لیوں جنکا دورح طرف
جنھوں ہاتھ بدبو بھری بات ہے	سیہ مکھ ڈرائی. بری صورتیں ہیں

مگر مومن کی جان کو جبکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں تو بہت دلاسہ دے کے اور دل کو بہلا کے نکالتے ہیں جیسے اپنے بچے کو باپ چیز دلاتا ہے اور بہلا بہلا کر اس کے نشتر مارتا ہے لیکن مومن کو بھی جانکنی کا درد

ایسا ہوتا ہے کہ جیسے تین سو ساٹھ تلوار ماری ہوں لیکن اتنا سہارا ہے کہ جان مومن کی جلدی نکالی جاتی ہے جیسے مشک سے پانی نکالتے ہیں اور مومن کی جان جس وقت نکلتی ہے اس کے ایمان کی خوشبو ایسے رہتی ہے کہ مکان معطر ہو جاتے ہیں اور کافر منافق کی جان ملک الموت بہت سختی سے اور طعنہ دے دے کر نکالتے ہیں اور اس کی جان نکالنے سے ایسی بدبو اٹھتی ہے جیسے کوئی مُردار سڑ رہا ہو۔

فائدہ :۔ اے عزیز مومن کو عذاب جانکنی کا ہوتا ہے تو اس کے درجے بڑھتے ہیں اور گناہ بخشے جاتے ہیں اور بعض بدبختوں کی جو جان جلدی آرام سے نکال لی جاتی ہے تو ان کے واسطے وہ جان کا آسان نکل جانا وبال اور عذاب ہے جیسے کہ لکھا ہے ترجمہ دقائق الاخبار میں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے جب کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بندہ اپنے پر رحمت اور مغفرت کرے اوّل تو اس کے بدن کو زحمت دیتا ہے اور کچھ نہ کچھ اس کے بدن کو بیماری رہتی ہے کہ اس کے بہت سے گناہ بخشے جاتے ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے حضرت اسود اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جس شخص کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھے اس ایذا کے سبب سے اس کا ایک گناہ بخشا جاتا ہے اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس کے تین دن تک بدن پر تپ رہتی ہے اس کے گناہ ایسے بدن سے جھڑتے ہیں جیسے کہ آندھی سے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں اور تیسری حدیث میں ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں خیر اور بھلائی اس بدن میں کہ جس بدن میں بیماری نہیں۔

نقل ہے کہ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک شخص باہر بستی کا سردار رسول اللہ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کری کہ یا رسول اللہ صلعم میری ایک بیٹی کنواری بہت حسین ہے وہ آپ کے فرش کے لائق ہے میں نے آپ کو دی آپ نے فرمایا قبول کی پھر وہ شخص بولا کہ یا حضرتؐ اس میں ایک وصف

بہت اچھا ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے کہا جب سے وہ پیدا ہوئی اس کو کوئی بیماری نہیں ہوئی آپ نے فرمایا میں نے اس کو طلاق دی وہ میرے کام کی نہیں اس واسطے کہ نہیں خیر اور بھلائی ہے اس کے بدن کہ جس میں بیماری نہیں اور پھر اس کو مفلسی اور غم فکر رہتا ہے کہ جس سے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور پھر اس کو جانکنی کے وقت دکھ دیتا ہے کہ جس کے سبب باقی گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور خدا پاک کے پاس پاک صاف ہو کر جاتا ہے اور لکھا ہے کہ بچوں کو جانکنی کا عذاب سخت ہوتا ہے تو سبب اس کا یہ ہے کہ بہشت جگہ مزدوری اور محنت کی ہے یعنی دنیا میں جبکہ خدا کے واسطے کچھ تکلیف پاویگا تو اس کو بہشت ملے گی اور بچوں نے کچھ عبادت کی تکلیف پائی نہیں کہ جس کے سبب بہشت ملے پس انکو اللہ تعالیٰ جانکنی کے وقت تکلیف دیتا ہے اس سبب سے اس کو بہشت ملتی ہے۔

دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بندے کو عذاب دے اور نہ بخشے تو اول تو اس کو دنیا کی آسودگی اور مال اسباب بہت دیتا ہے اور کچھ غم اور فکر دنیا کا اس کو نہیں دیتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ نیکی دنیا میں اس نے کری ہے اس کے عوض دنیا کی نعمتیں اس کو دنیا ہی میں دیتا ہے اور بعد اس کے اگر کچھ نیکی باقی رہ جاتی ہیں تو اس کے عوض جانکنی کے وقت اس کو آرام دیتا ہے اور کچھ سختی موت کی نہیں دیتا ہے پس وہ شخص نیکیوں سے خالی ہاتھ خدا کی طرف جاتا ہے۔ باب ۱۲ صـ ۴۸

اے عزیز روایات صحیحہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے سکرات میں موت ہوئی تھی ویسے کسی کو نہیں ہوئی۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ نزع کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پانی کا پیالہ بھر رکھا تھا اور اس سے پانی لیکر سر مبارک پر ملتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیَّ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ

یعنی اے اللہ آسان کردے مجھ پر موت کی مشکلات کو ـــــ اور ایک یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بدن مبارک پر لگایا تھا آپ کے بدن پر ایسے سخت تپ تھی کہ اس کی گرمی سے میرے ہاتھ پر پھپھولا ہوگیا۔

باب اول کی فصل تیسری

اولیاء وانبیاء کی روح نکلنے کے ذکر میں

دقائق الاخبار میں حدیث لکھی ہے کہ جس وقت ملاک الموت انبیا اور پیغمبروں کی جان قبض کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو ان کی روح کہتی تھی کہ اے ملک الموت میں تیری اطاعت نہیں کروں گی جبتک کہ مجھ کو حکمِ حق تعالیٰ نہیں آویگا ملک الموت کہتا تھا کہ میں حکم خدا سے اسی کام کے واسطے آیا ہوں پھر روح کہتی تھی کہ مجھ کو تیری پیغمبری ہونے کی شاہدی اور دلیل دکھا اور خدا کے پاس جاکر اس کے حکم کی نشانی لاؤ جب میں اس بدن سے نکلوں گی اس واسطے کہ جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کری تھی اور اس بدن میں داخل کیا تھا تو تو اس وقت حاضر بھی نہیں تھا اب کیونکر تیرے ساتھ جاؤں پس ملاک الموت الٹا خدا کے پاس جاتا تھا اور یہ حال عرض کرتا تھا اور حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح

سچ کہتی ہے جا اے ملک الموت بہشت سے ایک میوہ ایسا لے جا کہ جس پر بسم اللہ لکھی ہو اور اس کو دکھا جوں میرا نام دیکھ کر اور خوش ہو کر وہ جان بدن سے نکلنے پس اسی طرح ملک الموت میوہ لا کر اس کو دکھاتا تھا۔ تب اس پیغمبر کی جان نکلتی تھی۔

چنانچہ نقل ہے تواریخوں میں لکھا ہے کہ موسیٰؑ کی جبکہ اجل آئی حضرت ملک الموت ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہاری جان لینے کے واسطے آیا ہوں کہا میری جان کہاں سے نکالے گا کہا منہ سے حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اس منہ سے میں نے خدا سے کلام کئے ہیں تو تو اس وقت حاضر بھی نہیں تھا تیری طاقت نہیں جو منہ سے میری جان نکالے کہا آنکھوں سے نکالوں گا کہا آنکھوں سے خدا کی تجلی دیکھی ہے یہاں سے بھی نہیں نکال سکے گا۔ کہا ہاتھوں سے نکالوں گا کہا ہاتھوں میں توریت خدا کی کتاب لیکر پڑھی اور حکم سنایا ہے یہاں سے بھی نہیں نکال سکے گا۔ کہا پیروں سے لوں گا کہا ان پیروں سے چل کر کوہ طور پر گیا ہوں اور خدا سے کلام کئے ہیں اور اس کا دیدار کیا ہے تیری طاقت نہیں کہ تو میری جان لیلیگا پھر موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ ایسا اس کے منہ پر مارا کہ آنکھ نکل پڑی وہ اُلٹا خدا کے پاس گیا اور عرض کیا کہ الٰہی موسیٰ نے تو میرا یہ حال کیا کہ جان بھی نہ دی اور طمانچہ بھی میرے منہ پر مارا کہ میری آنکھ نکل پڑی حکم ہوا کہ اے ملک الموت تو نے کچھ بے ادبی کری ہوگی بھلا تو نے کیا جا کر میرے عاشق صادق موسیٰ کو کہا تھا اس نے تمام ماجرا سنایا حکم ہوا کہ تب تو طمانچہ کھاوے نہیں تو کیا کرے کہ ایسے کلام میرے عاشقوں کے سامنے کرے تو نے یوں کیوں نہیں کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار دینے کو اور اپنے ملنے کو تجھکو بلایا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت موسیٰ کو ہوا کہ موسیٰ کیا تو میرے پاس آنے سے بیزار ہے جو اتنا ملک الموت سے جان دیتے وقت تکرار کیا۔ عرض کیا کہ الٰہی مجھ کو خود شوق ہے تیرے ملنے کا مگر ایک مرتبہ آرزو ہے کہ تجھ سے پھر کلام کوہ طور

پر کر دوں فرمایا آ اور کلام کر پھر موسیٰؑ کوہ طور پر گئے اور حق تعالیٰ سے کلام کیا پھر
عرض کیا کہ الٰہی میرے بال بچوں کی تجھ کو شرم ہے ان کو تنگئی رزق کی نہ دینا حکم
ہوا اے موسیٰ تو تو میرا محبوب ہے اور پیغمبر اولوالعزم ہے میں ہر خلق اپنی کی
خبر لیتا ہوں اس بات کا فکر نہ کر مگر اپنا عصا اس زمین پر مار اور میری قدرت
دیکھ حضرت موسیٰؑ نے عصا زمین پر مارا اس وقت زمین چیری اور ایک پتھر
سخت نکل آیا پھر حکم ہوا کہ اس پر پھر عصا مار حضرت موسیٰ نے پھر عصا مارا تو اس
پتھر کے سات ٹکڑے ہوئے اور ساتویں جگہ اس پتھر کے میں ایک کیڑا نکلا اور
اس کیڑے کے منہ میں ایک سبز گھاس کا پتہ تھا اس کیڑے نے حضرت موسیٰ کو کہا
کہ اے موسیٰ تو نے اپنے بال بچوں کے رزق کا فکر کیا اور خدا سے عرض کری سو دیکھ
یہ پتھر ساتویں زمین کے نیچے تھا اور اس پتھر کی ساتویں جگہ میں میرا گھر ہے سو مجھ کو
کس جگہ سے اللہ تعالیٰ یہ سبز گھاس کا رزق پہونچاتا ہے یہ حقیقت اس کیڑے
کی سن کر حضرت موسیٰ کو تسلی ہوئی اور اس جگہ سے روانہ ہوئے راہ میں دیکھا کہ
کئی لوگ قبر کھود رہے ہیں حضرت موسیٰؑ نے کہا یہ قبر کس کی کھود رہے ہو کہا اے
موسیٰ ایک شخص خدا کا محبوب ہے اس کی قبر کھود رہے ہیں مگر کہتے ہیں کہ اس کا
قد تیرے جیسا ہے تو تو ذرا اس میں سو جا تو تیرے برابر یہ قبر کھود لیں حضرت
موسیٰ اس قبر میں سو گئے ملک الموت اس وقت بہشت سے میوہ سیب کا
لائے اور حضرت موسیٰؑ کو دیا آپ نے وہ دیکھا اور جان بحق ہوئے۔ دقائق الاخبار صفحہ ۱۱۵

مسئلہ:۔ اے عزیز اخبار الاخیار میں ذکر بیماری موت حضرت
نظام الدین اولیاؒ کی میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہ شیخ ابو الفتح
رکن الدین سہروردیؒ ان کی ملاقات کو آئے اور حال ان کی بیماری کا دیکھا کہ
یہ بچنے کے نہیں سو انھوں نے ان کو کہا کہ اے حضرت جیسے انبیا کو اپنی زندگی کا
اختیار ہے کہ چاہے جب تک زندہ رہیں یعنی ان کی زندگی اور موت ان کے
اختیار میں ہے اسی طرح اولیاء اللہ کو اختیار ہے اس واسطے کہ یہ اولیاء اللہ نائب

پیغمبر عمر کے ہیں سو آپ چند روز اور اس دنیا میں رہیں کہ خلق اللہ کو فیض ہو حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ کیا کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو کہ اے نظام الدین تو اب ہمارے پاس آ کہ ہم کو تیرا شوق ملنے کا ہے سو اس واسطے مجھ کو زندگی سے موت اچھی لگتی ہے۔
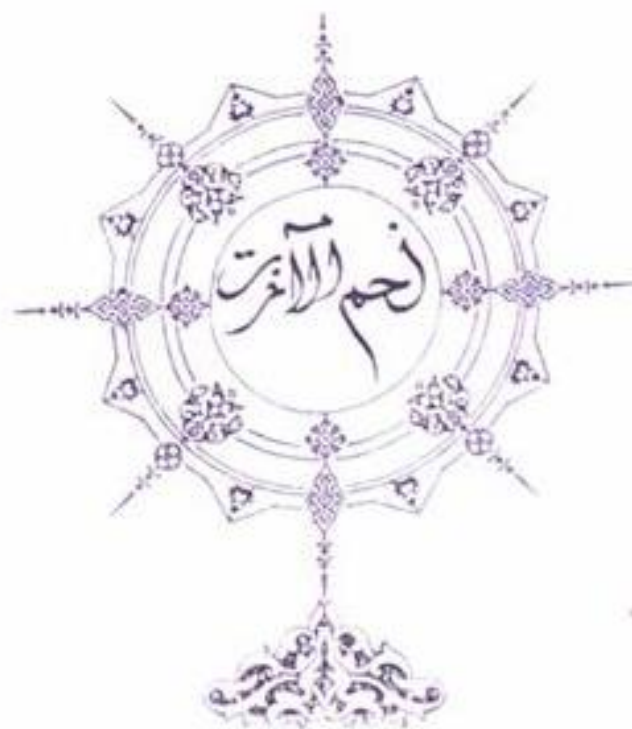
بابِ اوّل کی فصلِ چوتھی

اولیاء اللہ کی روح نکلنے کے ذِکر میں

اے عزیز بعضے اولیاء اللہ خدا کے عاشقوں کا یہ حال ہے کہ بے واسطے ملک الموت کے جان دیتے ہیں جیسے حضرت شیخ فرید کے ملفوظ میں لکھا ہے۔

بیت

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند کآنجا ملک الموت نگنجد ہرگز
اے دوست تیرے کوچے میں عاشق اسطرح مرتے ہیں کہ ملک الموت کو بھی خبر نہیں ہوتی

بیت

ماہرو پردہ جب اٹھاتے ہیں عاشق اس طرح سے جاتے ہیں

نقل ہے کہ اخبار الاخیار میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ذکر حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی کے انتقال میں لکھا ہے کہ جب کہ ان کی اجل آئی ملک الموت ایک خط خدا کی طرف سے لایا اور دروازہ پر شیخ صدر الدین عارف بیٹے شیخ بہاؤ الدین کے بیٹھے تھے ان کو وہ خط لاکر دیا اور کہا کہ یہ خط تمہارے باپ کو دیدو انھوں نے کہا کہ تم کیوں نہیں اندر جاکر خط دیتے ہو کہا مجھ کو حکم نہیں ہے۔ شیخ صدر الدین نے اس خط کا سرنامہ

پڑھ کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم ملک الموت ہو کہا کہ ہاں میں وہی ہوں کہ مجھ کو خدا کے عاشقوں کی جان نکالنے کا حکم نہیں ان کی جان حق تعالیٰ آپ ید قدرت سے لیتے ہیں پس شیخ صدرالدین نے وہ خط اپنے باپ کو جا کر دیا انھوں نے وہ خط پڑھ کر سر بسجدہ کیا اور جان بحق ہوئے (یہ واقعہ فوائد الفواد کے صفحہ ۳۴ پر بھی لکھا ہے (مترجم) اے عزیز ایسی نقلیں بہت سے ملفوظات اولیاء اللہ میں لکھی ہیں خاص طور پر حضرت گنج شکرؒ میں بہت لکھی ہیں اور ہر نقل میں یہ بیت لکھی ہے :۔

بیت

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند — کآنجا ملک الموت نگنجد ہرگز

اے دوست تیرے کوچے میں عاشق اس طرح مرتے ہیں کہ ملک الموت کو بھی خبر نہیں ہوتی

اور اس کی ہندی بیت یہ ہے :

بیت

ماہر اپردہ جب اٹھاتے ہیں — عاشق اس طرح سے جاتے ہیں

اور تذکرۃ الموتی میں مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مومن کی جانکنی کے وقت پردہ بہشت سے اٹھایا جاتا ہے اور اس بیمار کو بہشت دکھائی جاتی ہے پس نعمت بہشت کی وہ مومن دیکھ کر جان حق تعالیٰ کو دیدیتا ہے۔ اور بعضے خواص اولیاء اللہ اس بہشت سے راضی نہیں ہوتے ہیں اور جب تک دیدار خدا نہیں کر لیتے ہیں جان نہیں دیتے ہیں جیسے بیت ہے غزل بو علی قلندرؒ کی ہے۔

بیت

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد — تا نہ بینم رُخ و روئے تو میدان ندہم

اگر ملک الموت میری جان لینے کیلئے آئے — جب تک میں تیرا چہرہ نہ دیکھ لوں تب جان نکلنے نہ دوں گا

چنانچہ نقل ہے کہ حضرت شعراوی بزرگ کو نزع کے وقت نعمتاں بہشت کی دکھلائی تب یہ بہت رنجیدہ ہوئے اور کہتا ہے یہ شعر عربی۔

ان کان منزلتی فی الحب عندکم　　　ما قد رایت فقد ضیعت ایامی

یعنی اگر ہے مرتبہ میرا محبت اور عشق تمہاری میں نزدیک تمہارے
جو کچھ کہتا ہوں میں پھر تحقیق ضائع کری میں نے ایام عمر اپنی
اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آواز دی ان کو کہ فما ترو ہم۔
پس کیا جانتا ہے تو۔ شعراوی نے کہا کہ

اروم وقد طال المدٰی منک نظرۃ　　　وکم مَن دماءٍ دُون مرمای طالت

یعنی چاہتا ہوں میں اور تحقیق دراز ہوئے مدت خواہش کی مجھ سی ایک مرتبہ دیدار تیرا اور بہت سے خون اس آرزوئے دیدار میں ڈالے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دیدار اپنا دیا پھر دیدار دیکھ کر یہ لوگ جان بحق تسلیم ہوئے۔ اے عزیز بہت سے ایسے ایسے یقین معتبر ہیں مگر اس جگہ یہی کافی ہے۔

فائدہ اے عزیز اس طرح بعضے مومنانِ خاص کی جان۔ اللہ تعالیٰ ۔ آپ بدقدرت سے لیتے ہیں جیسے کہ لکھا ہے عقاید عظیم میں مولانا شاہ رمضان مہمیؒ نے اور صبح کے ستارہ ترجمہ دقائق الاخبار میں کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ شہیدوں کا درجہ انبیاؤں سے پانچ چیز میں زیادہ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ درجہ مجھ کو بھی نہیں دیا۔ اوّل روح اوّل ان کی اللہ تعالیٰ اپنے یدقدرت سے قبض کرتا ہے اور انبیاؤں کی ملک الموت کے وسیلے سے۔ دوسرے غسل۔ تیسرے کفن انبیاؤں کو دیتے ہیں اور شہدا کو نہیں۔ چوتھی انبیاؤں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّہُمْ مَیِّتُوْنَ　یعنی اے محمدؐ تو بھی میت ہے اور وہ تمام انبیاء بھی میت ہیں اور شہیدوں کی حق میں فرمایا۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ یعنی نہ جانو تم ان لوگوں کو جو قتل ہوئے ہیں راہ خدا میں وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں پانچویں ہر پیغمبر قیامت کو شفاعت گنہگاروں کی کریں گے اور یہ روز کرتے ہیں۔ چھٹے

فضیلت شہادت کی یہ ہے کہ شہداشہادت پاتے ہیں جنت میں داخل ہوتے ہیں اور تمام مومنان قیامت کو داخل ہوں گے۔

اے عزیز بعضے عبادت اور ورد و وظیفہ ایسے ہیں کہ ان کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی جان اپنے دست قدرت سے بے واسطے ملک الموت کی لیتا ہے چنانچہ لکھا ہے فوائد الفواد میں کہ جو کوئی بعد نماز فرض کے آیت الکرسی کو ہمیشہ پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ اس کی جان بے واسطے ملک الموت کی ید قدرت سے آپ لیتا ہے۔ اس طرح اور بہت سے وظیفے ہیں اور مرقعہ میں شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے لکھا ہے کہ جو کوئی بعد فرض نماز کے ایک بار آیت الکرسی اور یہ آیت وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا اور ایک بار فاتحہ اور تین مرتبہ اخلاص اور تین مرتبہ درود متصل سلام پڑھ کر کان پر دم کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی جان بے واسطے ملک الموت کے اپنے ید قدرت سے قبض کرے گا اور مجرد مرتے ہی داخل بہشت ہو گا اور دنیا میں اس کا رزق فراخ ہوتا ہے اور سکرات موت سے آسانی پاتی ہے اور قبر میں آرام ملے گا۔

فائدہ اس روایت اوپر والی سے یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شہیدوں کا رتبہ انبیاؤں سے افضل ہو گیا ہے۔ نہیں بلکہ انبیاؤں کو اللہ تعالیٰ نے درجوں میں افضل کیا ہے اور حیات و دوام ان کی کامل ترین ہے شہیدوں سے چنانچہ آگے ان کا بیان جاذب القلوب سے لکھا جاوے گا واللہ اعلم بالصواب۔

دقائق الاخبار کے ترجمہ صبح کے ستارہ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی قبر جس جگہ ہونے والی ہے اس جگہ اور اس ملک گاؤں بستی جنگل میں

اس کی جان ملک الموت نکالتا ہے اور ایک فرشتہ ملک الارحام اس کا نام ہے وہ فرشتہ عورتوں کے رحم پر موکل ہے یعنی جس وقت کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نطفہ ماں کے رحم میں قرار پکڑے لڑکا لڑکی کا حمل رہے اس ملک الارحام کو حکم ہوتا ہے کہ تھوڑی مٹی اس زمین کی کہ جس جگہ اس کی قبر ہونے والی ہے لاکر اس نطفہ میں ملا دیں پس وہ ملا دیتا ہے پھر اس شخص کی قبر ضرور اس جگہ ہوگی اور اسی جگہ اس کا بدن گلے گا اور خاک ہوگا۔ جیسے نقل ہندی مشہور ہے۔

جہاں گوندا تھا وہاں جا پڑا پھر ہر چند آدمی ملکوں میں پھرتا ہے لیکن آخر اس جگہ آکر مرتا ہے کہ جہاں کی اس کی مٹی ہے۔ جیسے قولہ تعالیٰ:۔

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ۔ یعنی کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ منافقاں اگر تم موت کے ڈر سے ہمارے ساتھ جہاد کو نہ جاؤ اور اپنے گھروں میں رہو تو بھی البتہ جاویں تمہارے اندر سے وہ لوگ اس جگہ کہ جس جگہ ان کا مرنا اور سونا لکھا ہے یعنی جہاں کی اس کی مٹی لکھی ہے وہاں وہ لوگ جا کر مریں گے اور رہا ہے جاویں گے اور گویا اس آیت میں یہی اشارہ ہے۔ قولہ تعالیٰ: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى یعنی اسی زمین کی مٹی سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں دفن کیا اسی سے نکالے جاؤ گے۔ پس یہ دونوں آیت دلیل ہیں اوپر اس گوندی مٹی کی کہ جس سے یہ پتلا اس کا بنایا اور اس — جگہ میں دفن کیا جاویگا

باب ۳ فصل ۲ بر دقائق الاخبار میں یہ نقل لکھی ہے کہ اگلے زمانے میں ملک الموت نظر آیا کرتا تھا اور پیغمبروں کی مجلس میں داخل ہوا کرتا تھا۔ ایک شخص حضرت سلیمانؑ کی مجلس میں بیٹھا تھا ملک الموت نے اس کی طرف تیز

نگاہ سے دیکھا وہ شخص بہت ڈرا اور کانپنے لگا جبکہ ملک الموت اٹھ گیا اس شخص نے حضرت سلیمانؑ سے عرض کیا کہ حضرت اگر ہوا کو حکم دیں کہ مجھکو چین شہر میں چھوڑ آوے اس واسطے کہ مجھ کو عزرائیل نے ڈرایا ہے آپ نے حکم دیا ہوا اس کو چین میں اسی وقت چھوڑ آئی۔ بعد تھوڑی دیر کے سلیمانؑ کے پاس ملک الموت پھر آیا آپؑ نے پوچھا کہ اس کو کیوں ڈرایا تھا ملک الموت نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو حق تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اس شخص کی جان چین شہر میں نکالو یہ اس جگہ آپ کے پاس بیٹھا تھا اس واسطے میں نے تعجب کی نگاہ سے اس کی طرف دیکھا اب وہ جو شخص اس جگہ جا پہونچا اس کی جان اس جگہ لی اور دوسری نقل اسی کتاب میں لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نیک بخت بزرگ یہ دعا مانگا کرتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِمُوَکِّلِ الشَّمْسِ یعنی اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش اور اس فرشتہ کو جو موکل آفتاب پر ہے جبکہ اس شخص کو یہ دعا مانگتے مدت ہوگئی اس موکل آفتاب کو اس شخص کی ملاقات کا شوق ہوا اللہ تعالیٰ سے رخصت لیکر اسکے ملنے کو آیا اور پوچھا اے دوست اتنی مدت ہوئی تجھکو دعا مانگتے تیری کیا مراد ہے وہ مجھ سے مانگ اس نے کہا کہ مجھ کو میرا مکان رہنے کا دکھا دے اور اس جگہ لے چل جوں وہاں جا کر ملک الموت سے پوچھوں کہ اب میری کتنی عمر ہے تاکہ تحقیق کر کے باقی عمر کو خدا کی یاد میں گزاروں اور موت کی تیاری میں رہوں۔ وہ موکل شمس کا اس کو آسمان پر آپ کے مکان پر لے گیا اور اس کو اس جگہ بیٹھا کر آپ۔ ملک الموت کے پاس گیا اور کہا کہ ایک شخص میرے حق میں ہمیشہ دعا مانگتا ہے اور اس کی حاجت یہ ہے کہ اپنی عمر کے دن تم سے تحقیق کرے سو اب اس کی زندگی کے دن مجھ کو بتا دو کہ دنیا میں کتنا رہے گا ———————— جو میں اس کو بتا دوں ملک الموت نے کہا وہ شخص بڑا عظیم الشان ہے وہ نہیں مرنے کا جب تک کہ تیرے مکان پر آ کر نہ بیٹھے اور اس نے کہا کہ وہ شخص تو اس وقت میرے

مکان پر بیٹھا ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ وہ شخص اگر ایسی بات ہے تو میرے اعوان اور ساتھیوں نے اس کی جان نکال لی ہے اور وہ مر گیا ہے۔ پھر دقائق الاخبار کے ترجمہ والا لکھتا ہے کہ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ملک الموت کے اعوان بہت ہیں کہ ان کو ملک الموت نے یہ کام حوالہ کر رکھا ہے۔ پس اگرچہ اے عزیز جان انسان وغیرہ کی وے ملک الموت کے ساتھی اور اعوان لیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ جان ملک الموت ہی لیتا ہے کیونکہ اس کے حکم سے لیتے ہیں اور اس طرح ملک الموت اگرچہ جان لیتا ہے لیکن حقیقت میں خدا ہی جان لیتا ہے کس واسطے کہ اس کی امر نیت سے جان لیتا ہے۔

دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ تمام جانور اور چارپائے خدا کی یاد میں ہر دم رہتے ہیں اور جبکہ خدا کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ ان کی جان قبض کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ قابض تمام جانوروں کا حقیقت میں حق تعالیٰ ہے اور ملک الموت کی طرف جو کہ نسبت کرتے ہیں تو اس طرح کرتے ہیں کہ جیسے کہتے ہیں کہ زید نے عمر کو مار ڈالا یا فلاں بیماری سے مر گیا۔ جیسے قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا یعنی اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے جانیں جبکہ وقت ہوا ان کے مرنے کا۔

دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ ملک الموت نزع کے وقت مومن بیمار کے سامنے آکر کہتا ہے کہ نکل اے نفس مطمئنہ خدا کی طرف چل پھر وہ روح نکل آتی ہے پھر اس کو آسمان پر لے جاتے ہیں اور تمام آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور خوش لقب سے اس کو بلاتے ہیں اور نام اس کا علیین میں لکھتے ہیں بعدہٗ حکم ہوتا ہے کہ اس کو زمین پر لیجاؤ کیونکہ مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی یعنی اس زمین کی مٹی سے تم کو پیدا کیا اور پھر اسی میں لوٹا دیئے اور اسی سے نکالے جائیں گے دوسرے مرتبہ پھر اس کی روح کو اس کے بدن میں لاکر داخل

کرتے ہیں پھر قبر میں اس کو دفن کرتے ہیں اور منکر نکیر قبر میں آکر سوال کرتے ہیں اور پھر جواب شافی پاتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں کہ اب خوشی سے سو تا روز قیامت تک جیسے کہ نوشی نوشہ کے پاس سوتی ہے۔ پھر بحکم خدا بہشت کا دروازہ اس کی قبر میں کھول دیتے ہیں۔

غرض کہ جس وقت کہ مومن کی جان نکال کر ملک الموت معہ اعوان اپنوں کے آسمانوں کی طرف لے جاتی ہیں راہ میں ملائک ان کو ملتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کون نیک بخت ہے فرشتے موت کے اس کا نام اور اس کے باپ کا نام بتاتے ہیں پس وہ فرشتے اس میت کی روح کو مبارک دیتے ہیں اور شاباشی کہتے ہیں کہ تو دنیا سے ایمان لے کر ثابت آیا اور آسمان کے دروازے اس کے واسطے کھول دیتے ہیں پس جس جگہ کے لائق ایسی کمائی کری ہے وہاں جاکر اس کو کھڑا کر دیتے ہیں کوئی پہلے آسمان کوئی دوسرے کوئی تیسرے علی ہذا القیاس عرش تک جا کھڑا کرتے ہیں اور اس کو زمین آسمان کے بیچ ایک مکان ہے وہاں کھڑا کرتے ہیں اسی جگہ اس کے اعمال نامہ بھی دھرے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ اس سے پوچھتے ہیں جیسے آخر گت میں لکھا ہے۔ (صفحہ ۲۱/۲۲ دقائق الاخبار)

بیت

جہاں کے ہو لائق وہاں جا چڑھی	فرشتے کھڑا کر کے ہویں جُدا ری
کتاباں عمل کی دھری اس مکاں	گِنا دیں اسے جو کیا تھا جہاں
کری بندگی یا کئے کچھ گناہ	اسے سب بتا دے گا سچا گواہ
گِنا دے وے جو نعمتاں سب انھیں	کہے پھیر جیسی تھی ادمر و نہی
منع جو کیا تھا بچا کس سیتی	ہم کیا گیا اب بتا مجھ سیتی
کہے مومن اس وقت رب سے پکار	تیرے حکم مانے سبھی کر نگار
تجھے ایک مانا پیغمبر سچے	شرک چھوڑ کر ہم کفر سے بچے

اسے بخشنا رب کو منظور ہے کہے اس کو رحمت میری پوری ہے

پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس کا مکان جنت میں دکھاتا ہے اور فرماتا کہ یہ تیرا مکان ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کو دنیا میں لے جاؤ پھر فرشتے اس مومن کی روح کو اس کی بدن کے پاس لاتے ہیں اور یہ تمام گھر والوں کا حال دیکھتا ہے کوئی روتے اور کوئی کفن سیتے ہیں کوئی پانی غسل واسطے تیار کرتے ہیں۔ آخر گت کی بیت ہے۔

بیت

وہ دیکھے ہے سب اور کہے یوں پکار مجھے لے چلو کہ یہاں سے تیار

اور کافر منافق کی روح کو جب نکال کر فرشتے اوپر لے جاتے ہیں تو ان کو بھی فرشتے راہ میں ملتے ہیں اور اس کا نام پوچھتے ہیں یہ فرشتے اس کا اور اس کے باپ کا نام بتاتے ہیں تب وہی فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں اور بہت طعنہ دے کر کہتے ہیں کہ یہ کون مردار آیا پھر اس کو کہتے ہیں کہ اے مردود کتنے دن کی زندگی پر تو نے اپنا ایمان کو کھویا آخر آسمان کے در اس کے واسطے نہیں کھلتے ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ اس کو زمین کے نیچے ایک مکان سجین ہے دوزخ کے در پر وہاں لے جاؤ اس کو فرشتے وہاں جا کھڑا کرتے ہیں اور آپ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ اس میت سے وہی پوچھتے ہیں اس کو جواب نہیں آوے گا پھر اللہ تعالیٰ مکان دوزخ میں دکھاوے گا اور فرماوے گا کہ تیرا یہ مکان ہے اس وقت دوزخ کی آنچ اس کو آنے لگے گی۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو دنیا میں پھر لے جاؤ پھر اس کی روح کو بھی اس کے بدن کے پاس لاتے ہیں اور یہ تمام حال دیکھتا ہے کہ تیاری کفن کی کرتے ہیں یہ روتا ہے کہ مجھ کو ابھی مت لے چلو جیسے آخر گت کی بیت ہے۔

بیت

تیاری شتابی کریں ہیں سبھی کبھی روئے لے چلے کیوں ابھی

فائدہ: اے عزیز اس میں اختلاف روایات کا ہے کہ بعد روح نکالنے کے اور آسمان پر لے جانے کے پھر جبکہ اس کی روح بدن کے پاس لاتے ہیں تو بعضے کہتے ہیں کہ روح بدن سے علیحدہ رہتی اور قبر تک جنازہ کے ساتھ فرشتے اس کی روح کو لے جاتے ہیں اور پھر آسمان پر لے جاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعد دفن کے منکر نکیر کے سوال جواب کے وقت اس کے بدن میں داخل کرتے ہیں پھر وہ مُردہ زندہ ہو جاتا ہے جیسے آدمی زندہ ہیں ویسا ہو جاتا ہے اور اس کو بیٹھا کر سوال جواب کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فقط روح سے سوال ہوتا ہے بغیر بدن کے اور بعضے کہتے ہیں کہ سینہ تک میت کی روح کو داخل کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ روح کو درمیان کفن اور بدن کے رکھتے ہیں غرضیکہ سوال جواب قبر میں ضرور ہوتا ہے لیکن کیفیت سوال اور عذاب قبر میں مشغول نہ ہونا چاہئے اور ایمان ان دونوں پر واجب ہے۔

باب اوّل کی فصل پانچویں

مومن کی روح نکلنے کے ذکر میں

دقائق الاخبار میں حدیث لکھی ہے کہ جانکنی کے وقت جس وقت کہ ملک الموت مومن نیک بخت کی جان نکالنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے منہ کی طرف اس بیمار کے آتا ہے اور چاہتا ہے کہ جان اس بیمار کی منہ سے نکالوں مگر اس وقت ذکر اللہ تعالیٰ کا جو اس مومن نے اپنی زبان سے دنیا میں کیا ہے وہ ملک الموت کو کہے گا کہ تو اس کے منہ کی طرف سے جان قبض نہیں کر سکے گا اسواسطے کہ اس نے اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور خدا کی عبادت اور یاد اس منہ سے کی ہے پھر ملک الموت بیمار کے ہاتھ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی جان ہاتھ کی طرف سے نکالے اس وقت سخاوت جو اس نے دنیا میں اللہ واسطے کری تھی وہ جواب دیتی ہے اور کہتی ہے کہ ملک الموت تجھ کو طاقت نہیں جو اس کے ہاتھ کی طرف سے اس کی جان نکالے اس واسطے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے ان ہاتھوں سے سخاوت کری ہے اور بھوکوں پیاسوں کو خدا کے واسطے دیا ہے۔ بہن بھائی ناتے دار پیر استاذ کا حق ان ہاتھوں سے ادا کیا ہے اور خدا کی راہ میں تیر بندوق تلوار کافروں پر چلائی اور ان ہاتھوں سے تسبیح وظیفہ تعداد کر کے پڑھی ہے بعدہ ملک الموت اس کے پیر کی طرف آتا

ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی جان پاؤں کی طرف سے نکالے پاؤں جواب دیتا
ہے کہ اس کی جان پاؤں کی طرف سے نہیں نکال سکے گا اس واسطے کہ ان پاؤں
سے یہ شخص باجماعت اور نماز جمعہ و عیدین کو گیا تھا اور جہاد کو اور اولیاء عظام
کے مزارات کی زیارت کو اور حج کری مکہ اور مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مزار اقدس کی زیارت کو گیا تھا یا علم پڑھنے یا مرید ہونے کسی بزرگ سے
علی ہذا القیاس جو بھی نیکی پاؤں سے کری تھی اس کو وہ نیکی جواب دے گی
بعد اس کے کان کی طرف سے چاہے گا کہ اس کی جان نکالوں تو جو نیکی اس نے کان کی
طرف کری ہو گی وہ اس کا جواب دیگی کہ تو اس کان کی طرف سے جان اسکی نہیں نکال
سکے گا اسواسطے کہ اس نے کانوں سے علماء کے وعظ و مسائل دین سنے ہیں اور قرأت قرآن سنی ہے
بعدہ آنکھوں کی طرف سے چاہتا ہے کہ اس کی جان نکالے تو جو نیکی ان آنکھوں سے کری
ہے وہ جواب دیگی کہ اے ملک الموت تجھکو طاقت نہیں کہ تو اسکی جان نکالے کسواسطے کہ اس نے ان آنکھوں
سے زیارت علماء و فضلا اور اولیاء اللہ کی اور مزارات صالحین اور انبیاء و اولیا کی کری ہے
اور خانہ کعبہ کو دیکھا ہے اور پیر استاد کی زیارت کی ہے ماں باپ کو نظر
محبت اور ادب سے دیکھا ہے حرام کی نظروں سے اس نے اپنے آپ کو بچایا
ہے اور قرآن کو دیکھ کر پڑھا ہے علی ہذا القیاس غرضیکہ ہر عضو اس کو جان
نکالنے سے روکے گا تب ملک الموت آسمان پر الٹا جاتا ہے اور خدا سے
عرض کرتا ہے کہ رب العالمین تیرے بندے کی ہر بندگی نے میرے ساتھ یہ
کلام کیا ہے اور مجھ کو جان نہیں نکالنے دیتے ہیں تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ میرے بندے کے اعضاء سچ کہتے ہیں مگر تجھ کو اگر اس کی جان نکالنی ہے
تو میرا نام اپنی ہتھیلی پر لکھ کر اس کے سامنے کر جبکہ اس کی روح میرا نام دیکھے
گی اس کو میرے ملنے کا شوق ہو گا تب نکل آوے گی۔ پس ملک الموت اس
طرح کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لکھ کر دکھاتا ہے تب اس کی روح نکلتی ہے۔

باب دوم کی فصل چھٹی

احکامِ میت کے ذکر میں

جب کہ میت کی جان نکلی گی اور مر جاوے پس لازم ہے کہ اس کی داڑھی کو باندھ دیں یعنی کسی کپڑے سے اس کی تھوڑی کو اور سر کو باندھ دیں جو منہ اس کا کھلا نہ رہے اور آنکھ اس کی بند کر دیں جوں کہ کھلی نہ رہے اور تمام بند اس کے سیدھے کر دیں کیونکہ اگر دیر کریں گے تو مردہ خشک ہو جاویگا پھر اکڑے ہوئے بند رہیں گے اور سیدھے نہ ہویں گے یہ سب باتیں مستحب ہیں یعنی مرنے والا جب مر جاوے تو ایک پٹی کپڑے کی اس کی تھوڑی کے نیچے سے ڈال کر اوپر سر کے باندھ دیں تاکہ منہ اس کا پھیلا نہ رہے اور مکھی وغیرہ اس میں نہ پڑنے دیں اور اس کی آنکھیں بند کرنے والا آنکھ بند کرتے ہوئے یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَ اَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ : ترجمہ : اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی آل واصحاب کی ملت پر اے اللہ اس کے معاملات کو اس پر آسان فرما اور

بعد آنے والی زندگی کو سہل فرما اور اپنی ملاقات سے اس کو نیک بخت بنا اور اس کے کئے ہوئے کو نہ کئے ہوئے سے بہتر بنا

اور جبکہ اس مردہ کے ہاتھ پانو سیدھے کر چکے ایک تلوار یا کچھ قدرے لوہا اس کے پیٹ پر رکھ دیں تاکہ پھول نہ جاوے۔

کشف الغطا میں لکھا ہے کہ مستحب ہے تمام بدن میت کا کسی کپڑے سے ڈھکنا اور جس کپڑوں میں اس کا انتقال ہوا ہے ان کو نکال ڈالنا اور اعضا کو نرم کر دینا اس طرح سے کہ اول ہاتھ پانو کو دوہرا کر کے پھر سیدھا کر دے اور انگلیاں بند کر کے پھر کھول دیں اور لوہے یا مٹی کو پیٹ پر رکھ دیں تاکہ پھولنے نہ پاوے اور جہاں تک ہو سکے گاڑتے یورتے (دفنانے) میں جلدی کریں۔

مسئلہ : حاضر کی جاویں نزدیک اس کے خوشبو مثل عطر اور گلاب وغیرہ

مسئلہ : جب تک کہ مردہ کو غسل نہ دیا ہو قرآن اس کے پاس پڑھنا مکروہ ہے بعضے علماء کے نزدیک جائز نہیں۔

مسئلہ : بیٹھنا میت کے پاس حیض نفاس والی عورتوں اور جنبی کا منع ہے مگر بعضے علماء نے جائز کہا ہے۔

مسئلہ : میت کے اقرباء اور اہیالوں کو اور اہل محلہ اور پڑوسیوں کو خبر کرنا اسکی موت سے مستحب ہے۔

مسئلہ : میت کو چارپائی یا تخت پر رکھیں زمین پر نہ ڈالیں یہ رسم ہنود کی ہے اس لئے کہ زمین اس کے بدن میں کچھ تغیر نہ کر دے اور زمین پر رکھنے میں ہتک اور کراہیت ہے، حالانکہ تعظیم اور تکریم میت کی حدیث میں آئی ہے۔

مسئلہ : جلدی کرنا گاڑنے اور یورنے (دفنانا) مستحب ہے۔

مسئلہ: دونوں آنکھیں میت کی پانی لگا کر بند کریں کیونکہ پانی سے نرم ہو کر بند ہو جاویں گی اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کے انگوٹھے باندھیں تاکہ غسل کے وقت تمام بدن برابر رہے اور ایک چادر اس کو اڑھا دیں۔

مسئلہ: اگر رات کو کوئی مرے تو اس کو پلنگ یا تخت پر لٹا دیں زمین پر نہ رکھیں تاکہ سردی زمین کی اس کو ایذا نہ کرے اور بُو اس کی متغیر نہ ہو جاوے۔

کنز العباد میں خانیہ سے لکھا ہے کہ میت کے اقربا اور برادران کو خبر کرنا درست ہے لیکن بازار میں آوازہ کرنا مکروہ ہے اسی سراجیہ میں لکھا ہے کہ لیکن بعضوں کو خبر کرنا واسطے ادا کرنے حق نماز جنازہ وغیرہ کے ڈر نہیں اور جامع صغیر خانی اور کنز العباد میں لکھا ہے کہ بازار میں آواز کرنا میت کا نماز جنازہ کے متاخرین کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن اول قول صحیح ہے کیونکہ اس میں فائدہ میت اور نمازیوں دونوں کو ہے اور صلوٰۃ بخشی اور کنز العباد میں لکھا ہے کہ بازار میں آوازہ کرنا کہ فلانہ مر گیا ہے مکروہ ہے لیکن اگر ایسا مردہ کوئی بزرگ ہو مثل عالم اور مشائخ کہ خلق اس کی برکت چاہیں تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: جب کوئی سنے کہ فلانہ مر گیا ہے تو سنت ہے یہ پڑھنا قولہ تعالیٰ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مسئلہ: کنز العباد میں شرعیہ سے لکھا ہے کہ وَمِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَشْھَدَ لِمَنْ مَاتَ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ بِالْخَیْرِ وَالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رُبَّمَا یَقْبَلُ شَھَادَتَھُمْ فِیْہِ وَیَغْفِرُ لَہٗ مَا لَمْ یَعْلَمِ النَّاسُ فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی السَّمَاءِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اور سنت ہے یہ گواہی دیں مومنین اس میت کی جو کہ اہل قبلہ ہو ساتھ خیر یعنی ساتھ نیکی اور ایمان کی پس تحقیق

اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے گواہی ان مسلمانان کی بیچ حق اس میت کے اور بعضے نیکی اس میت کی کہ جو نہیں جانتے ہیں آدمی ان سے بس ملائک گواہی دیتے ہیں آسمان پر اور مومن گواہ ہوتے رہتے ہیں زمین میں۔

فائدہ:۔ بعضے جبکہ کوئی مسلمان اہل قبلہ مر جاوے اور اس کو دفن کرنے لے جاویں تو مسلمانان کو لازم ہے کہ دفن کرنے سے اوّل دو چار شخص آپس میں گواہی اس کی نیکی اور ایمان کی دیں کہ یہ شخص نیک بخت تھا اور ایمان والا تھا اور اگر اس سے کچھ خطا اور چوک کبیرہ اور صغیرہ گناہ بن آئے ہوں تو ان کا خیال نہ کریں کیونکہ انسان چوک اور خطا کا بھرا ہوا ہے شاید اس نے توبہ کرلی ہو اور اگر اس نے توبہ نہ کری ہو تب بھی دنیا میں اس سے آخر کچھ نیکی بنی ہو گی نماز پڑھی ہو گی روزہ رمضان شریف کے رکھے ہوں گے کلمہ طیب پڑھا ہو گا کبھی تو کچھ نیکی اور نماز کری ہو گی پس مسلمان کو لازم ہے کہ اس کی نیکیاں کا خیال کریں اور گناہوں کا خیال نہ کریں اور گواہی اُس کے معرفت کرے اور ان مسلمانوں کی گواہی قبول کرے

یہ فقیر نجم الدین کہتا ہے کہ یہ طریقہ گواہی دینے میت کا فقیر نے سنگھٹر شریف میں دیکھا ہے کہ اس جگہ کے علماء کا طور ہے کہ جب کوئی بھی مسلمان مر جاتا ہے تو اس کی گواہی نیکی اور ایمان کے قبل دفن کے دیتے ہیں

باب دوم کی فصل ساتویں

میت کو غسل دینے کے ذکر میں

جان اے عزیز غسل میت کو دینا اگلے پیغمبروں کی شریعت سے چلا آرہا ہے جیسے لکھا ہے کنز العباد میں جبکہ آدم علیہ السلام فوت ہوئے جبرائیل علیہ السلام نے معہ دو فرشتوں کے آکر اُن کو غسل دیا اور ان کی اولاد کو ارشاد فرمایا کہ هٰذِهٖ سُنَّةُ مَوْتَاكُمْ یعنی یہ سنت ہے مردوں تمہارے کی اور حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کے حق مسلمان کے اوپر چھ ہیں ان چھ حقوق میں سے ایک حق میت کو غسل دینا ہے اور یہ غسل میت پر واجب ہے لیکن جبکہ بعضے غسل دیں باقی مسلمانوں کے سر سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ غرض مقصود حاصل ہونے سے ہے سو وہ حاصل ہوا اسی واسطہ اس کو فرض کفایہ کہا ہے اور مراد سنت سے ہے جو حدیث مذکور میں آیا ہے کہ یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔

مسئلہ: سنت ہے غسل دیں میت کو بیری کے پتوں سے گرم پانی کر کے یا گھاس اشنان سے اشنان سجی کے پتوں کو کہتے ہیں یا خود سجی یا صابن سے دھو کر غسل دیں جو کہ اس کے بدن کا میل تمام اتر جاوے اگر یہ تمام چیزیں نہ ہو تو پانی سے غسل دیں۔

مسئلہ: محیط میں ہے کہ غسل گرم پانی کر کے دینا افضل ہے ہمارے

علماء حنفیہ کے نزدیک اور علماء شافعیہ کے نزدیک میت کو غسل دینا سرد پانی سے افضل ہے مگر جبکہ اس کے بدن پر ایسے پلیتی نہ ہوں کہ بغیر گرم پانی سے نہ اترے تو غسل دیں اور ہمارے علماء کے نزدیک بھی سرد پانی سے غسل دینا درست ہے مگر گرم پانی سے افضل ہے۔

عالمگیری میں ہے کہ جسکو فتاویٰ ہندیہ کہتے ہیں لکھا ہے کہ مردہ کے واسطے ایک مرتبہ غسل واجب ہے اور تین مرتبہ سنت ہے۔

مسئلہ۔ جبکہ غسل دیدیا جائے تو اوّل تختہ کو پاک کر کے اس کو لوبان یا صندل سے دھوئیں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ دیں تاکہ خوشبودار ہو جاوے اس طرح کفن کو بھی لوبان اگر تجویز کریں یعنی دھوئیں دیں بلکہ کفن کو عطر سے معطر کریں۔ اور غسل دینے والے کے پاس لوبان کے دھوئیں رکھے رہے تاکہ خوشبو اس کی پھیلتی رہے پھر مردہ کو تخت پر لمبا سیدھا لٹا دیں اور پانو اس کے قبلہ کی طرف کریں اور عذر واسطے جس طرف اتفاق پڑے اس۔ طرف پھیر کر کے غسل دینا روا ہے اور اگر جگہ میسر نہ ہو اور مکان تنگ ہو تو جس وضع سے کہ ہو سکے غسل دیں اور پھر سب کپڑے اس کے اتار لیں۔

مسئلہ: عالمگیری میں لکھا ہے کہ مردہ کو تختہ پر لیٹانے کی صورت یہ ہے کہ جیسے بیمار حالت مرض میں نماز اشارے سے پڑھتا ہے ایسے لٹا دیں یعنی سر مشرق اور پانو مغرب کو کریں۔

مسئلہ: اگر مردہ مرد ہے تو اس پر لنگی یعنی تہبند ناف کے گھٹنے تک نیچے تک باندھیں اور اگر عورت ہے تو گردن سے پانو تک ڈھنک دیں۔

مسئلہ: اگر ناخن بڑھ گیا ہو تو ان کو نہ کاٹیں اور خط اور حجامت اور بغل اور اندام نہانی یعنی پاکیزہ کے بال نہ تراشیں اور شانہ

بالوں کے نہ کریں اور اگر ناخن یا دانت ٹوٹ گیا ہو تو اس کو ساتھ رکھدیں نقل ہے کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کا دانت ٹوٹ گیا تھا سو اس کو دھر رکھا تھا جبکہ آپ نوت ہوئے اور دفن کیے اور اس دانت کو بھول کر دفن نہ کیا تھا سوم کے دن یاد آیا پھر قبر کھول کر دندان مبارک ان کا ان کی قبر میں دفن کیا تھا۔ راوی اس حکایت کے میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ سلیمان صاحبؒ ہیں۔

مسئلہ :۔ غسل کے پہلے کپڑا ہاتھ میں لپیٹ کر اندام نہانے کو اول تین بار صاف کریں یا ڈھیلے سے تین بار صاف کریں پھر خوب طرح آبدست پانی سے دلا دیں اور خوب دھوئیں۔

مسئلہ :۔ غسل کے وقت سے پہلے صابون یا ملتانی مٹی سے یا خطمی یعنی گلخیرو کے پھولوں سے تمام بدن کو تلیس تا کہ میل تمام بدن کا اتر جاوے یہ سب بیان زاد الآخرت میں کتب معتبرہ سے لکھا ہے۔

کشف الغطا وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے جبکہ غسل دیں تو اوّل وہاں پردہ کر لیں تا کہ غسل دینے والے اور اس کے مددگاروں کے سوائے اور نہ دیکھے اور لوبان وغیرہ کے دھونی ہر ہر وقت سات بار سے زیادہ دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ :۔ جس پلنگ پر مرے اس کو بھی دھوئے دینا مستحب اور جس پلنگ پر میت کو لیجاویں اور اسی طرح کفن کو بھی کفناتے اوّل دھو دینا مستحب ہے مگر کفنانے کے بعد کفن کو اور قبر کو وغیرہ دھوئیں دینا نہ چاہیے۔

مسئلہ :۔ غسل دینے والا باوضو ہو اور غفرانک یا رحمٰن پڑھتا رہے اور فراغ غسل تک قرآن پڑھے۔

مسئلہ :۔ غسل دینے والے کو چاہیے کہ پہلے غسل کے میت

کے استنجا کی جگہ ڈھیلوں یا پتھر یا کپڑے سے نجاست دور کر دے پھر کپڑے کی تھیلی ہاتھ میں پہن کر پانی سے استنجا کروائے پھر اس کو دور کر دے اور اپنے ہاتھ دھولے پھر اس میت کو وضو کرا دے مگر ناک اور منہ میں پانی نہ ڈالے یعنی کلی نہ کروائے۔

طریقہ وضو میت کا یہ ہے کہ پہلے اس کا منہ دھوئے اور منہ دھو کے غسل دینے والا اپنی انگلی میں باریک کپڑا لپیٹ کر اس میت کے منہ کو خوب صاف کرے اور دانت اور ہونٹ میت کے مل دے اور ناک کے دونوں سوراخوں کو بھی اچھی طرح صاف اس کپڑے سے کرے اور محیط میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مسح سر کا بھی کرے اور پاؤں وضو کے وقت نہ دھوے۔

مسئلہ:۔ سر اور ڈاڑھی میت کی گلخیرو سے یا اس کی مانند سے دھوئے

مسئلہ:۔ جب وضو کرا چکے تو تین مرتبہ مُردے کو داہنی کروٹ سے اول لٹا کر پانوتک پانی بیری کے پتوں سے اُبالے ہوؤں سے یا آب خالص بغیر پتوں کے دھوئیں یعنی بہت سے پتے درخت بیر کے پانی میں ڈال کر گرم کرے اسی سے غسل میت کو دے کہ اس سے میل سب اتر جاتا ہے اور غسل کے وقت میت پر اتنا پانی ڈالے کہ تمام تختہ تر ہو جائے پھر اس طرح بائیں کروٹ دیکر تین مرتبہ سر سے پانوتک دھووے پھر اس طرح سیدھا چت لٹا کر تین مرتبہ دھووے پھر تھوڑا سا میت کے سر کو اٹھا کر اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملیں تاکہ جو کچھ اس کے پیٹ میں نجاست ہو نکل جاوے اگر نجاست نہ نکلی ہو تو پھر دوسری مرتبہ غسل نہ دیں اور بعد اس نجاست پیٹ والی دھونے کے تین بار سر سے پانی ڈالیں اور خوب بدن کو ملیں کہ باقی میل نکل جاوے اور پھر اسی طرح آب خالص سے غسل دیں کہ برگ کنار کا جو مردہ کے بدن پر پڑا ہو اور جو میل ہو صاف ہو جائے پھر کافور کے پانی سے اسی طرح غسل دیں پھر جبکہ غسل سے فارغ

ہو چکے پھر اس کو کفن پہنا دیں۔

مسئلہ:۔ ناک میں میت کے اوّل پانی نہ ڈالیں کہ خوف اندر چلے جانے کا خطرہ ہے۔

مسئلہ: وضو میت کے اول منہ سے شروع کریں اور مسح بھی کریں اور پانو بھی وضو کے ساتھ دھوویں۔ یہ سب بیان رسالہ تجہیز اور تکفین سے لکھا ہے

مسئلہ:۔ وضو سے پہلے پونچوں تک دونوں ہاتھ میت کے نہ دھوویں کہ یہ سنت زندوں کے واسطے ہے مردوں کے واسطے نہیں میت واسطے ہاتھ دھونا غسل دینے والا کافی ہے اور پانی ڈالنے میں سر سے شروع کرے اور سب بدن میت کا ہاتھ سے خوب ملے مگر ستر کی جگہ ہتھیلی سے ملے کیونکہ ہاتھ لگانا ستر زندوں اور مردوں کا اور دیکھنا اس کا روا نہیں۔

مسئلہ:۔ اوّل میت کو وضو کرا کے پیچھے دبانا پسواڑا سر سے پانو تک ایسا دھوویں کہ تمام بدن کو پانی پہونچے ———— یہ پہلا غسل ہوا اس طرح پانو پسواڑہ ایسے ہی سر سے کر پانو تک دھووے کہ تمام بدن تر ہو جائے۔ یہ دوسرا غسل ہوا پھر سیدھا کر کے غسل دینے والا اس میت کے سر کو اپنے زانو یا سینہ یا ہاتھوں سے سہارا دیکر ذرہ اس میت کو بیٹھا کرے اور پیٹ اس کا تین مرتبہ آہستہ ملے اور کچھ نجاست نکلے تو دھو کر پھر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی سے خوب غسل دے یہ تیسرا غسل ہوا۔ بعد اس کے پھر میت کو باویں کروٹ دیکر داہنی طرف سے پانو تک تین مرتبہ دھوویں اس مرتبہ پانی میں چاہیں تو کافور ملا لیں۔ بیر کے پتے اور گلینچو اس میں نہ ہو اور یہ پانی آخر غسل کا جوش بھی کیا ہوا نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ غسل میں تین بار پانی ڈالنا سنت ہے اور اگر تین بار سے کم یا زیادہ پانی ڈالے تب بھی جائز ہے کس واسطے کہ واجب غسل ایک ہی مرتبہ ہے۔

مسئلہ:۔ پھر بعد غسل میت کے تمام بدن کو کپڑے سے صاف

کر ڈالیں اور اگر اس کے بعد بھی اس کے بدن سے کچھ نکلے تو اس کو بھی دھو ڈالیں اور غسل پھر نہ دیویں اور اگر اس کے سر کے بال اور ڈاڑھی ہو تو اس پر خوشبو لگا دیں مثل حنوط کی اور حنوط ایک خوشبو ہوتی ہے کہ اس کو کئی خوشبویاں ملا کر بناتے ہیں مثل عطر اور گلاب اور صندل وغیرہ کے مگر مسئلہ مشہور ہے کہ زعفران اور ورس داخل کرنا حنوط میں مردوں کے واسطے مکروہ ہے اور عورتوں کو جائز ہے، زندوں کے واسطے ہی نہیں بلکہ مردوں کے واسطے بھی یہی حکم ہے اور مشک کا ڈالنا حنوط میں مردوں کو بھی جائز ہے اور ورس نام ہے ایک گھاس کا کہ یمن کے ملک میں پیدا ہوتا ہے اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ ورس تنکو کو کہتے ہیں اور وہ تن ہندوستان میں ایک درخت مشہور ہے خوشبودار۔

مسئلہ :۔ میت کی دونوں ہتھیلیوں اور تلوؤں اور ماتھ اور ناک اور دونوں گھٹنوں پر کہ یہ سب اعضا سجدہ کے ہیں کافور لگا دیں اور حنوط اس کے کفن پر بھی لگا دیں۔

مسئلہ کشف الغطا میں لکھا ہے کہ اگر مردہ پھول گیا ہو تو اور غسل نہ دے سکیں تو اس کے پیٹ پر مسح کرنا کفایت کرتا ہے اور پھر اس میں لکھا ہے کہ اگر کافور نہ ہو تو مشک لگانا جائز ہے۔

ترمذی نے لکھا ہے کہ بعضے اہل علم کا اس پر عمل ہے اور بعضوں نے مشک لگانا بھی مکروہ لکھا۔

مسئلہ :۔ غسل کے وقت میت کے ناک کان منہ اور آنکھوں میں روئی کو رکھ دیں تو ڈر نہیں درست ہے مگر جا فرو (پاخانہ) اور پیشاب کے مکان میں روئی رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ :۔ میت کا ختنہ کرنا یا ناخن کاٹنا جائز نہیں لیکن جو ناخن ٹوٹ گیا ہو تو اس کا کاٹنا درست ہے۔

مسئلہ : اگر خاوند جورو کو غسل دے تو جائز نہیں اور اگر جورو خاوند کو غسل دے تو روا ہے بشرطیکہ اس کو طلاق نہ دی ہو اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو جائز ہے اور درست ہے عورت کو کہ غسل دے اپنے خاوند کو کیونکہ وہ غسل کے وقت عدت میں ہے اور اگر غسل دینے سے پہلے اس کی عدت پوری ہوگئی ہو یا مطلقہ ہو وہ عورت طلاق بائن سے یا غسل کے پہلے بعد مرنے خاوند کی مرتد ہوکر پھر مسلمان ہوگئی ہو یا اس عورت نے اپنے خاوند کے باپ یا بیٹے کی شہوت سے ہاتھ لگا لیا ہو اور بد ارادہ کیا ہو یا بوسہ دیا ہو تو اس کے شہوت سے تو ان سب صورتوں میں اس عورت کو روا نہیں کہ وہ اپنے خاوند کو غسل دے۔

سوال :۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیا ہے۔

جواب :۔ اول تو یہ روایت مخالف اس روایت کے ہے کہ جس میں لکھا ہے کہ روضۃ الاحباب میں ذکر فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا میں کہ ان کو غسل بی بی اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے دیا تھا اور اگر بر تقدیر روایت اول صحیح ہو جیسے کہ لکھا ہے انیس الواعظین نے فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو حضرت علی مرتضیٰ کو حضرت زہرہؓ نے وصیت کی تھی مرتے وقت کیونکہ آپ کے سوا میرا ستر دوسرے نے نہ دیکھا ہے حالت زندگی میں تو اب میں چاہتی ہوں کہ بعد موت کے بھی میرا ستر کوئی عورت نہ دیکھے۔ پس آپ ہی مجھ کو غسل دینا تو حضرت امیر نے ان کی وصیت ادا کری۔ دوسری کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم خاص حضرت امیرؓ واسطے ہی ہے دوسروں کو منع ہے۔

مسئلہ :۔ غسل دینے والا افضل وہ ہے کہ جو مردہ کے ساتھ

قرابت زیادہ رکھتا ہو اور اگر اقربا غسل دینا نہ جانیں تو کوئی متقی و صالح اور عالم جو غسل دینا جانتا ہو وہ غسل دے۔

مسئلہ:۔ غسل دینے والے کو لازم ہے اور منع ہے اگر میت کے بدن پر کوئی عیب یا مکروہ بات دیکھے تو اسے ظاہر نہ کرے بشرطیکہ قبل موت وہ چیز اس میں ہو اور اگر مرتے وقت یا بعد مرنے کے وہ بات اس پر ظاہر ہوئی ہو جیسے منہ سیاہ ہو جانا اور شکل بدل جانا اور وہ میت فسق و فجور میں مشہور ہو تو اس کا ظاہر کرنا منع نہیں تاکہ اور آدمیوں کو اس سے عبرت ہو اس کا حکم نیت پر ہے اور اگر اس نیت سے اسکا حال بد ظاہر کرے کہ خلق کو عبرت ہو تو ظاہر کرنا درست ہے اور اگر پردہ پوشی کرے تو بہت افضل ہے۔

مسئلہ:۔ اگر میت کے چہرے پر نور ہو یا مسکراتا یا اچھی علامت دیکھی ہو تو ظاہر کرنا اس کا بہتر ہے تاکہ اور آدمیوں کو رغبت نیک عمل کی ہو۔

مسئلہ:۔ اگر میت پانی کا ڈوبا ہوا ہو سر اور بدن اس کا سڑ گل گیا ہو تو اس کو بھی غسل دیں کہ مسلمانوں پر اس کا غسل واجب ہے پس اگر غسل کی نیت سے تین بار پانی میں غوطہ دیکر نکالیں تو غسل بھی کفایت کرتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر لڑکا یا لڑکی نابالغ مریں تو اختیار ہے خواہ مرد غسل دیں خواہ عورت۔

مسئلہ:۔ خنثیٰ مشکل کو کہ جس میں عورت مرد دونوں کی نشانیاں ہوں غسل نہ دیں تیمم کرا دیں بشرطیکہ غلبہ کی جانب سے معلوم ہو ورنہ حکم غالب کا ہے۔ خنثیٰ مشکل نابالغ مرا ہے تو اس کا حکم بچوں جیسا ہے۔

مسئلہ: اگر عورت مر جائے کئی مردوں میں اور کوئی دوسری عورت نہ ہو تو اس کو تیمم اس کا محرم ہی کرائے یہی حکم مرد کا ہے، زیادہ عورتاں میں یعنی اگر کوئی دوسرا غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو عورتاں غسل نہ دیں اور اگر اس کا محرم نہ ہو تو اجنبی کوئی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے پھر نماز جنازہ کی پڑھے تیمم کی نیت اسی طرح کرے جیسے کہ زندہ کی نیت کی جاتی ہے اور یہی شرط ہے۔

مسئلہ: اسی طرح غسل میت دینے والے کے لئے شرط ہے لیکن واسطے ساکت ہونے فرضیت غسل کے مسلمانوں سے نہ واسطے میت کے طہارت کے۔

مسئلہ اگر نماز غریق کی پڑھیں بدون اعادہ غسل کے تو جائز ہے۔

مسئلہ: ترغیب الصلوٰۃ اور فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ میت کو غسل کے وقت اوّل وضو کرا دیں مگر پہونچوں تک اوّل ہاتھ نہ دھوویں اور منہ و ناک میں پانی نہ دیں اور مسح نہ کریں لیکن پا تو اس کے وضو کے ساتھ دھوویں ڈھیل نہ کریں بعدہٗ استنجا کرائیں یعنی بعد وضو کے ہاتھ کپڑے میں لپیٹ کر دونوں استنجوں کے مکان دھو دیں لیکن جبکہ قبل وضو کے استنجا کرا دیں۔ یہ مسئلہ خلاصہ کا ہے اور ایک قول میں ہے کہ غسل دینے والا انگلی پر کپڑا لپیٹ کر اسی سے میت کے دانت اور منہ ناک اور ناف کو مسح کرے اور امام حلوائی نے فرمایا ہے کہ اس زمانے عمل اس پر ہے یہ مسئلہ ترغیب میں ہے اور ہدایہ میں تیسری بار کافور کے پانی سے غسل دینا لکھا ہے۔

فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ اگر جنبی اور حیض و نفاس والی عورت میت کو غسل دیں روا ہے لیکن کنز العباد میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے اور دیگر کنز العباد میں لکھا ہے کہ اگر نزع کے وقت جنبی اور حیض و نفاس والی عورت حاضر ہوں تو ڈر نہیں۔

مسئلہ:۔ غسل دینے والے کپڑے کے اوپر سے دھویں کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈالے یہ مسئلہ مسلتقط فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر لونڈی سفر میں مر جاوے اس جگہ عورت غسل دینے والی نہ ہو مرد ہی مرد ہوں تو اس کو تیمم دیں اور تیمم کے وقت مثل ستره کے کپڑے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ:۔ کنز العباد میں لکھا ہے کہ بعد غسل کے میت کو پونچھ ڈالتے تا کہ کفن تر نہ ہو جاوے اور جب کہ غسل دیں اس وقت میت کے کپڑے سب اتار ڈالیں اور زانوں سے ناف تک یا سوائے اس کے ستر عورت کو ڈھک دیں تا کہ نہ دیکھیں جانگ کو۔ مرد مرد کی جانگ کو عورت عورت کی جانگ کو نزدیک غسل میت کے کنز العباد میں خانیہ سے لکھا ہے۔ وَيُوضَعُ عَلٰی عَوْرَتِهٖ خِرْقَةٌ قَدْرُ ذِرَاعٍ يَسْتُرُ مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰی رُكْبَتَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِاَنَّ نَظَرَ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَيِّتِ حَرَامٌ بِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِیُّ لَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلَا مَيِّتٍ یعنی رکھا جاوے ستر عورت کی میت پر ایک کپڑا قدر ایک گز کے ایسا کہ ڈھک لے ناف میت کے زانو میت تک اور روایت امام حسنؒ کی ہے ابو حنیفہ سے کہ دیکھنا طرف ستر عورت میت کے حرام ہے بموجب قول رسولؐ کہ حضرت علیؓ کو فرمایا تھا اے علیؓ نہ دیکھ تو طرف جانگ زندوں اور مردوں کی اور کنز العباد میں لکھا ہے کہ ظاہر روایت میں ہے کہ میت کے اگلی ستر اور پچھلی ستر کو یعنی بغل دبر کو ڈھک لیں اور غسل دیں نیچے خرقہ کے لاکن نہ دھوویں اس کی ستر خاص کو اپنے ہاتھ سے اور نہ ہاتھ لگاویں اس کے مگر اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر ستر مخصوص کو دھوویں اور یہ

یہ ہدایہ میں ہے کہ ڈھکنا ستر عورت کا کافی ہے اور یہ صحیح ہے واسطے انسان کے
ترغیب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ صحیح اور افضل ہے کہ ناف سے زانوں
تک ڈھکیں۔

فائدہ: کاتب الحروف لکھتا ہے کہ مسئلہ اول میں جو کہ روایت ہدایہ کی ہے ٹھیک میت کی ہے اگرچہ آسان ہے لیکن وہ واسطہ محتاجوں کے ہے کہ جس کو کپڑا تہہ بند میسر نہ ہوئیں لاچاری واسطہ ہے ورنہ میسر ہونے کپڑے کی ایسا نہ کریں کہ ستر عورت میت جو کہ ناف سے زانو تک ہے کھولنا حرام ہے۔

منافع میں ہے کہ اَمَّا وَضعُ الخِرقَۃِ فَیُستَحَبُّ اَن یَضَعَ مِنَ السُّرَّۃِ اِلَی الرُّکبَتِہٖ لِاَنَّ عَورَتَ المَیِّتَۃِ لَایَجُوزُ النَّظرُ اِلَیھَا کَعَورَتِ الحَیِّ کَمَا قَالَ عَلَیہِ السَّلَام لِعَلِیٍّ لَاتَنظُر اِلٰی فَخِذِ الحَیِّ وَالمَیِّتَۃِ یعنی خرقہ لیس واجب ہے کہ رکھا جاوے ناف میت سے زانو تک اس کی کیونکہ ستر عورت میت کا نہیں جائز ہے طرف اس کی دیکھنا جیسے دیکھنا ستر عورت زندہ کا نہیں جائز ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کہ نہ دیکھو طرف جانگھ زندہ اور میت کے یہی لکھا شرح ابی البصرہ بغدادی میں کنز العباد میں لکھا ہے کہ زادہ والا لکھتا ہے کہ تَوَضَّاءَ اَوَّلاً وَضُوءَ الصَّلوٰۃِ اِنَّہٗ لَا یُمَضمِضُ وَلَا یَستَنشِقُ وَلَا یَمسَحُ عَلٰی رَاسِہٖ وَلَا یُؤَخِّرُ غُسلَ قَدَمَیہِ اَمَّا تَرکُ المَضمَضَۃِ وَالاِستِنشَاقِ فَلِاَنَّ اِخرَاجَ مَن فِیہِ مُتَعَذِّرٌ وَمُتَعَسِّرٌ وَاَمَّا عَدَمُ المَسحِ فَلِاَنَّہٗ لَا فَائِدَۃَ فِیہِ وَاَمَّا غُسلُ الرِّجلَینِ فَلِاَنَّ الغُسَالَۃَ لَا یَجتَمِعُ تَحتَ قَدَمَیہِ یعنی وضو کراوے میت کو غسل سے اول نماز والی مگر اس وضو میں کلی اور ناک میں پانی نہ

ڈالے اور مسح سر کا بھی نہ کرے اور نہ ڈھیل کرے دھونے پاتوں اس کے اور منہ اور ناک میں تو پانی اس واسطے نہیں ڈالتے ہیں کہ اُلٹا نکلنا اس کے منہ اور ناک سے مشکل ہے اور مسح اس واسطے اس کے سر پر نہیں کرتے کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں کرتی یعنی جس وقت کہ اس کا سر دھویں گے تو خود مسح ہو جاوے گا اور پاؤں کے دھونے میں اس واسطے ڈھیل نہیں کرتے کہ اس کے قدموں کے نیچے پانی مستعمل اکٹھا نہیں ہوتا ہے

کنز العباد میں لکھا ہے کہ کافی سے کہ لوبان کی دھویں سے پلنگ اور تختہ غسل کو طاق دیں یعنی جوڑا نہ دیں اکولٹری دیں مثلاً تین بار یا پانچ بار یا سات بار مردہ کی تعظیم واسطے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ قال عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا اَجْمَرْتُمُ الْمَیِّتَ فَاجْمِرُوْا وِتْرًا یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے جبکہ دو تم لوبان کی دھونی میت کو تو بس دھونی دو تم کولٹری۔

کنز العباد میں لکھا ہے زاد سے کہ بعد غسل میت کی بدن کو اس کے پونچھ ڈالیں جوں کفن اس کا تر نہ ہو جائے اور حنوط اس کے سر اور داڑھی پر لگا دیں اور کافور اس کے سجدہ کے اعضا پر ملیں اس میں زیادہ تعظیم اور تکریم میت کی ہے مگر یہ خوشبو بھی کافور کفن پہنانے کے بعد لگائیں۔

ہدایہ میں اور کنز العباد میں بھی لکھا ہے کہ میت کے سر اور داڑھی کو شانہ نہ کریں اور ناخن اور بال نہ تراشیں امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ نے منع کیا ہے۔

جوامع الفقہ میں یہ مسئلہ لکھ کر پھر لکھا ہے کہ گر یہ فعل کرے بھی تو پھر اس کے بالوں اور ناخونوں کو اس کے کفن میں رکھ دیں۔

کنز العباد میں زیارۃ القبور سے لکھا ہے کہ غسل لڑکا لڑکی بچوں کا بالغوں جیسا دیں اگر سیانے ہوں یعنی قریب بلوغت کے ہوں اور اگر

بہت ہی بچے طفل ہوں تو ان کو وضو نہ کرادیں فقط غسل دیویں یہی
ینابیع میں لکھا ہے۔

صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ غسل
کے وقت قرآن پڑھیں اور دعا بلند نہ کہیں نرم پڑھیں۔

مسئلہ: جس کپڑے سے میت کا بدن پونچھتے ہیں بعد غسل
کے سو وہ کپڑا پاک ہے اور غسل کے قطرے میت کے اگر غسل دینے والوں
پر پڑیں تو پاک ہیں مگر کوئی نجاست ظاہری نہ ہو یہی کنز العباد میں لکھا ہے۔

کنز العباد میں لکھا ہے خانیہ سے کہ بچوں نابالغوں کو چاہے
لڑکا یا لڑکی ہو جو شہوت کو نہ پہنچی ہو ان کو غسل خواہ عورت یا مرد دے

کنز العباد میں مفاتیح المسائل سے لکھا ہے کہ ایک شخص مرجاوے
اور پانی اس کے غسل واسطے نہ پاوے پس لازم ہے کہ اس کو تیمم دلا کر اور
کفن دے کر نماز اس کی پڑھ کر دفن کردیں اور اگر بعد تیمم اور نماز
کے پہلے دفن سے پھر پانی ہاتھ لگ گیا تو نماز اور غسل کا اعادہ کریں یعنی
غسل دیں اور پھر نماز پڑھیں. امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور ایک
روایت ان سے ہے کہ غسل دیں اور نماز نہ پڑھیں۔

باب دوم کی فصل آٹھویں

میت کو کفن دینے کے ذکر میں

کنز العباد میں لکھا ہے کہ کفن میت کو دینا آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے یعنی جب وے گزرے جبرائیل علیہ السلام معہ ملائک آئے اور ان کو غسل اور کفن دیا اور ان کی اولاد کو کہا ھٰذِہٖ سُنَّتُہ مَوْتَاکُمْ یعنی یہ سنت تمہارے مردوں واسطے کہ قیامت تک جاری رہے گی اس جگہ بھی سنت سے مراد طریقہ کے ہے ورنہ کفن میت فرض کفایہ ہے۔

فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مردہ کو کفن دینا فرض کفایہ ہے

مسئلہ:۔ سنت میت کے واسطے تین ہیں۔
ایک کفنی۔ دوسری پاجامہ تیسری پوٹ کی چادر جس کو لفافہ کہتے ہیں اور کفن فرض کفایہ دو ہیں کفنی اور چادر پوٹ کی اور اگر کفن نیا نہ ہو تو پرانا کپڑا دھو کر کفن دیں تب بھی روا ہے اور پاجامہ اور چادر لفافہ کی یہ دونوں چادر دراز ہوں تا کہ دونوں طرف سے خوب طرح اوپر نیچے سے باندھ لیں اور فراخ اتنی ہوں کہ بدن میت کو خوب طرح چھپالیں۔

مسئلہ: مرد کی کفن میں اعالم واسطے اکثر علماء نے عمامہ باندھنا اچھا لکھا ہے اور بعضوں نے مکروہ لکھا ہے کس واسطے کہ طاق کفن دینا سنت ہے طاق کے معنی اکولڑی کے ہیں یعنی جوڑا نہ ہو پس عمامہ چوتھا کفن ہو جاتا ہے۔ یہ

مسئلہ کفایہ: شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ظاہر روایت میں عالم واسطے بھی عمامہ نہیں ہے لیکن فتاوٰی برہنہ میں لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ عمامہ علماء واسطے مستحسن ہے یعنی بہت اچھا ہے اور طریقہ باندھنے عمامہ کا یہ ہے کہ داہنی طرف سے باندھیں اور شملہ اس کا پیچ دستار پر داہنی طرف سے لپیٹ دیں اور ایک قول میں ہے اس کے منہ پر چھوڑ دیں۔

مسئلہ: اگر کفن سنت کہ مراد تینوں کفنوں یعنی کفنی دونوں چادر ہے میسر نہ ہو تو ایک چادر کہ جس میں پاؤں تک چھپ جاویں کفایت کرتا ہے بہ لاچاری واسطے ہے

مسئلہ: کفنی گردن سے قدم تک آگے پیچھے سے برابر ہو اور کفنی میں نہ جیب ہو اور نہ آستین ہوں بلکہ گریبان ان کا دونوں کاندھوں کی طرف ہو اور وہ کفنی میت کو سر سے پہنا دیں۔

مسئلہ: کفن سنت عورتاں واسطے پانچ کپڑے ہیں ایک کفنی دو چادر اور ایک اوڑھنی اور ایک سینہ بند کفنی اور دونوں چادر تو مردوں جیسی ہوں اور اوڑھنی دو گز لمبی اور ایک بالشت چوڑی ہو اور بعضے اوڑھنی تین گز لمبی اور دو بالشت چوڑی لکھتے ہیں اور یہی افضل ہے اور سینہ بند کا عرض چھاتی سے ناف تک ہو یہ مسئلہ زیلعی میں لکھا ہے لیکن جوہرہ نیرہ میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ سینہ بند بغل سے زانوں تک ہو اور اسی پر عمل ہے علماء الہ آباد کا۔

مسئلہ: لنگی کہ غسل کے وقت مردہ کے بدن پر رکھتے ہیں ڈیڑھ گز لمبی اور دو گز چوڑی ہو اور جس نے اس سے کم زیادہ کیا اس نے ظلم کیا

مسئلہ: عورت کا کفن دو کپڑوں سے کم نہ ہو اور مرد کا کفن ایک سے کم نہ ہو کہ مکروہ ہے مگر بضرورت اور ترکیب کفن پہنانے کی یہ ہے کہ

جب چاہیں کہ میت کو کفن پہنا دیں پس لازم ہے کہ پہلے دونوں چادر پلنگ پر بچھا دیں اور ان پر کفنی پھیلا دیں اس طرح کہ اوپر والا نا کا چن کر سر طرف اکٹھا کر رکھیں اور نیچے والا نا کا چادر پر پھیلا دیں اور سب کفن کو عطر لگا دیں پھر میت کو لٹا دیں اور اوّل اس کو کفنی پہنا دیں اور خوشبو میت کے سب بدن پر ملیں اور کافور اس کے سب اعضا کے سجدہ پر ملیں یعنی پیشانی اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور زانو اور دونوں قدموں پر لگا دیں اور اگر پیشانی اور سینہ پر میت کے کافور سے بسم اللہ لکھ دیں تو وہ مردہ بخشا جاتا ہے، پھر بعد اس کے اوّل بائیں طرف سے پاجامہ کی چادر الٹیں پھر داہنی طرف سے وہ پاجامہ چادر الٹیں اس طرح لفافہ والی چادر اوّل بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے الٹ کر اس کو تین جگہ سے باندھ دیں یعنی سر اور سینہ اور قدم سے باندھ دیں۔

مسئلہ:۔ محیط میں لکھا ہے کہ عورت کو اس طرح کفن دیں یعنی اوّل کفن پہنا کر پھر اس کے سر کے بال باہر آدھی داہنی طرف سے سینہ پر اور آدھی بائیں طرف سے سینہ پر ڈال دیں پھر کفن پر اوڑھنی اڑھا دیں اور اوڑھنی کا کت رہ دونوں طرف سے اس کے آگے ہو پھر پہلے بائیں طرف سے چادر پاجامہ والی اڑھا دیں پھر داہنی طرف سے پھر بعد اس کے سینہ بند کفن کے اوپر سے ایسا لپٹیں کہ دونوں چھاتیاں چھپ جا دیں۔ یہ سب بیان رسالہ زاد الآخرت سے لکھا ہے۔

کشف الغطا میں لکھا ہے کہ اگر کپڑا میسر نہ ہو تو اذخر یعنی خوشبودار گھاس سے میت کا بدن چھپا کر دفن کر دیں اور بعد دفن کے قبر پر نماز جنازہ کی پڑھیں۔

مسئلہ۔ جبکہ کفن پہنا دیں تو اوّل لفافہ کی چادر چارپائی پر یا تخت پر بچھا کر اس کو دھونی صندل یا اگر بتی یا لوبان کی دیں

اور خوشبو اس پر چھڑکیں چادر ازار کی بچھا دیں اس پر بھی اسی طرح دھونی دیں اور خوشبو چھڑکیں بعد اس کے آدھی کفنی ازار پر بچھا دیں اور آدھی سر کی طرف چن کر رکھ چھوڑیں اور اس کو بھی دھونی دیں اور خوشبو دیں، پھر میت عورت اور مرد کو پاک کپڑے سے پونچھ کر حنوط سر اور ڈاڑھی پر لگاویں اور کافور سجدہ کے تمام اعضاء پر لگا کر کفنانے واسطے اٹھا کر چارپائی پر لاویں مگر تہبند باندھے ہوئے اور ستر عورت میت کا چھپاتے ہوئے لاویں پھر اول تو کفنی پھر ازار پھر پوٹ کی چادر میں اس کو لپیٹ کر جس طرح کے پہلے ذکر ہم نے کیا ہے اسی طرح باندھ دیں اور لپیٹنے میں اول بائیں طرف سے شروع کریں پھر داہنی طرف سے تاکہ داہنا کنارا بائیں کنارا کے اوپر آجاوے۔

محیط میں لکھا ہے کہ کفنی کو بعد پہنانے کے سیویں نہیں لیکن ثمرتاش رالا لکھتا ہے کہ کفنی کو بعد پہنانے کے سیدیں۔

مسئلہ جوہر نیرہ میں لکھا ہے کہ خرقہ یعنی سینہ بند عورت کی کفنی کو ظاہر مذہب میں درمیان لفافہ اور ازار کے رکھیں

مسئلہ۔ کنیزک کا کفن مثل بی بی آزاد کے دیں اور خنثیٰ امشکل کا کفن مثل عورت کے دیں خنثیٰ امشکل اس کو کہتے ہیں کہ جس کے عورت اور مرد دونوں کی ستر ہو دیں۔

مسئلہ مراہق جو قریب بلوغت کے ہو اس کو کفن بالغ جیسا دیں اور محرم یعنی احرام والی کو مثل حلال کے۔

مسئلہ۔ بچی چھوٹی کو ایک کفن کافی ہے اور ان کو بھی اگر مثل بالغ کے دیں تو افضل ہے۔

مسئلہ اگر لڑکا لڑکی پیٹ سے مردہ پیدا ہوا ہو تو اس کو ایک کفن میں لپیٹ کر گاڑ دیں زندوں جیسا کفن نہ دیں

جیسے کسی کا ہاتھ پاؤں زندہ کاٹ دیا گیا ہو تو اس کو بھی کپڑا لپیٹ کر دفن کر دیں ویسا ہی اس کا حکم ہے۔

مسئلہ: نیا پرانا کپڑا کفن میں برابر ہیں مگر پرانا دھو کر دیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث ہے ابوبکرؓ کو ان کے پرانے کپڑے دھو کر جو کہ ان کے بدن میں تھے کفن دیا تھا۔

مسئلہ: سفید کفن دینا مستحب ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لباس بناؤ تم زندوں مردوں اپنوں کا سفید کہ اچھا ہے اور افضل لباس ہے۔

مسئلہ: رنگین کپڑے چھال کے رنگ کا کفن درست ہے۔

مسئلہ: مرد کو جو لباس درست ہے حالت زندگی میں وہ بعد موت کے بھی درست ہے کفن دینا اس کا اور جو حرام ہے اور مکروہ پہننا اس کا زندگی میں اسی طرح کفن حرام اور مکروہ ہے کفن دینا اس کا یہی حکم عورت واسطے ہے۔

مسئلہ: مرد کو ریشمی اور زرد رنگ اور سرخ رنگ کا کفن دینا مکروہ ہے جیسے کہ حالت زندگی میں مکروہ تھا اور عورت کو درست ہے۔

مسئلہ: اگر مکروہ لباس کے سوائے اور کپڑا نہ ملے تو ایک کفن ایسے کپڑے کا لاچاری واسطے دینا درست ہے۔

مسئلہ: مرد کو کفن ایسے کپڑے کا دیں جو جمعہ و عیدین کو پہن کر نکلتا تھا اور عورت کو ایسا کفن دیں کہ پہن کر اپنے ماں باپ کے گھر جاتی ہو اور ان دو جگہ مراد اچھی کفن سے ہے۔

مسئلہ: مرد کا کفن اس کے مال سے دیں اگر اس کے مال نہ ہو تو اس کو وہ کفن دے کہ جس پر زندگی میں اس کو نفقہ دینا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ جورو اگر غنی نہ ہو تو اس کو اس کا خاوند کفن دے کہ اس پر واجب ہے اس کے مال سے ہی کفن دیں اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگرچہ جورو مالدار ہو تب بھی خاوند ہی کفن دے کیونکہ زندگی میں بھی اس پر کپڑے دینے واجب تھے۔

کنز العباد میں خانیہ سے لکھا ہے کہ میت کو کفن مثل اس کے دیں اور مراد مثل سے اس جگہ یہ ہے کہ اس کی زندگی پر خیال کریں کہ حالتِ زندگی میں کیسے کپڑے پہنتا تھا واسطے نماز جمعہ اور عیدین کی پس اگر میسر ہو تو ویسا ہی کفن اس کو دیں۔

ھدایہ میں لکھا ہے کہ سنت کفن مردوں کے تین ہیں ازار اور قمیص یعنی کفنی اور لفافہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی تین کپڑے دئے تھے سفید رنگ کے شہر سحولیہ کی بنی ہوئی اور وہ سحولیہ شہر ملک یمن میں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سحولیہ شہر ہی کے سفید کپڑے پہنا کرتے تھے اور اگر دو کفن مرد کو دیں ازار اور لفافہ تب بھی درست ہے کیونکہ یہ کفن بھی فرض کفایہ ہے لیکن تین کفن افضل اور سنت ہیں اور حضرت ابو بکرؓ کو بھی بموجب وصیت انکی دو کفنی دئے تھے سو وہ بھی پرانے اور دھلے ہوئے انکے مستعمل کپڑے تھے۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کری تھی کہ اِغْسِلُوْا ثَوْبَیَّ ھٰذَیْنِ وَکَفِّنُوْنِیْ فِیْھِمَا وَلِاَنَّہٗ اَدْنٰی لِبَاسُ الْاَحْیَاءِ یعنی دو دھوؤ تم یہ دو کپڑے میرے اور کفن دو مجھ کو ان میں کیونکہ ادنیٰ لباس زندوں کا یہی ہے اور ازار و لفافہ برابر ہو سر سے قدم تک اور قمیص یعنی کفنی گردن سے قدم تک ہو کنز العباد میں لکھا ہے کہ عورتوں کو سنت کفن پانچ ہیں اور کفن کفایہ تین ہیں سنت تو ازار اور لفافہ اور کفنی اور دامنی یعنی اڑھنی اور سینہ بند اور فرض کفایہ کفن عورتوں کو ازار اور لفافہ اور اڑھنی ہیں ان تینوں کفنوں سے کم کفن دینا عورتوں کو مکروہ ہے اور مرد کو ایک

کفن سے کم دینا مکروہ ہے لِاَنَّہٗ مُصْعَبُ بْنُ عُمَرٍ حِیْنَ اُسْتُشْہِدَ کُفِّنَ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّھٰذَا کَفَنُ الضَّرُوْرَۃِ، کذا فی کنز العبادہ یعنی مصعب بن عمر جس وقت شہید کیئے گئے ایک کپڑے میں تھے اور اسی کپڑے میں دفن کیئے گئے۔

اور منافع سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ وَالْخِرْقَۃُ ثَوْبٌ یَاخُذُ مِنْ رُکْبَتِیْھَا اِلٰی صَدْرِھَا وَتَکُوْنُ فَوْقَ الْاَکْفَانِ حَتّٰی لَا یَنْتَشِرَ عَلَیْھَا الْکَفَنُ۔ ترجمہ خرقہ ایک لباس ہے جو سینے سے گھٹنے تک ہوتا ہے جو اندر کے کپڑے کو چھپالیتا ہے۔

یعنی خرقہ وہ کپڑا ہے کہ لیا جاتا ہے زانو عورت سے لے کر سینہ اس کے تک اور ہوتا ہے وہ خرقہ کہ مراد دامنی سے ہے اُوپر سب کفنوں کی تا نہ پھیل جاویں اُپر اس کے کفن یعنی دامنی عورت کے سینے کفنوں کے اُپر باندھتے ہیں جو اس کا کفن پھیل اور اُتر نہ جاوے۔

خانیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ اگر مال دار میت ہے تو کفن سنت دے یعنی مرد کو تین اور عورت کو پانچ اور اگر مسکین ہے تو کفن فرض کفایہ دے یعنی مرد کو دو اور عورت کو تین اور اگر بہت ہی لاچار ہے تو جو کچھ ہو سکے ویسا دے۔

جامع صغیر خانی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مراہق جو کہ قریب بلوغت کے ہو تو ان کو کفن بالغ جیسا دیں لڑکا ہو یا لڑکی ہو اور بہت ہی طفلک ہوں کہ حد شہوت کو نہ پہونچے ہوں تو ان کو افضل تو یہ ہے کہ بالغ جیسا کفن دیں اور اگر ایک کفن دیں تب بھی روا ہے کیونکہ اس کے بدن کو حکم عورت کا نہیں جیسے کہ حالت زندگی میں نہ تھا۔

ینابیع سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ جو لباس مرد عورت پر حالت زندگی میں حلال تھا اسی لباس کا کفن بعد موت کے دینا دونوں کو جائز اور حلال ہے لیکن افضل یہی ہے کہ سفید رنگ ہو خواہ نیا ہو خواہ دھویا

ہوا کہنہ ہو۔

مفاتیح المسائل سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ جس پر نفقہ دینا دُنیا میں حالت زندگی میں واجب تھا اسی پر کفن دینا واجب ہے جیسے کہ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ قرابت کے سبب سے لیکن ان کی اولاد پر واجب نہیں اور سراجیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مرد کا کفن عورت پر واجب نہیں اور عورت کا کفن مرد پر واجب ہے اگرچہ عورت مالدار ہوے خلاف امام محمدؒ کے

مسئلہ: خانیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ اگر مسجد میں کوئی مسافر مرجاوے اور اس کے پاس کوئی مال نہ ہو پھر کوئی شخص محلہ اور شہر میں پھر کر پیسے اور درہم مانگے جمع کرے اسی کفن کے واسطے پھر اگر ان پیسوں سے کچھ بچ جاوے تو جس سے لیا ہو اس کو دیدے اگر جانتا ہو تو نہیں تو للہ اور بھوکوں کو دیدے۔

صلوۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ جنازہ اُپر مرد کے ایک چادر اور ڈالیں اور عورت کے جنازہ پر نعش رکھیں واسطے پردہ کے نعش کے معنی لغت میں نون کے زبر اور بڑے شین سے جنازہ کے ہیں لیکن اس جگہ مراد اس پردہ سے ہے کہ چارپائی جنازہ عورت کے اوپر جال کے یا اور کسی درخت کی لکڑیاں باندھ کر اس پر چادر ڈال لیتے ہیں۔

فتاوی برہنہ میں لکھا ہے کہ شرح مختصر وقایہ سے لکھا ہے کہ کفن پہنانے کے وقت دونوں ہاتھ میت کے دونوں طرف سے سیدھے رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ رسم کفار کی ہے۔

مسئلہ: جو بچہ کہ پیدا ہو اور آواز کرے یا سانس لے پھر مرجاوے تو لازم ہے کہ نام رکھیں اور غسل دیں اور نماز اس کی پڑھیں اور اگر مرا ہوا ہو تو افضل یہ ہے کہ نام رکھیں اور غسل کفن دیں مگر نماز

نہ پڑھیں اور اگر کچا پیٹ عورت کا نکل جاوے تو لازم ہے کہ اس کا نام رکھیں
اور غسل کفن دیں مگر نماز نہ پڑھیں اور اگر اعضا اس کے تمام نہ ہوے
اور علامت مرد عورت کی بھی نہ ہو تو اس کا ایک نام مرد کا ایک عورت کا
رکھیں۔
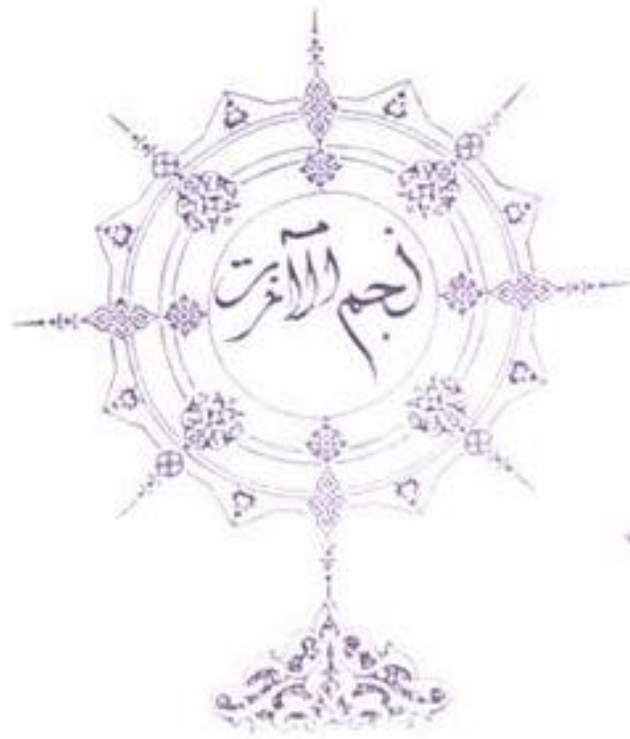
بابِ دوم کی فصل نویں

احکام شہادت کے ذکر میں

جان اے عزیز اہل اسلام میں بعد درجہ نبوت کے شہادت سے افضل درجہ اور کچھ نہیں ہے اور آیات حدیثات بہت سی فضیلت شہادت میں آئی ہیں اگر تمام لکھوں تو خوفِ طوالت کتاب کا ہے ازانجملہ ایک حدیث لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شہیدوں کا درجہ پیغمبروں سے بھی پانچ چیزوں میں زیادہ ہے بلکہ مجھ کو بھی وہ درجہ نہیں۔

اول۔ روح ان کی اللہ تعالیٰ اپنے ید قدرت سے بے واسطے ملک الموت کے لیتا ہے اور انبیا کی جان ملک الموت کے ذریعہ سے لیتا ہے۔

دوسرے۔ غسل

تیسرے۔ کفن انبیا کو دیتے ہیں اور شہیدوں کو نہیں۔

چوتھے۔ انبیا کو فرمایا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ یعنی اے محمد علیہ السلام تو بھی میت ہے اور دوسرے انبیا بھی تمام میت ہیں اور شہدا کے حق میں فرمایا بَلْ اَحْیَاءٌ یعنی بلکہ زندہ ہیں وہ شہید

لوگ جو راہ خدا میں مارے گئے ہیں۔

پانچویں۔ ہر پیغمبر قیامت کو شفاعت گناہ گاروں کی کراوے گا اور یہ ہر روز کرتے ہیں اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شہید وقت شہادت کے اسی وقت بہشت میں داخل ہوتے ہیں اور باقی تمام مومناں قیامت کو داخل ہوں گے۔ مگر اب سن کہ صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ شہید دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو حکمی اور دوسرے حقیقی اما شہید حکمی تو وہ ہوتا ہے کہ جس کو درجہ شہادت کا آخرت میں ملے گا لیکن دنیا میں اس کی تجہیز تکفین اور غسل مثل سب مردوں مسلمانوں کے کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک ان کو درجہ اور ثواب شہادت کا ملتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

اوّل۔ جو شخص کہ دیوار یا حویلی کے نیچے دبکر مر جاوے۔

دوسرے۔ پانی میں ڈوب کر مر جاوے خواہ کنواں ہو یا تالاب ہو مگر اگر جان کر اپنے اختیار سے کنویں میں پڑکر مر جاوے تو حرام موت مرتا ہے اور خدا کے نزدیک اس کو عذاب ہو گا۔

تیسرے۔ آگ میں جل کر مر جاوے

چوتھے۔ علم پڑھتا ہوا مر جاوے

پانچویں۔ پیٹ کے درد سے مر جاوے

چھٹے۔ سفر میں مر جاوے

ساتویں۔ ایک روایت میں ہے کہ کنواری لڑکی مر جاوے تو اس کو بھی شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ ان سب ساتوں شہیدِ حکمی کو غسل اور کفن بھی دیں۔

در مختار میں لکھا ہے کہ شہید آخرت کی یہ ہیں کہ

ڈوبا ہوا، جلا ہوا، مسافر، دب کر مرا ہوا، مبطون یعنی پیٹ کے درد سے یا پیٹ پھول کر ہیچس ہو کر مرے، ذات الجنب سے مرے، وبا میں مر جاوے، عورت جاپے میں مر جاوے، جمعرات کو مرے، طالب علم مرے اور علامہ سیوطی رح نے یہ شہید آخرت تیس نفر شمار کئے ہیں۔

حاشیہ مالابد منہ میں لکھا ہے کہ شہید آخرت یہ ہیں:۔
غریق، حریق، مسافر، عاشق عفیف، دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا ہیچس والا، استسقا والا، سل، طاعون، ذات الجنب، جمعرات یا جمعہ کو مرنے والا، طالب علم اور زچہ عورت یہ سب بیان جامع الرموز میں لکھا ہے اور سورت ملک جو شخص کہ بعد نماز عشا کی پڑھے شہید آخرت ہے اسی طرح سے علماء اور صلحا زندوں مردوں کی زیارت کو کوئی جاوے اور مر جاوے اور اسی طرح خدا کی عبادت اور مجاہدہ محنت میں یا حج کو جاتا تھا راہ میں مر جاوے شہادت کا درجہ ملتا ہے اور شہید حقیقی وہ ہے جو کہ دشمن کے ہاتھ کے ہتھیار سے مارا جاوے پس اس کو غسل اور کفن نہ دیں اسی کپڑوں خون کے بھرے ہوئے میں بغیر غسل کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔

شہید حقیقی بھی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو شہید اکبر یعنی بڑا شہید اور ایک شہید اصغر یعنی چھوٹا شہید ان دونوں کو گاڑنے پورنے غسل میں تو ایک سا حکم ہے مگر خدا کے نزدیک درجہ شہید اکبر کا بڑا ہے۔

شہید اکبر وہ ہے کہ جو خدا کی راہ میں دین واسطے مارا جاوے جیسے کہ کافروں حربیاں سے دین واسطے جہاد کیا اور ان کے ہاتھ سے مارا گیا یا ان کے معاونوں مسلمانوں یا غنیان کے ہاتھ سے مارا گیا یا مسئلہ دین کا کہا تھا اور ظالموں نے اس کو شہید کیا۔

شہید اصغر وہ ہے اپنے دنیا کہ مال یا جان واسطے یا عورت بچوں

ملک زمین واسطے مارا جاوے۔ ان سب کو غسل نہ دیں اور کفن نہ دیں نماز جنازہ ان کی پڑھ کر دفن کر دیں، مگر امام شافعیؒ کے نزدیک نماز بھی نہیں پڑھتے ہیں کیونکہ نماز واسطے مغفرت کے ہے اور شہید تو خود بخشا ہوا ہے مگر ہمارے مذہب حنفیہ میں ہے کہ نماز پڑھے کیونکہ خدا کی بخشش کا ہر کوئی محتاج ہے۔

مسئلہ:۔ جو مسلمان عورت مرد عاقل بالغ پاک ناحق مارا جاوے، اس طور سے کہ اس کے مرنے میں قصاص یعنی بدلہ لینا واجب ہو تو وہ شہید حقیقی ہے اور اگرچہ وہ بدلہ لینا کسی جہت سے پھر ساقط ہو جاوے جیسے کہ بیٹی کو باپ نے مار ڈالا باپ پر سے قصاص بسبب حق باپ ہونے کے ساقط ہو جاتا ہے یا مثل اس کے اور کوئی صورت ہو اور وہ مرتث بھی نہ ہو مرتث کے معنی آگے آئیں گے۔ یا کسی کو کسی طور سے باغیاں حربیاں یا رہزنوں نے مار ڈالا ہو پایا گیا ہو میت ان سب کی لڑائی میں اور ان میں کوئی قتل کی نشانی موجود ہے جیسے نکلتا خون کا آنکھ سے اور کان سے یا تازہ خون کا نکلنا حلق سے یا زخم ظاہر ہوا اس کے بدن پر تو ان سب کو شہید کامل کہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر حلق سے خون جما ہوا نکلے یا ناک سے نکلے یا جا ضرور یا پیشاب کے مقام سے نکلے تو شہید کامل نہیں ان سب کو غسل کفن دیں۔

مسئلہ:۔ حکم شہید کامل کا یہ ہے ہتھیار اور موزی اور جو چیز بھی قابل کفن کے نہ ہو اس کے بدن سے دور کریں اور بغیر غسل ویسے ہی خون آلودہ کپڑوں سمیت نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں بشرطیکہ کپڑے اس کے موافق سنت کے ہوں یعنی مرد کے لئے تین کپڑے اور عورت کو پانچ کپڑے جیسے کہ پہلے ہم کفن کے ذکر میں لکھ چکے ہیں اور اگر کفن سنت سے شہید کے بدن پر کپڑے زیادہ ہوں تو کم کر دیں اور جو کم ہوں

تو بڑھا دیں تا کہ کفن موافق سنت کے ہو جاوے۔

مسئلہ:۔ بالغ، عاقل، پاک یہ تینوں باتوں کا ہونا امام اعظمؒ کے نزدیک شرط شہادت کے ہے۔ پس اگر بچہ یا دیوانہ یا جنب مرد یا حیض نفاس والی عورت ماری جاوے تو ان سب کو غسل کفن دیں مگر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ شرطیں نہیں ہیں تو ان کے نزدیک ان کو بھی غسل اور کفن نہ دیں بلکہ حکم ان کا بھی شہید کامل ہے۔ ان دونوں کے نزدیک

مسئلہ:۔ اگر باپ نے بیٹے کو مار ڈالا یا کسی اور نے مار ڈالا تھا۔ کسی کو ناحق اور اس کے باپ نے اس کا خون مفت بخش دیا یا خون بہا لے کر بخش دیا تو بھی حکم شہید کامل کا اس پر جاری کیا جاوے گا۔ اگرچہ قصاص اس کا گیا۔

مسئلہ:۔ جو مسلمان کہ مقتول پایا گیا شہر میں یا گانوں میں ایسی جگہ کہ وہاں کے مقتول پایا جانے میں دیت واجب ہوتی ہے جیسے کہ مسجد جامع میں یا شارع عام میں کہ جہاں کہ سب خاص و عام جاتے ہوں یا مارا گیا ہو گناہ یا قصاص میں یا تعزیر میں یا کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو یا زخمی ہو کر مرتث ہو گیا تو ان سب صورتوں میں غسل اور کفن ان سب کو دیا جاوے گا۔

مرتث اس کو کہتے ہیں کہ جو لڑائی ہونے کے بعد اس قدر جیا کہ اس نے کچھ کھایا پیا یا معالجہ کیا اگرچہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو یا کچھ دنیا کی وصیت کری یا خرید و فروخت کی یا کلام دنیا کا بہت کیا یا جنگ کی جگہ سے خیمہ میں اٹھ آیا یا اٹھایا گیا لڑائی میں سے اور اس کو ہوش تھا پھر راہ میں مر گیا یا خیمہ تک پہونچ کر یا ایک مکان سے اٹھ کر دوسرے مکان کو چلا گیا اور گھوڑے ٹٹو وغیرہ سے اس کے دبنے کا کچھ خوف

خطر بھی نہ تھا تو ان سب صورتوں میں وہ مرتث ہوتا ہے اس کو غسل وکفن دیا جاوے گا مگر بشرطیکہ لڑائی ہو چکنے کے بعد یہ سب حرکتیں پائی جاویں اور اگر لڑائی ہنوز قائم تھی اور اس کی کوئی حرکت ان میں سے پائی گئی تو وہ مرتث نہیں ہوتا ہے اور مخل شہادت کاملہ کا نہیں ہوتا ہے پس غسل وکفن نہ دیا جاوے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کسی مسلمان نے جہاد میں قصد کیا کافر حربی کے مارنے کا کسی ہتھیار سے پس اتفاقاً وہ حربہ اس آدمی کے لگ گیا اور مر گیا تو اس کو غسل وکفن دیا جاوے گا لیکن وہ شہید آخرت کا ہی ثواب پانے میں جیسے کہ مجنوں یا نابالغ یا جنبت یا حیض ونفاس والی یا مرتث یا وہ شخص کہ دیوار سے دب کر مر گیا یا پانی میں ڈوب کر مر گیا علیٰ ھذا القیاس۔ سیوطی نے تینتیس مرد شہید آخرت کے گنے ہیں تو ثواب پانے میں شہید ہیں ورنہ غسل سب کو دیا جاوے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی مسلمان چوری کرنا یا دھاڑا کرنا یا باغی ہو کر مارا جاوے اس کی نماز جنازہ کی پڑھیں۔

مسئلہ:۔ اگر کافر نے گھوڑا یا اور چارپایہ مسلمان پر چلایا اور چارپایہ نے مسلمان کو مار ڈالا یا مسلمان کو زخمی کر کے پانی میں ڈبویا یا آگ میں جلا دیا یا زخم دیکر اوپر سے ڈال دیا یا دیوار اس پر گرا دی یا بارود یا لکڑی جلا کر مسلمان پر ڈالدی اور وہ مر گیا یا پانی بہتا ہوا بہت اس کی طرف روانہ کیا اور ڈبو دیا۔ ان سب صورتاں میں شہید ہوا۔ یہ عالمگیری میں کافی سے لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مسلمان نے مسلمان کو ظلم سے مار ڈالا وہ بھی شہید ہے

مسئلہ:۔ عالمگیری میں لکھا ہے کہ پوستین اور روئی دار کپڑا ٹوپی اور موزہ اور ہتھیار شہید کے بدن سے سب اتاریں سوائے کفن سنت کے موجب کچھ نہ چھوڑیں۔

جامع الرموز سے فتاوی برہنہ میں لکھا ہے کہ شہید کو نہ دھویں مگر اس
کے بدن پر پلید لگی ہو تو اس کو دھو ڈالیں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی حالت جنابت میں مارا جاوے تو اس کو غسل کفن دیں۔
صلوات مسعودی میں لکھا ہے کہ شہید حقیقی وہ ہی ہے کہ بسبب تن
اور جان و مال اور فرزند اور عورت کے یا بسبب حمایت دین کی صف کفار
میں مارا جاوے ان کو نہ دھوویں اور امام شافعیؒ کے نزدیک نماز بھی نہ
پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا ہے ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ از راہ
ثواب کے زندہ ہیں اور حقیقت میں مردہ ہیں کیونکہ حکم مردہ کا اس
پر ثابت ہے مثل حصہ کرنا مال ان کے اور خاوند کرنا عورتاں ان کی کا
اور خواجہ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ شہید حقیقی کو بھی غسل دیں کیونکہ حضرت
حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وقت شہادت کے رسول علیہ السلام نے غسل دیا
تھا اور رسول علیہ السلام نے نماز معہ صحابہ کرام کے ان پر پڑھی تھی۔

ہمارے علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ حنظلہؓ کو جنابت تھی اتنے میں
رسول علیہ السلام نے آواز دی کہ سوار ہو و تمام ر دشمنان خدا سے جنگ کرو تم
حنظلہؓ غسل نے نہیں پاتھے اس نے کہا کہ اگر غسل کروں گا تو خدا اور رسولؐ کے حکم
میں تاخیر پڑ جاوے گی اور گنہگار ہو جاؤں گا اس طرح بغیر غسل کے ساتھ
ہو گئے اور شہید ہو گئے اس واسطے ان کو غسل دیا تھا۔

باب دوم کی فصل دسویں

احکام جنازہ لے جانے کے ذکر میں

جان اے عزیز جنازہ میت کا چار مرد اٹھاویں یہی سنت ہے دو مرد آگے، دو پیچھے ہوں اور جنازہ کو اپنے داہنے کندھے پر آگے والے اور بائیں پر پیچھے والے رکھیں اور میت کا سرہانہ آگے رکھیں اور حدیث میں آیا ہے۔ قال علیہ السلام مَنْ حَمَلَ جَنَازَۃً غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَۃٍ کَبِیْرَۃً۔ یعنی جو شخص کہ اٹھادے جنازہ کو بخش دیتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ساتھ ہر قدم کے گناہ کبیرہ اس کے۔

مسئلہ:۔ اگر بچہ بچی چھوٹی ہوں تو اس کو ایک مرد اپنے ہاتھ میں اٹھا کر لے جاوے تو ڈر نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر جنازہ اٹھانے واسطے اور قبر کھودنے واسطے کوئی مزدوری لے تو کوئی ڈر نہیں لیکن غسل میت کے مزدوری نہ لے اور ایک قول میں وہ بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ اٹھانے میں اور لے جانے میں شتابی کریں لیکن زیادہ دوڑے نہیں اور جنازہ کے ساتھ شمع جاشنا اور پھول جنازہ پر

پہننا بدعت ہے اور اگر رات اندھیری ہو تو شمع اور مشعل چاہنا درست ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے آگے چلنے سے مگر تمام لوگوں کا چلنا آگے مکروہ ہے بعضے آگے چلیں بعضے پیچھے چلیں تو روا ہے مگر سب کو آگے چلنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جاوے تو درست ہے مگر پیادہ چلنا افضل ہے اور یہ روا ہونا تو اس وقت ہے کہ اچھا بھلا تندرست سوار ہو کر جاوے اور لاچار بیمار ہو یا جسیم ہو کہ پیادہ نہ چل سکے تو اس کو بطریق اولیٰ جائز ہے سوار ہو کر چلنا۔ مگر اگر سوار ہو کر چلے تو جنازہ کے پیچھے چلے کہ آگے سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے۔

ذخیرہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ نزدیک جنازہ سوار ہو کر آگے چلنا مکروہ ہے اور اگر دور فاصلہ سے چلے تو آگے بھی چلنا مکروہ نہیں کیونکہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ حضرت امام اعظمؒ جنازہ کے آگے آگے سوار جاتے تھے دور دور پر ٹھہر جاتے تھے جبکہ جنازہ نزدیک پہونچتا پھر روانہ ہوتے۔ یہ سب بیان فتاویٰ برہنہ سے لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ مستحب یہ ہے کہ چپکے چپکے جنازہ کے پیچھے چلے کیونکہ یہ وقت عبرت کا ہے اور اگر دعا یا ذکر خدا کا کرتا چلے تو آہستہ کرے حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جنازہ دیکھ کر یا سن کر یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا وہ دعا یہ ہے۔ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ

مسئلہ:۔ مکروہ ہے آواز سے ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا جنازہ

کے ساتھ لیکن دنیا کا ذکر کرنا اور ہنسنا بہت منع ہے یہ سب بیان فتاویٰ برہنہ سے لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ زاد الآخرت میں لکھا ہے کہ عورت کے اٹھانے واسطے علما نے تابوت بہت اچھا رکھا ہے۔ مرد واسطے تابوت ضروری نہیں مگر بضرورت بارش کے یا کمال سردی گرمی یا نرم زمین کے مرد کو بھی تابوت میں رکھنا اچھا ہے۔

مسئلہ:۔ سنت ہے جنازہ اٹھانے واسطے مرد کا ہونا اس طرح پر کہ نعش کی چارو پائے چار آدمی اس طرح اٹھاویں کہ پہلے سر کی طرف سے داہنے کاندھے پر دس قدم تک جنازہ لے کر چلے پھر پانو کی طرف سے باویں کاندھے پر دس قدم تک لے جاوے اور یہی ضروری ہے ھدایہ میں یوں ہی لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اپنے کاندھے پر چالیس قدم جنازہ کو اٹھا کر لے جاوے اس کے چالیس گناہ کبیرہ بخشے جاویں یہی کافی میں لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ اٹھا کر جلد چلیں مگر اس طرح چلیں کہ مردہ کو جنبش نہ ہو۔ یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے اور اگر کوئی آگے چلیں تو دور دور چلیں۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے ساتھ جانا نماز نفل سے افضل ہے یہی بحر الرائق میں لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ امام محمدؒ نے امام اعظمؒ سے مؤطا میں روایت کری ہے کہ جنازہ کے آگے حضرت ابو بکرؓ چلے جاتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے جاتے تھے ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ دے

دونوں یار تو آگے جنازہ کے جاتے ہیں اور تم پیچھے جاتے ہو، فرمایا خدا رحمت کرے ان دونوں پر انھوں نے تمہارے واسطے آسان کردیا اور تم کو جائز ہوگیا آگے بھی چلنا لیکن پیچھے چلنا افضل ہے۔

عالمگیری، درمختار اور بحر الرائق وغیرہ میں بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی بوڑھا یا بیمار عذر والا جنازہ کے ساتھ سوار ہوکر چلے تو جائز ہے۔

خانیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے۔

لَابَاسَ بِالرُّکُوْبِ فِی الْجَنَازَۃِ وَالْمَشْیُ اَفْضَلُ وَیُکْرَہُ اَنْ یَّتَقَدَّمَ الْجَنَازَۃَ رَاکِبًا یعنی کچھ ڈر نہیں سوار ہوکر چلنا جنازہ کے ساتھ اور پیادہ چلنا افضل ہے اور مکروہ ہے آگے جنازہ کے سوار ہوکر چلنا۔

فتاویٰ تیمیہ میں ہے کہ جنازہ پر چلتے وقت کلام اللہ پڑھنا یا یہ کہنا کہ ہر زندہ کو مرنا ہے اور ایسی باتاں کرنا بدعت ہے اور امام یوسف کہتے ہیں کہ مطلق کلام کرنا مکروہ ہے اور چپکا چلنا مستحب ہے۔

مسئلہ: عورت کو جنازہ کے ساتھ جانا نہ چاہئے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت نوحہ کرتی ہوئی جنازہ کے ساتھ جاوے تو اس کو منع کریں اور اگر وہ نہ مانے تو مجبور اور لاچار ہیں۔

مسئلہ: جنازہ کو دیکھ کر تعظیم کی راہ سے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر ساتھ جانے کی نیت سے اٹھے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: ملتقط میں ہے کہ اگر جنازہ کے ساتھ کھانا لیجاوے تو اس کا کھانا حلال ہے۔

مسئلہ: اگر کھانا خاص جنازہ کے اٹھانے والوں کے واسطے یا قبر کھودنے والوں کے واسطے لے جاوے تو سوائے ان کے اور کسی کو کھانا درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ ملتقط سے کنز العباد میں لکھا ہے عود سوز میں خوشبو رکھ کر جنازہ کے ساتھ لے جانا منع ہے۔

مسئلہ:۔ قبر پر آگ جلانا منع ہے لیکن اگر مردہ کے نکالنے والوں جانوروں یا موذیات کا ڈر ہو تو اس جگہ آگ جلانا درست ہے۔

مسئلہ:۔ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ جنازہ اٹھانے کی اجرت لینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھیں بیٹھنا منع ہے اور بعد جنازہ رکھنے کا ڈر نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ جب تک مردہ کو دفن نہ کریں نہ بیٹھیں۔

مسئلہ:۔ محیط میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے چلا جانا درست نہیں ہے اور بعد نماز کے وارثِ میت سے اذن (اجازت) لے کر جاوے اور بعد دفن کے اذن کی حاجت نہیں۔

مسئلہ:۔ جنازہ اس طرح سے لے جاوے کہ مردہ کو چارپائی یا تخت وغیرہ پر لٹا کر اس کے چاروں کونے چار مرد کندھوں پر رکھ کر لے چلیں کہ اس طرح سنت ہے مگر ضرورت کے واسطے اگر چار سے کم ہو تو جس قدر میسر ہوں جائز ہے جیسے راہ تنگ میں اگر دو آدمی لے کر چلیں تو درست ہے۔

مسئلہ:۔ جس وقت کہ جنازہ لے کر چلیں تو مستحب ہے کہ اول دس دس قدم چاروں طرف سے لیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس وقت جنازہ اٹھا دیں تو ایک شخص اٹھانے والوں میں سے اپنے داہنے مونڈھے پر جنازہ کے داہنی طرف کے سراہنے کو رکھ کر دس قدم گن کر چلے پھر ایسے ہی پیروں کی طرف سے اول اپنے داہنے مونڈھے پر داہنا پایہ رکھ کر دس قدم گن کر چلے پھر بائیں طرف سے بائیں کندھے پر بایاں پایہ سراہنے کا رکھ کر دس

قدم گن کر چلے پھر پانو کی طرف سے بانیا پایہ بانویں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے یہ سب چالیس قدم ہوئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چالیس قدم جنازہ لے کر چلے چالیس گناہ کبیرہ اس کے بخشے جاتے ہیں بس لازم ہے کہ اس ترکیب سے ہر وائی پیچھے چالیس قدم لیجاوے۔

مسئلہ:۔ ارتھی پر جنازہ لے جانا منع ہے بسبب مشابہت ہنود کے اور جنازہ جلد لے جانا سنت ہے مگر گُدلاتے تے نہ لیجاویں

مسئلہ:۔ داہنے بادیں طرف جنازے کے نہ چلیں بلکہ آگے پیچھے چلیں مگر پیچھے چلنے میں افضلیت ہے۔

مسئلہ:۔ سوار ہو کر چلنا جنازہ کے آگے دور دور اس قدر کہ اس کی گرد و غبار کسی پر نہ پڑے روا ہے! اور سوار ہو کر ساتھ چلنا نزدیک نزدیک جنازہ کے مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کو مونڈھوں اور گردن پر ڈال کر لے جانا یعنی بغیر چارپائی کے جیسے کہ جانور مردہ کو لے جاتے ہیں مکروہ ہے۔

فتاوی عالم گیری میں قاضی خاں سے لکھا ہے کہ سوار ہو کر آگے چلنا مکروہ ہے پیچھے چلنے کا ڈر نہیں۔

مسئلہ:۔ جنازہ دیکھ کر جنازہ کے لیے کھڑا ہونا منع ہے مگر جو ارادہ کرے اس کے ساتھ چلنے کا درست ہے ایسے ہی نماز پڑھنے کی جگہ میں کوئی ہو تو جنازہ دیکھ کر نہ اٹھے جب تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھدیں اور ایسے ہی جبکہ جنازہ قبر کے پاس پہونچ چکے تو جبتک کہ جنازہ کو کندھے سے زمین پر نہ رکھدیں اس کے ساتھ والے نہ بیٹھیں۔

مسئلہ:۔ بغیر پڑھے نماز کے جنازہ چھوڑ کر چلا جانا منع ہے اور نماز پڑھ کر بغیر اذن چلا جانا درست ہے مگر جس کے چلے جانے میں لوگوں کو اور اقربا میت کو وحشت ہو تو اس کو جانا نہ چاہیئے ان کی رعایت کرنا مناسب

ہے اور اگر جاوے تو اذن لے کر جاوے جوں ان کو وحشت نہ ہو۔

مسئلہ:۔ کشف الغطا میں لکھا ہے کہ نماز سے پہلے اگر جنازہ کے ساتھ ہو تو بغیر نماز پڑھے نہ جاوے اور اگر بعد نماز کے چند قدم ساتھ چلے جیسے کہ عوام چند قدم ساتھ ہو لیتے ہیں تو بغیر دفن کے نہ جاویں اگرچہ میت کا وارث اذن بھی دیدے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے ساتھ والے اپنے دلوں میں خدا کا خوف کرتے ہوئے اور اپنی موت و گناہ کو یاد کرتے ہوئے اور غمناک صورتاں بناتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے چلیں اور دنیا کی باتاں کرنا اور ہنسنا اس جگہ منع ہے بلکہ اکثر خاموش رہیں بے ضرورت بات نہ کریں۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے کلمہ، درود، قرآن یا ذکر الٰہی پکار کر کرنا مکروہ تحریمہ ہے جیسے کہ اس زمانے میں عادت عوام الناس کی ہے اور اکثر آدمی اس مسئلہ سے بے خبر ہیں علماء کو لازم ہے کہ لوگوں کو منع کریں مگر حنفیہ ذکر کریں تو ڈر نہیں یہ مسئلہ حنفیوں کے نزدیک ہے مگر امام شافعیؒ کے نزدیک ذکر کرنا آواز سے درست ہے۔

مسئلہ:۔ عورتاں کو جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے اور اگر جاویں تو منع کریں۔

مسئلہ:۔ ماتم میں سیاہ لباس کرنا اور آواز سے رونا اور گریبان چاک کرنا اور منہ جھروٹنا اور سینہ اور سر اور منہ اور زانوں پر طمانچہ مارنا حرام ہے مگر آنسوؤں سے رونا اور دل سے غم کرتے کا کچھ ڈر نہیں کہ کہ رسول علیہ السلام اور صحابہ کرام بھی روئے ہیں۔

بابِ دوم کی فصل گیارہویں

نماز جنازہ پڑھنے کے ذکر میں

فتاویٰ حجتہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ جنازہ جیم کی زیر سے اس چارپائی میت کو کہتے ہیں کہ جس پر مردہ کو لے جاتے ہیں اور جنازہ جیم کی زبر مردہ کو کہتے ہیں یہی ترغیب الصلوٰۃ میں لکھا ہے۔

منافع سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ملائکوں کو حکم خدا سے اپنے ساتھ لا کر آدم علیہ السلام کو غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھی اور ان کی اولاد کو کہا کہ هٰذِهٖ سُنَّةُ مَوْتَاكُمْ یعنی یہ نماز جنازہ پڑھنی سنت ہوئی تمہارے مردوں کے واسطے اور اس جگہ سنت سے مراد طریقہ کے ہے والا نماز جنازہ کی فرض کفایہ ہے جیسے کہ لکھا ہے کافی سے کنز العباد میں کہ جنازہ میت پر مشروع ہے بحکم قرآن شریف قولہ تعالیٰ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی نماز پڑھ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان میتوں مسلمانوں پر کہ تیرا نماز پڑھنا ان پر تسکین اور آرام ہے یعنی مغفرت اور بخشش ہے۔

حدیث شریف میں ہے قال علیہ السلام صَلُّوْا عَلٰى كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ یعنی

نماز پڑھو تم اوپر نیک اور بد کے۔

مسئلہ:۔ اجماع امت اور اتفاق تمام علمائے دین کا ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور حق میت کا ہے اوپر بھائی مسلمان کے پھر جبکہ بعضوں نے ادا کری نماز جنازہ کو اور یہ حق ادا کیا تو ساقط ہوا یہ فرض باقی اور مسلمانوں کے سرے جیسے کہ غسل اور کفن دینا سب کے سرسے بعض کے کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ نوادر الفتاوی میں لکھا ہے کہ تاخیر نماز جنازہ کی مکروہ ہے اور مضمرات سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ قاضی خاں سے کسی نے پوچھا کہ طہارت مکان کی میت کے نماز کے واسطے آیا شرط ہے۔ یا نہیں جواب دیا کہ اگر میت چارپائی پر ہے تو شرط نہیں اور اگر زمین پر ہے تو اس میں کوئی روایت تو آئی نہیں لیکن طہارت مکان میت کی نماز واسطے شرط نہیں ہے۔

جامع صغیر خانی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ طہارت اور ستر عورت در نیت اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا تمام شرط نماز جنازکی ہیں۔

کافی میں ہے کہ امام میت عورت مرد دونوں کے سینہ کے سامنے نماز واسطے کھڑا ہو کہ یہ خوب جگہ کھڑا ہونے کی ہے اور اگر اور طرف بھی مثلاً سر یا شکم یا قدموں کی طرف کھڑا ہو تب بھی روا ہے مگر سینہ افضل ہے کس واسطے کہ وہ سینہ اشرف الاعضا ہے بدن میں اور جگہ علم اور محبت اور حکمت و معرفت کے اور دل کی ہے اور اسی سینہ میں نور ایمان کا بھرا ہوتا ہے اور اسی سینہ کی شان میں قولہ تعالیٰ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ پس جو شخص کہ کھول دیا اللہ تعالیٰ نے سینہ اس کا واسطے اسلام کے پھر وہ اوپر نور کے ہے رب اپنے کی طرف سے اسی واسطے نماز جنازہ میں واسطے کھڑا ہونا سینہ کی طرف مردہ کے اختیار کیا کیونکہ یہ کھڑا ہونا سینہ میت کے برابر میت کے گویا اشارہ ہے اس

اس بات کا کہ میں شفاعت کرتا ہوں واسطے ایمان اس کی کے تاکہ معاف کرے اللہ تعالیٰ گناہ اس میت کے یہ مسئلہ کنز العباد میں لکھا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ مرد کے سر کے برابر اور عورت کے سینہ کے برابر امام کھڑا ہو لیکن جوامع الفقہ والا لکھتا ہے کہ عورت مرد دونوں کے سینے کے برابر کھڑا ہو اور یہی مختار ہے اور یہی بیان الاحکام والا لکھتا ہے۔ یہ سب بیان کنز العباد سے لکھا ہے۔

تحفۃ المصابیح والا لکھتا ہے کہ امام را مستحب انست اگر مردہ مرد است مقابل سینہ بالیستند اگر مردہ زن است برابر سر بالیستند امام کیلئے مستحب ہے کہ اگر مردہ مرد ہے تو سینہ کے برابر اور زن ہو تو سر کے برابر

شرعیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ نمازی جنازہ پر کھڑا ہو۔ چالیس مرد ہوں کس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا شَفَّعَہُمُ اللّٰہُ فِیْہِ یعنی جو مسلمان مر جاوے پھر کھڑے ہوں اس کے جنازہ پر ایسے چالیس مرد نمازی واسطے کہ نہ شرک کریں اللہ کے ساتھ کسی چیز کا مگر تو ان کی شفاعت ان کی قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں یعنی اگر چالیس مرد نیک بخت کسی مسلمان کے نماز جنازہ کی پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس میت کو ان کی شفاعت سے بخش دیتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۴۵

مسئلہ: اگر دس جنازہ یا بہت جنازہ مرد عورت اور لڑکا اور لڑکی اور ہجڑا اور خنثیٰ مشترک ایک بارگی معاً یعنی ساتھ کے ساتھ جمع و حاضر ہو جاویں ایام وبا وغیرہ میں تو سب کی نماز جنازہ ایک پڑھے مانند نماز پنجگانہ کی صف بنا کر کے پیغمبر علیہ السلام نے تمام شہیدان جنگ احد کی ایک نماز پڑھی تھی یعنی صف کا طور یہ ہے کہ جنازہ مردان کا آگے سب کے رکھے اور جنازہ لڑکوں کا پیچھے مردان کے اور عورتوں کا ان کے پیچھے اور

مخشاں کا ان کے پیچھے اور خنثیٰ اور مشرک کا ان کے پیچھے۔
مسئلہ:۔ مستحب یہ ہے کہ نماز جنازہ کی تین صف کریں کیونکہ
حدیث میں آیا ہے قولہٗ علیہ السلام **من صلّٰی علیہ ثلٰثۃ**
صفوف من المسلمین غفرلہٗ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴ یعنی جو شخص کہ پڑھیں
اس پر تین صفیں مسلمانوں کی بخشدیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو۔ پس ترکیب
تین صف باندھنے کی یہ ہے اگر بہت سے آدمی موجود ہوں تو خیر والا نہ
اگر تھوڑے ہوں مثلاً سات نمازی ہوں تو لازم ہے کہ ان کی تین صف یوں
کریں کہ ایک آدمی تو امام ہو اور پہلی صف میں تین آدمی ہوں اور دوسری
میں دو ہوں اور تیسری میں ایک ہو یہ مسئلہ عنایہ سے کنز العباد میں اور
عمدۃ الابرار اور فتاوٰی تیمیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ میں
پچھلی صف میں کھڑا ہونے کا درجہ زیادہ ہے اور نماز فرض میں اول صف
کا ثواب زیادہ ہے یہی کفایہ شعبی میں لکھا ہے اور نماز جنازہ کی پچھلی صف
کا زیادہ ثواب اس واسطے ہے کہ یہ نماز اصل میں دعا ہے میت کے واسطے
اور دعا میں عاجزی بہت پسند ہے اور سب سے پیچھلے ہونے میں
عاجزی نکلتی ہے۔
مسئلہ:۔ کنز العباد میں مفاتیح المسائل سے لکھا ہے کہ جو آدمی دعا
نماز جنازہ کی نہ جانے تو چار تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے تو نماز جنازہ کی جائز ہو جاتی
ہے کیونکہ نماز جنازہ میں چاروں تکبیر ہی رکن ہے۔
مسئلہ:۔ حضرت محمد مصطفٰے صلعم نے حضرت امیر حمزہؓ کی جنازہ پر ستر
بار نماز جنازہ پڑھی کس واسطے کہ ان کے بدن پر ستر زخم لگے تھے اور
ہر زخم کے بدلے نماز ادا کری۔ یہ درجہ حضرت امیر حمزہؓ کے واسطے خاص تھا
دوسرے شخص کو یہ درجہ روا نہیں کہ کئی بار اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں۔
ھٰکذا فی تحفۃ المصابیح اور کافی میں ہے کہ اگر ان چاروں تکبیراں

سے ایک تکبیر بھی چھوڑ دی تو نماز روا نہیں ہوتی ہے جیسے کہ فرض نماز میں ایک رکعت چھوڑ دی تو نماز روا نہیں ہوتی ہے پس یہ چاروں تکبیر نماز جنازہ میں مثل چار رکعت کے ہیں فرض نماز میں۔

مسئلہ:۔ سراجیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ کی دعا واسطے کھڑے نہ رہیں یہی کبیری میں ہے۔

یہی ذخیرہ میں ہے کہ آواز سے دعا اور ثنا وغیرہ نماز جنازہ میں نہ پڑھیں اور کافی میں ہے کہ سلام نماز جنازہ کا آواز بلند سے نہ دیں جیسے کہ فرض نماز کا دیتے ہیں۔

خانیہ میں ہے کہ نیت سلام کی امام کی نہ کرے بلکہ داہنے باویں طرف کی مقتدیوں کی سلام کی کرے۔

کافی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ اگر بہت سے جنازہ اکٹھے ہو جاویں تو ان سب پر ایک نماز پڑھ لیں تو روا ہے اور اگر سب کی الگ الگ پڑھیں تب بھی روا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن حضرت امیر حمزہؓ پر نماز علیحدہ پڑھی تھی اور باقی اور شہیدوں کی نو نو کی صفیں علیحدہ باندھ کر نماز پڑھی تھی۔

مسئلہ:۔ اگر تمام پر ایک نماز پڑھیں تو برابر برابر آگے پیچھے جنازوں کو رکھیں غرضیکہ امام کے سامنے تمام جنازے ہوں یعنی لَاَنَّ الشَّرْطَ اَنْ یَکُوْنَ الْجَنَائِزُ اَمَامَ الْاِمَامِ یعنی کس واسطے کہ شرط ہے نماز جنازہ میں یہ کہ ہوویں جنازہ امام کے امام یعنی امام کے آگے۔ یہ کنز العباد میں لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر ایسے بہت جنازہ ہوں کہ جن میں عورت و مرد بچے نابالغ ہوں پس لازم ہے کہ پہلی صف میں امام کے آگے مردوں کا جنازہ پھر بچوں کا پھر عورتاں کا پھر امام کا اختیار ہے چاہے ایک دفعہ

ہی سب کی نماز اکٹھی پڑھے یا الگ الگ دونوں طرح روا ہے۔
جامع صغیر خانی میں اور کنز العباد میں بھی لکھا ہے کہ جو کوئی شخص امام کی اوّل تکبیر کہنے کے بعد آوے نماز واسطے تو امام کی دوسری تکبیر کے ساتھ نیت باندھ کر اپنی تکبیر اوّل کہے یعنی اتنا ٹھہرے کہ امام دوسری تکبیر کہے پس امام کی تو دوسری تکبیر ہوئی اور اس کی پہلی ہوئی پھر بعد سلام امام کے وہ جو اوّل تکبیر اس کی فوت ہوئی تھی اس کو پوری کر لے اس طرح اگر دو چار تکبیریں فوت ہو جاویں تو بعد سلام امام کے ادا کرے۔
مسئلہ:۔ بڑے کی نماز جنازہ کا بڑا درجہ ہے چھوٹے کی نماز سے یہ عتابیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے۔
صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ اگر نماز جنازہ میں قہقہہ ہنسا تو وضو نہ گیا اور نماز گئی۔
خانیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ اگر امام نے بھول کر پانچ تکبیر کہہ لی تو مقتدی اس کی متابعت نہ کریں پھر جب کہ امام سلام پھیرے اس کے ساتھ سلام پھیر دیں مضمرات سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ جو کوئی انکار کرے فرضیت نماز جنازہ کا وہ کافر ہے کیونکہ اس نے انکار کیا اجماع کا۔
ذخیرہ میں کنز العباد سے لکھا ہے کہ نماز جنازہ واجب ہے نا ادا کریں اس کو چارپائی پر اور بیٹھے ہوئے باوجود قدرت قیام کے بقیاس نماز وتر کے
سراجیہ میں لکھا ہے کہ روا نہیں نماز جنازہ ہاتھوں پر اور چارپایوں پر علیہ التقوی اور مختصر القدوری میں ہے کہ نماز جنازہ مسجد جماعت میں درست نہیں یہی ینابیع میں اور کنز العباد میں ہے اور کافی میں مکروہ لکھا ہے مگر امام شافعیؒ بلا کراہیت جائز کہتے ہیں کیونکہ وہ دعا اور نماز ہے پس مسجد اولی ہے واسطے نماز کے نزدیک ان کے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بموجب اس حدیث کے منع کرتے ہیں قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

مَنْ صَلّٰى جَنَازَةً فِيْ مَسْجِدٍ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ یعنی جو کوئی نماز پڑھے جنازہ کی مسجد میں پس نہیں روا ہوئی نماز اس کے واسطے کہ مسجد واسطے فرض نماز کے ہے اور نمازوں واسطے نہیں ہے مگر عذر بارش سے یا مثل اس کے (مترجم سنن ابن ماجہ صفحہ ۴۳۳ ج ۱ باب مسجد میں نماز جنازہ کا بیان)

مسئلہ: اگر جنازہ باہر ہو مسجد سے اور نمازی اندر ہوں تو مکروہ نہیں مفاتیح المسائل سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مسجد جماعت میں بالکل نماز جنازہ مکروہ ہے خواہ باہر مسجد کے ہو یا اندر ہوں یا دونوں مسجد میں ہوں اور کنز العباد میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا ہے اہل بخارا کو کہ نماز جنازہ پڑھتے تھے جمعہ کے دن بعد نماز فرض جمعہ کے قبل سنت کے اور جنازہ باب المقصورہ کے نزدیک تھا لیکن اہل بلخ بعد فرض جمعہ کے چند رکعت سنت ادا کر کے پھر نماز جنازہ پڑھتے تھے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ: اچھا ہے کہ جنازہ کی نماز قبرستان میں پڑھیں اور راہ عام میں پڑھنا مکروہ ہے اور غیر کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے یہ کنز العباد اور فتاوٰی برہنہ اور جامع میں لکھا ہے۔

مسئلہ: مکروہ ہے نماز جنازہ اس وقت میں پڑھنا کہ خطیب خطبہ پڑھتا ہو کیونکہ جمعہ کی نماز میں سعی کرنا واجب ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی اے ایمان والو جب کہ آواز دی جائے واسطے نماز کی جمعہ کے دن پھر سعی کرو تم یاد اللہ کی طرف یعنی نماز کی پس نماز جنازہ تو پھر بھی ادا ہو سکتی ہے اور جمعہ پھر ہاتھ نہیں آسکتا۔

مسئلہ: خانیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ طلوع غروب اور زوال کے وقت پڑھنا مکروہ ہے اگر پڑھ لیں تو پھر دوسرا نہیں آیا ہے۔

مفاتیح المسائل سے لکھا ہے کہ اگر وقت مکروہ میں نماز جنازہ پڑھ لیں تو اعادہ اس کا بھی مکروہ ہے۔

فتاویٰ حجت میں لکھا ہے کہ اگر جنازہ حاضر ہو وقت مغرب کے تو مکروہ ہے اوّل جنازہ پڑھنا کیونکہ نماز مغرب میں تاخیر نہیں ہوتی ہے۔

خلاصہ میں لکھا ہے کہ اوّل فرض مغرب پڑھ کر پھر نماز جنازہ پڑھے پھر سنت مغرب پڑھے یہ روایت شمس الائمہ حلوائی سے ہے۔

مفاتیح المسائل میں ہے کہ بعد نماز فرض فجر کے قبل طلوع بھی نماز جنازہ روا ہے کیونکہ نماز فرض اسوقت پڑھنا جائز ہے اور ایسی طرح بعد نماز عصر قبل غروب جائز ہے۔

کبیری میں ہے کہ اگر مردہ کو بغیر غسل کے دفن کر دیا ہو تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھیں۔

سراجیہ میں ہے کہ مردہ کو اگر بغیر غسل یا بغیر نماز کے دفن کر دیا ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھیں تین دن تک اور صحیح یہ ہے کہ جب تک اس کے بدن گلنے کا یقین نہ ہو نماز پڑھیں۔

کافی میں ہے کہ اگر میت پر غسل دینے سے پہلے نماز پڑھی ہو تو غسل دیکر پھر دوسری مرتبہ نماز پڑھیں کیونکہ طہارت اس کے حق میں معتبر ہے واسطے نماز کے۔

مفاتیح المسائل میں ہے کہ اگر بعد نماز کے یاد آگیا کہ اس کو غسل نہ دیا ہے تو پھر غسل دیں اور نماز نہ پڑھیں اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اذا تذکر وبعد الدفن فانہ لا یغسل ولکن تعادو الصلوٰۃ علیہ لان العذر المرخص قد تحققہ فی ھذہ الحالۃ یعنی اگر یاد آجاوے بعد دفن میت کے کہ اس کو غسل نہ دیا ہے تو اس کو پھر نکال کر غسل نہ دیں لیکن پھر نماز پڑھیں اس کی

قبر پر کیونکہ عذر رخصت دینے والا ہے تحقیق ہلکا ہوا یعنی معاف ہو غسل دینا اس حالت میں۔ یہ مسئلہ کنز العباد میں لکھا ہے۔

مفاتیح المسائل میں لکھا ہے کہ اگر میت کو غسل دیا اور نماز پڑھی پہلے اس کے بدن سے کچھ نکل آیا تو پھر غسل دوسری مرتبہ نہ دیں کہ نماز کو مانع نہیں اس طرح اگر کچھ بدن پر میت کے سوکی ٹکاری رہ گئی ہو اور اکثر بدن اس کا دھویا گیا تو نماز کو مانع نہیں یعنی غسل پھر کر نہ دیں۔

ذخیرہ میں ہے کہ اگر بچہ ماں کے پیٹ سے جیتا نکلا اور پھر مرگیا نماز اس کی پڑھیں خواہ سر کی طرف سے نکلا یا قدموں کی طرف سے۔

طحاوی میں ہے کہ بچہ زندہ نکلنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی مقبول ہے واسطے نماز کے خواہ وہ ایک عورت اس کی ماں ہو یا دائی اور زندگی کی علامت خواہ آواز ہو یا حرکت۔

خانیہ میں ہے کہ کچا بچہ جس کے تمام بدن اعضا بدن کے نہ ہوں اس پر نماز تو نہ پڑھیں مگر غسل میں اختلاف ہے اور مختار یہی ہے کہ غسل اور کفن سے دفن کریں۔

ذخیرہ میں ہے کہ ایک مردا ایسا پایا کہ جس کے آدھے بدن سے تھوڑی اور سرے اس کے نہیں اس کی نماز نہ پڑھیں اور اگر سر ہو تو اس کی نماز پڑھیں اور اگر ایسا مردہ ہے کہ بیچ سے آدھوں آدھ چرا ہوا ہے سر سے پانو اور آدھا ہے اس پر نہ غسل ہے اور نہ نماز ہے اور اگر فقط ایک سر ہی ہے اور تمام بدن نہیں اس پر نہ غسل نماز نہیں اور سر نہیں اور تمام بدن ہے تو اس پر نماز ہے۔

طحاوی میں ہے کہ اگر اکثر بدن یا آدھا بدن ہے سر سمیت تو اس کو غسل اور کفن دیں اور نماز بھی پڑھیں اور اگر بغیر سر کا آدھا بدن ہے یا بیچ سے چرا ہوا آدھا بدن سر سمیت ہے تو اس کے غسل نماز نہیں مگر کفن

دیں یعنی ایک کپڑے میں لپیٹ کر گاڑ دیں۔

کافی میں ہے کہ لَا یُصَلّیٰ عَلَی الْبَعْضِ الْمَیِّتِ حَتّٰی لَا یُوجَدَ اَکْثَرُہٗ فَاِنْ صَلّیٰ عَلَی الْبَعْضِ لَمْ یُصَلّیٰ عَلَی الْبَاقِیْ یعنی نہ نماز پڑھیں اور بعضے بدن اس کی کے نماز نہ پڑھیں اوپر باقی بدن کے۔

خانیہ میں لکھا ہے کہ جبکہ جنازہ قبر پر پہونچے تو جب تک جنازہ کو کاندھے سے نہ اتاریں آدمیوں کو بیٹھنا مکروہ ہے اور جبکہ اتار دیں سب بیٹھ جاویں پھر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

فائدہ یعنی بیٹھنا جنازہ کے ساتھ والوں کو ہے قبر کے کام کرنے والوں کو نہیں اور کھڑا ہونا مکروہ واسطے تعظیم میت کی ہے اور اگر کسی اور کار کو اٹھیں تو مکروہ نہیں۔

باب دوم کی فصل بارہویں

نماز جنازہ کی امامت کے ذکر میں

جان اے عزیز کہ امامت نماز جنازہ کے واسطے سب سے اوّل اور افضل بادشاہ ہے اگر وہ حاضر نہ ہو تو حاکم شہر کا اس کے بعد قاضی اس کے بعد امام جمعہ کا اس کے بعد امام اس کے محلہ کی مسجد کا اس کے بعد ولی میت کا یعنی وارث اور رلا یا لگتا قرابت والا میت کا وہ مرد کہ سب نزدیکیوں میں اس کا زیادہ نزدیک ہو جیسے بیٹا بعد پوتا بعد باپ پھر دادا پھر بھائی پھر بھتیجا پھر بعد ولی کے خاوند عورت کے بعد ہمسایہ لیکن میت کے باپ کے ہوتے ہوئے چاہیئے کہ بیٹا امامت نہ کرے مگر جو باپ جاہل ہو اور بیٹا عالم ہو تو پس عالم بیٹا نماز پڑھاوے اور باپ جاہل نہ پڑھاوے ان کے بعد ولی میت کو اختیار ہے چاہے آپ امامت کرے یا اور کسی کو اجازت دے مگر دوسرا ولی میت کا کہ اس ولی سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور حق رکھتا ہو اس سے زیادہ رکھتا ہو تو اس کو جائز ہے کہ غیر کو منع کرے اگرچہ یہ دوسرا ولی کہ زیادہ حق رکھتا ہے چھوٹا ہو۔

مسئلہ:۔ اگر بغیر اذن ولی کے کسی نے نماز پڑھا دی تو ولی کو جائز ہے

کہ پھر اعادہ کرے۔
فتاوی عالم گیری میں لکھا ہے کہ میت پر نماز ایک بار پڑھنا چاہیئے اور اگر امام بڑا جیسے بادشاہ یا حاکم قاضی یا امام جی یا ولی کے سوائے اور کسی نے نماز پڑھا دی ہو تو ان کو اختیار ہے کہ پھر کر دوبارہ پڑھیں کس واسطے کہ وہ امامت میں سب سے افضل ہیں۔
مسئلہ:۔ فتاوی عالم گیری میں لکھا ہے کہ عورت کا عاقل بالغ بیٹا نماز کا ولی ہے عورت کا خاوند ولی نہیں ہے مگر باپ کے ہوتے بیٹے کو تعظیماً نماز پڑھانا مکروہ ہے پس بیٹے کو چاہیئے کہ باپ کو امام کرے اور جو وہ خاوند عورت کا اس بیٹے کا باپ نہیں ہے یعنی اس عورت کا دوسرا خاوند ہے تو اس حالت میں وہ بیٹا نماز پڑھاوے کیونکہ ماں کے خاوند کی تعظیم واجب نہیں ہے۔
مسئلہ:۔ عالم گیری میں لکھا ہے کہ اگر ولی نے غیر ولی کے پیچھے نماز ناراضگی سے پڑھی تو پھر اعادہ نہیں ہے نماز ہوگئی۔
مسئلہ:۔ امام وضو سے ہے اور مقتدی تیمم سے پڑھیں شہر میں یا غیر شہر میں سب جگہ نماز درست ہے اگر خوف فوت ہونے نماز کا ہو تو۔
مسئلہ:۔ اگر امام کی وضو حالت نماز میں ٹوٹ گئی تو لازم ہے کہ ایک مقتدی کو اپنی جگہ امام بنا دے جیسے نماز پنجگانہ میں درست ہے اس جگہ بھی درست ہے۔
مسئلہ:۔ اگر ولی میت کا مریض ہے یا کسی اور عارضہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھاوے تو اس کی امامت درست ہے۔
مسئلہ:۔ اگر عورتیں نماز جنازہ کی پڑھ لیں تو فرضیت اس کی ساقط ہو جاوے گی لیکن مستحب ہے کہ عورتیں بغیر جماعت کے الگ الگ یکبارگی نماز پڑھیں اور اگر جماعت سے پڑھیں تو بھی جائز ہے۔

کشف الغطا میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ فاسد ہوتی ہے اُس چیز سے نماز پنجگانہ وغیرہ فاسد ہوتی ہیں مگر عورتاں کا آگے آجانا نماز جنازہ میں فاسد نہیں کیونکہ اگر عورت امام ہو اور مرد مقتدی ہوں نماز جنازہ میں تو اس نماز کا اعادہ نہیں یعنی درست ہوگئی۔

مسئلہ:۔ درمختار میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ میں فرض آٹھ ہیں ان میں سے دو رکن ہیں اور چھ شرطیں ہیں رکن تو نماز کے اندر کے فرض کو کہتے ہیں اور شرط نماز کی باہر کے فرض کو کہتے ہیں پس دونوں رکن تو یہ ہیں۔

اوّل چار تکبیروں کا کہنا۔ دوسرے قیام۔ کیونکہ اگر بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز جنازہ پڑھے تو جائز نہیں اور وہ چھ شرطاں یہ ہیں۔

اوّل شرط:۔ اسلام میت کا یعنی مسلمان ہونا میت کا اور نمازیوں کا پس اگر کافر، مرتد نے کسی مسلمان میت کی نماز جنازہ پڑھے بغیر اور مسلمانوں کی یا امام مرتد یا کافر ہو اور مقتدی مسلمان ہوں تو نماز جنازہ درست نہ ہوئی پھر کر مسلمان نماز پڑھیں یا اگر کسی مردہ کافر یا مرتد یا منافق پر مسلمان لوگ نماز پڑھیں تو جائز نہیں۔

دوسری شرط:۔ طہارت ہے یعنی میت اور مقتدیوں کا بدن پاک ہو جنابت اور بے وضو ہونے سے اور تمام ناپاک چیزوں سے۔

مسئلہ:۔ اگر نماز جنازہ جماعت سے پڑھیں تو فقط امام اور تو سب مسلمان میت کے طہارت شرط ہے اس لئے کہ ایک مسلمان بھی اگر نماز پڑھ لے گا تو سب مسلمان چھوٹ جائیں گے اس فرض سے مگر جو مقتدی کر بے طہارت نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

تیسری شرط:۔ بالغ ہونا امام کا

چوتھی شرط:۔ حاضر ہونا جنازہ کا

پانچویں شرط :۔ رکھنا جنازہ کا رو برو امام کے اور مصلیوں کے ۔
چھٹی شرط :۔ رو برو قبلہ کے نماز پڑھنا اور بعضے لکھتے ہیں کہ
نماز جنازہ میں نو شرط ہیں ۔

اوّل :۔ اسلام اور مصلیان کا
دوسری ۔ طہارت میت و امام
تیسری ۔ میت اور نمازی کا لباس پاک ہونا
چوتھی ۔ میت اور نمازی کا مکان پاک ہو ۔
پانچویں ۔ ستر عورت میت اور مصلی کا مردوں کو ناف سے زانوں تک لیکن ناف نہیں پانو نہیں اور عورتاں کو تمام بدن ستر عورت یعنی جو زندوں کا ستر عورت ہے وہی مردوں کا ہے ۔
چھٹی رکھنا میت کا زمین یا اس چیز پر کہ شرع میں جائز ہے رو برو امام کے پس اگر جنازہ گھوڑے پر پیچھے یا داہنے یا بانویں طرف مصلی کے ہو یا غائب ہو یعنی جنازہ اس جگہ نماز کے وقت حاضر نہ ہو جیسے پردیس میں کوئی مر گیا تو اس پر نماز جنازہ اپنے دیس میں پڑھیں کہ درست نہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مگر امام شافعیؒ کے نزدیک غائب پر نماز جنازہ درست ہے ۔ چنانچہ اس کا تفصیل سے بیان آگے آوے گا ۔
ساتویں شرط :۔ بالغ ہونا امام کا ۔
آٹھویں شرط :۔ کھڑے ہونا مصلی کا رو بقبلہ ہو کر ۔
نویں شرط :۔ نیت کرنی مصلی کے نماز جنازہ واسطے کہ نماز خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دعا واسطے اس میت کے ۔
مسئلہ :۔ سنت نماز جنازہ میں تین ہیں ۔

اول سنت۔ بعد تکبیر اولیٰ کے یہ پڑھنا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ۔

دوسری سنت۔ دوسری تکبیر کے بعد پڑھنا درود کا چاہیے جیسی درود ہو لیکن افضل اور مشہور یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

تیسری سنت۔ بعد تیسری تکبیر کے یہ دعا پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ (ترمذی ۱۹۸)

یہ دعا عالمگیری میں عَلَى الْاِيْمَانِ تک لکھی ہے لیکن بعضے علماء نے عَلَى الْاِيْمَانِ کے بعد یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں۔

وَخُصَّ هٰذِهِ الْمَيِّتَةَ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَةِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالرِّضْوَانِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَلَقِّنْهُ الْاَمْنَ وَالْبُشْرٰى وَالْكَرَامَةَ لِلزُّلْفٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

درمختار میں لکھا ہے کہ سنت نماز جنازہ میں تین ہیں ایک تو تحمید یعنی حمد کہنا اور ثنا اور دعا یہی ظاہر ہے اور جن لوگوں نے کہ دعا پڑھنا رکن اس نماز کا لکھا ہے اور تکبیر اولیٰ کو شرط لکھا ہے۔ سو وہ قول مردود ہے لائق اعتبار کے نہیں اور سلام میں نیت امام میت کی

مع قوم کی کرے جیسے لکھا ہے در مختار میں کہ بَعْدَ الرَّابِعَۃِ تَسْلِیْمَتَیْنِ نَاوِیًا الْمَیِّتَ مَعَ الْقَوْمِ یعنی بعد تکبیر چوتھی کے دو سلام پھیرے نیت کرتا ہوا میت اور قوم سے ۔ در مختار صفحہ ۶۴۳

بدایہ سے پھر لکھا ہے در مختار میں کہ اب اس ہمارے زمانے میں عمل پکار کے سلام دینے کا ہے نماز جنازہ میں ۔

جواہر الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ یَجْہَرُ بِوَاحِدَۃٍ یعنی آواز سے پکار کے ایک سلام دے ۔

فائدہ ۔ اب سن اے عزیز نماز جنازہ میں دو رکن اور چھ یا نو شرطیں اور تین سنت ہوئی کہ جن کا بیان مفصل پہلے لکھا گیا ہے لیکن ان شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جنازہ حاضر ہو غائب کی نماز درست نہیں ہے اور اسی روایت پر فتویٰ ہمارے علماء ظواہر حنفیہ کا ہے لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ اب تفصیل سے لکھا جاتا ہے ۔

مواہب لدنیہ سے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ غائب پر حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک تو مخصوص رسول علیہ السلام کے ہے واسطے احتیاج بدعا حاضر اور غائب کے اور یا مراد نماز سے اس جگہ یعنی لغوی میں بمعنی دعائیہ ۔

مسئلہ ۔ زاد اللبیب میں لکھا ہے اور روضۃ الاحباب کے ذکر نویں سال ہجرت میں وفات نجاشی بادشاہ حبشہ کی کے ذکر میں لکھا ہے کہ رسول علیہ السلام نے نماز جنازہ نجاشی کی مدینہ منورہ میں پڑھی تھی حالانکہ وہ بادشاہ فوت اور دفن حبشہ شہر میں ہوا تھا چنانچہ یہ ذکر احادیث صحیح میں آیا ہے پھر اسی روضۃ الاحباب میں بعد اس ذکر نجاشی کے یہ فائدہ ہے کہ ظاہر حدیث دلالت کرتا ہے اوپر مذہب امام شافعی اور امام احمد

ابن حنبلؒ اور جمہور سلف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کہتے ہیں نماز اوپر میت غائب کے جائز ہے لیکن ائمہ حنفیہ اور مالکیہ جائز نہیں جانتے کس واسطے کہ تعلق نماز جنازہ میت کا مثل تعلق نماز جماعت کے ہے ساتھ امام کے یعنی جس طرح بغیر امام کے نماز جماعت کی روا نہیں اسی طرح بغیر میت آگے جنازہ کے رکھنے کے نماز جنازہ روا نہیں۔

پس جملہ شرائط صحت نماز جنازہ سے یہ ہے کہ میت منہ آگے مصلی کے ہو اور مصلی رو برو قبلہ کے اس میت پر نماز گزارے اور یہ امر غائب پر یقین سے معلوم نہیں ہوتا ہے پس نماز اوپر میت غائب کے جائز نہیں۔

جواب قصہ نجاشی کا علمائے حنفیہ اور مالکیہ یوں دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس واسطے نماز پڑھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نجاشی کا جنازہ حضرت پر ظاہر کر دیا تھا اگرچہ اور جماعتیان صحابہ سے غائب تھا لیکن حضرت سے غائب نہ تھا اور مثل اس کے بیچ حق غیر پیغمبر کے پائی نہیں جاتی ہے جوں اس کی دلیل پکڑیں اوپر صحت نماز غائب کے اور علمائے حنفیہ اور مالکیہ جو یہ دلیل ثابت کری تو شاید سند اس حدیث سے پکڑی ہے کہ واحدی نے اسباب نزول میں روایت کری ہے کہ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہ کہا انھوں نے کشف کیا اللہ تعالیٰ نے رسول علیہ السلام پر جنازہ نجاشی کا اور دکھایا گیا ان کو تا نماز پڑھی حضرت نے اس پر۔

دوسری حدیث عمر بن حصین سے روایت کی گئی ہے کہ کہا ان سے رسول علیہ السلام نے نماز پڑھی نجاشی پر اور صحابہ گمان نہیں لے جاتے تھے مگر اس بات کا کہ جنازہ نجاشی کا برابر یعنی سامنے حضرت کے ہے اور پھر تائید اس تاویل کے کرتی ہیں وہ روایت جو بعض کتابان سیر میں لکھی ہے

کہ رسول علیہ السلام جس ایام میں کہ تبوک میں تھے ان دنوں میں ایک دن آفتاب ایسا چمکا کہ ویسا روشنی سے کبھی نہیں چمکا تھا۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ اس دن حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج یہ روشنی آفتاب پر زیادہ اس واسطے ہے کہ ایک صحابی آپ کا معٰویہ بن معٰویہ لیثی یا مزنی آج مدینہ میں فوت ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے اس کے جنازہ کی نماز کے واسطے بھیجے ہیں حضرت نے پوچھا کہ یہ درجہ اس کو کس بات سے ملا کہا سورۂ "قل ھو اللہ" کا وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا اور رات دن کھڑے بیٹھے چلتے پھرتے اس سورہ کو بہت پڑھتا تھا۔ پھر جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کا دل چاہے تو زمین کو سکوڑ دوں آپ کے واسطے جوں اس کی نماز جنازہ پڑھو فرمایا سکوڑ دو پس سکوڑی انھوں نے زمین کو قال انسؓ فَصَلّٰی عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ رَجَعَ یعنی کہا انس بن مالکؓ نے کہ پھر پڑھی نماز رسول علیہ السلام نے اس معٰویہ پر اور پھر مڑ گئے۔

ایک روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پیر زمین پر مارے تھے جس سے جو درخت اور جنگل اور مکان کہ اس کے جنازہ کے روبرو حائل تھی وے سب دور ہوگئے اور جنازہ اس کا حضرتؐ کے روبرو آگیا پس حضرتؐ نے اس کی نماز پڑھی یہ سب بیان روضۃ الاحباب سے لکھا ہے۔

فائدہ اے عزیز اگرچہ نماز جنازہ غائب میں علمائے ائمہ اربعہ مذاہب کا اختلاف ہے یعنی حنفیہ اور مالکیہ علماء تو جائز نہیں جانتے ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے اور امام شافعیؒ اور حنبلی مذہب میں روا ہے ایسے جائز ہونے پر جمہور سلف کا یعنی اکثر علمائے راسخین اور اولیاء کاملین متقدمین کا عمل تھا جیسا کہ روضۃ الاحباب وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے لیکن افضل یہ

ہے کہ نماز جنازہ غائب پر بھی پڑھیں کس واسطے کہ نماز جنازہ بمنزلہ دعا ہے اوپر میت کے پس دعا بخشش کے بھائی مومن حاضر و غائب واسطے اچھی ہے اور اگرچہ علمائے ظاہر حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں اور فتویٰ اسی پر ہے کہ غائب پر نماز نہ پڑھیں لیکن علمائے باطن مذہب حنفیہ والوں نے بھی نماز غائب پر پڑھی ہے کہ جو بڑے بڑے اولیائے کامل مشہور تھے بلکہ ہر مذہب کے اولیائے کامل نے نماز غائب پڑھی ہے۔

فوائد الفواد میں آخر دفتر میں لکھا ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء سے روایت ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پاک پٹن میں نماز جنازہ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کی جو ملتان میں گزر گئے تھے غائب پر پڑھی تھی حالانکہ وہ مذہب حنفیہ رکھتے تھے اور پھر بعد اس قصہ کے اسی فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ غائب پر درست ہے کیونکہ رسول اللہ علیہ السلام نے نجاشی پر نماز غائب پڑھی تھی اور پھر بعد اس ذکر کے اسی فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی نے بداؤں شہر میں شیخ نجم الدین صغریٰ پر جو کہ دہلی میں مرے تھے اور اسی جگہ مدفون ہوئے نماز جنازہ غائب پر پڑھی تھی۔

جامع العلوم میں جو کہ ملفوظ حضرت مخدوم جہانیاں کا ہے لکھا ہے کہ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں نے شہر اُچ میں نماز جنازہ حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی کہ جو دہلی میں مرے اور مدفون ہوئے تھے پڑھی تھی اور اسی طرح اور بہت ملفوظات مشائخین میں لکھا ہے کہ فلانے بزرگ کے نماز جنازہ غائب فلانے بزرگ کی پڑھی۔

اگر کوئی کہے کہ یہ تمام اولیاء کاملین تھے شاید اللہ تعالیٰ

ان پر بھی جنازہ کشف کر دیا ہوگا اس واسطے نماز پڑھی ہوگی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنازہ نجاشی اور معٰویہ بن معٰویہ لیثی کا کشف کر دیا تھا پس ان کے نزدیک وہ جنازہ غائب نہ تھا اور ان واسطے کہ جن کو کشف نہیں ہے کب جائز ہے۔

جواب:۔ اس کا یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو صاحب کشف باطن اور مالک کرامات کثیرہ اور خوارق عادات بہت کا کیا ہے جیسے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے خلاف مذہب معتزلہ اور وہابیہ نجدیہ اسماعیلیہ کی کہ وے منکر کشف اور کرامات اولیا کے ہیں اور یہ بھی ہم نے مانا کہ ان اولیاؤں نے بسبب کشف کے جو ان پر جنازہ غائب نہ تھا نماز پڑھی ہوگی لیکن یہ بھی ملفوظات میں لکھ گئے ہیں کہ غائب کی نماز درست ہے اور دلیل جواز ہونے اس کی قصہ نجاشی کو لائے ہیں اور دوسرے مذہب شافعیؒ اور حنبلیؒ میں اور جمہور سلف میں جائز لکھا ہے کشف کا ذکر بھی نہیں اور وہ جو روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ مثل اس کی یعنی مثل کشف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ حق غیر پیغمبر کے پائی نہیں جاتی ہے جو اس قصہ نجاشی کی دلیل پکڑیں اور پر صحت نماز غائب کے سو یہ قول تو منکرین کشف اولیا اللہ کا ہے ورنہ بہت سی نقلیں کتب مشائخ معتبرین میں ایسی ایسی لکھی ہیں کہ منکروں کو جواب کی جگہ نہیں پس اگر یہ نیت ثواب اس عبادت کے متابعت ان اماموں کی کر کے نماز جنازہ غائب پر پڑھے تو خالی ثواب سے نہیں کس واسطے کہ فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ اگر ایک مذہب والا دوسرے مذہب کے امام کی متابعت کرے اور امام کی روایت پر عمل کرے تو روا ہے مجرم نہیں ہوتا۔

جامع العلوم میں لکھا ہے کہ فتاویٰ کامل سے کہ یَجُوزُ فِی العِبَادَاتِ اَنْ یَّعْمَلَ فِی مَذْهَبِ غَیْرٍ حَتّٰی یَصِیْرَ اِتِّفَاقًا وَفِی الْمُعَامِلَاتِ لَا یَجُوزُ اِلَّا فِی مَذْهَبِهٖ یعنی جائز ہے کہ عبادت میں یہ کہ عمل کرے دوسرے مذہب میں تاکہ ہو جاوے متفق اور معاملات میں جائز نہیں مگر بیچ مذہب اپنے کی اور پھر جامع العلوم مذکور میں کافی سے لکھا ہے کہ یَجُوزُ لِلْمُؤمِنِ اَنْ یَّعْمَلَ فِی الْعِبَادَاتِ عَلٰی مَذْهَبِ غَیْرٍ حَتّٰی یَصِیْرَ اِتِّفَاقًا وَفِی الْمُعَامِلَاتِ لَا یَجُوزُ یعنی جائز ہے مومن کو یہ کہ عمل کرے عبادات میں اوپر مذہب غیر اپنے کے اور معاملات میں جائز نہیں پس اس دلیل سے اگر کوئی حنفی مذہب والا نماز جنازہ غائب پر جو عبادات سے ہے پڑھ لے متابعت شافعی اور مالکی، اور جمہور سلف کے کر لی تو جائز ہے اور ثواب سے خالی نہیں مگر ظاہر روایت اور مفتی بھی یہی ہے کہ جائز نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

بابِ دوم کی فصل تیرہویں

ترکیب نماز جنازہ اور اس کی دعائیں مانگنے کے ذکر میں

جبکہ ارادہ پڑھنے نماز جنازہ کا کریں تو لازم ہے کہ اول میں صفیں امام کے سوائے بنا دیں کیونکہ مستحب ہے تین صف کا بنانا اور حدیث ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص پر تین صف مسلمانان کی نماز پڑھیں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اس میت کو بعدہ پھر جو شخص کہ مستحق امامت کا زیادہ ہو وہ آگے ہو کر نماز پڑھاوے چنانچہ ذکر امام کی افضلیت کا ہم پہلے لکھ چکے ہیں یعنی اول سب سے افضل لائق امامت کے بادشاہ پھر حاکم اس شہر کا پھر قاضی پھر امام جمعہ پھر امام محلہ پھر ولی میت کا پھر اور کوئی بعد نیت امام اس طرح کرے کہ:

نَوَیْتُ اَنْ اُؤَدِّیَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتِ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ اَلثَّنَاءُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّعَاءُ لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور مقتدی ہو تو

الدعاء لہذا المیت کے بعد اقتدیت بہذا الامام کہہ کر متوجہا کو آخر تک کہے اور عربی نیت نہ جانتا ہو تو ہندی نیت اس طرح کرے۔ نیت کری میں جو ادا کروں چار تکبیریں نماز جنازہ کے واسطے، تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دعا واسطے اس میت کے منہ میرا قبلہ کی طرف اور مقتدیاں ہوں تو کہے پیچھے اس امام کے منہ میرا قبلہ کی طرف اس کے بعد دونوں کانوں کے دونوں طرف ہاتھ اٹھا کر کہے اللہ اکبر یہ پہلی تکبیر ہوئی بعد سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھے پھر اللہ اکبر کہے یہ دوسری تکبیر ہوئی اس کے بعد پھر درود پڑھ کر پھر اللہ اکبر کہے یہ تیسری تکبیر ہوئی اس کے بعد دعا اللّٰھم اغفر لحینا کو آخر تک پڑھ کر اللہ اکبر کہے یہ چوتھی تکبیر ہوئی یہ چوتھی تکبیر کہکر اوّل داہنا سلام پھیرے اس نیت سے کہ سلام کرتا ہوں میں اس میت اور مقتدیاں اور داہنی ہاتھ کے فرشتوں کو اور پھر بانویں طرف سلام پھیرے اس نیت سے کہ سلام کرتا ہوں میں اس میت کو فرشتوں اور مقتدیوں کو اور بعضے علما کہتے ہیں کہ میت کی نیت سلام میں نہ کریں اور مقتدی امام اور میت اور فرشتوں کے کرے۔

مسئلہ:۔ اس نماز میں کوئی دعا مقرر نہیں جونسی دعا یاد ہووے پڑھے لیکن جو دعایاں کہ حدیثاں میں آئی ہیں جنازہ کی نماز واسطے ان کا پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ:۔ اگر اور دعا یاد نہ ہو تو دعا کی نیت سے اگر الحمد کو پڑھے تو جائز ہے اور قرأت کی نیت سے روا نہیں مگر امام شافعیؒ کے نزدیک۔

مسئلہ:۔ تتمیتی وغیرہ کتب میں بھی پہلے لکھا ہے کہ نماز جنازہ میں کوئی دعا مقرر نہیں کس واسطے دعا مقرر ہیں رقت قلب نہیں رہتی ہے۔

صحیح مسلم میں حدیث لکھی ہے حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ

یعنی اے اللہ اس کو معاف فرما اور اس پر رحم کر اس کو عافیت عطا کر اور اس سے درگزر فرما اور اس کو عزت والی جگہ دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کو پانی برف اولوں سے دھو اور اس کو غلطیوں سے صاف کر جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کے دنیا کے گھر سے اس کو بہتر گھر دے اور اس کے اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما اور اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ مسلم شریف ج اول صـ ۳۱۱

اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول علیہ السلام نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ اور بعض روایت میں بعد توفہ علی الایمان کے یہ لکھا ہے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّاٰتِهٖ

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ اور بعضے روایت میں ہے۔ وَلَا تَفْتِنَّا کی جگہ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ آیا ہے بعض روایت میں آیا ہے بعد توفہ علی الایمان یہ دعا زیادہ لکھی ہے وَخُصَّ ھٰذَا الْمَیِّتَ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ وَالرِّضْوَانِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْہُ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَلَقِّنْہُ الْاَمْنَ وَالْبُشْرٰی وَالْکَرَامَۃَ وَالزُّلْفٰی بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اور بعضے روایتوں میں لفظ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ نہیں لکھا ہے غرضیکہ جو دعا بھی پڑھے گا نماز جنازہ درست ہو جائے گی لیکن دعائے ماثورہ پڑھنا افضل ہے نماز جنازہ اور دعائے ماثورہ اس کو کہتے ہیں جو حدیث صحیح سے ثابت ہیں کہ رسول علیہ السلام نے یہ دعائے پڑھی تھی سوائے دعایاں ماثورہ حصن حصین وغیرہ کتابان میں حدیث بہت لکھی ہیں۔

مسئلہ:۔ یہ جو دعایاں لکھی گئی ہیں سو ان کے پڑھنے کا وقت نماز جنازہ میں بعد درود کے بعد تیسری تکبیر کے ہے یعنی جس جگہ اللھم اغفر لحینا پڑھتے ہیں اور ان دعایاں میں سے پڑھے۔

وظیفہ مسنونہ میں لکھا ہے کہ جبکہ نماز جنازہ کی نیت باندھ کر پہلی تکبیر کہے اس کے بعد الحمد پڑھے لیکن یہ مذہب امام شافعیؒ کا ہے اور ہمارے مذہب حنفیہ میں بعد تکبیر پہلی کے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کو آخر تک پڑھے اور اگر الحمد کو بہ نیت تحمید و ثنا دعا پڑھے تو ہمارے مذہب میں بھی روا ہے اور اگر بہ نیت قرأت پڑھے تو روا نہیں ہے۔

وظیفہ مسنونہ میں لکھا ہے کہ بعد الحمد کے دوسری تکبیر کہے اور پھر درود پڑھے چاہے جیسی درود ہو لیکن افضل نماز کی درود ہے اور بعد درود کے پھر تیسری تکبیر کہے پھر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ
اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ وَيَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا
اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ
تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهٖ
وَاِنْ كَانَ مُخْطِيًا فَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ

اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے۔ گواہی دیتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس کے عذاب سے غنی ہے۔ دنیا اور دنیا والوں سے جدا ہوا اگر یہ پاک ہے تو تو اس کو اور پاک کر، اور اگر یہ خطاکار ہے تو بخش دے، اے اللہ اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔ حصن حصین مترجم صہ ۱۹۸

اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیرے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ان تیسری دعا کی جگہ یہ دعایاں پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ کو آخر عذاب النار تک جو کہ عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے لکھ آیا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا کو آخر تک وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ تک پڑھے یا بعد تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَھَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ اس جگہ اُس میت کا نام اور اس کی ماں کا نام لے یعنی فلاں فلانے کا بیٹا اور اگر عورت ہو تو فلانی کی بیٹی کہے فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰھُمَّ فَاغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَاغْفِرْلَہٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ وَابْنُ اَمَتِکَ اِحْتَاجَ اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِہٖ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ۔ یہ بیان وظیفہ مسنونہ سے لکھا گیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۱۴۷

وظیفہ مسنونہ میں اس کے بعد لکھا ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد پھر کوئی دعا نہیں ہے یعنی چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے لیکن بعضے مشائخ نے چوتھی تکبیر کے بعد رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کا پڑھنا جائز کہا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر لڑکا لڑکی نابالغ ہوں یا کوئی بالغ میت عورت مرد سے پاگل ہوں غرضیکہ جس پر حکم شرع کا فرض نہیں ہے تو اگر

مرد ہے تو یہ دعا پڑھے تیسری تکبیر کے بعد اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور اگر لڑکی نابالغ ہو یا عورت بالغ دیوانی ہو تو یوں پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً بِرَحْمَتِكَ۔

مجلس الابرار میں لکھا ہے کہ اس دعا بچوں کی میں اول دعا بڑوں کی نماز کی پڑھ کر پھر یہ دعا مذکور ملا کر پڑھے لیکن فقہا کی کتابوں میں ملنا ثابت نہیں ہے اور بعضے روایت میں اس بچوں والی میں وَجَعَلَهٗ و اجعلھا کے ساتھ تینوں جگہ پہلے لفظ اللھم کا بھی ہے اور بعض روایت میں اجراً پیچھے ہے اور ذخراً پہلے ہے اور اس دعا میں بعض روایت میں برحمتک یا ارحم الراحمین نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ سلام میں نیت میت اور مقتدیوں کی کرے لیکن فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے کہ میت کی نیت سلام میں نہ کرے۔

مسئلہ:۔ نیت کر کے اول تکبیر میں ہاتھ اٹھاوے کانوں تک اور باقی تین تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھاوے موافق مذہب مختار کے روا نہیں۔

مسئلہ:۔ امام چاروں تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ کہیں اور سلام داہنے طرف کا بلند آواز سے امام کہے اور بائیں کا آہستہ کہے۔

مسئلہ:۔ ایک شخص حاضر ہوا اور امام نے بعض تکبیر کہہ لی

بھی تو نماز میں وہ شخص داخل نہ ہو جب تک کہ امام تکبیر نہ کہے جبکہ امام نے
تکبیر کہی اس وقت یہ بھی شامل ہو جاوے تو اس کی تو پہلی تکبیر ہووے
گی اور امام کی دوسری تیسری یا چوتھی ہووے گی پھر جبکہ امام سلام پھیرے
یہ باقی رہی تکبیر اکیلا پوری کر کے سلام پھیرے امام کے ساتھ نہ پھیرے
یہ مسئلہ تو اس شخص کے واسطے ہے کہ جو اس جگہ امام کی نیت کے وقت
حاضر نہ تھا اور ایک دو تکبیر کے بعد آیا تھا اور جو شخص کہ اس جگہ ہے امام
کی نیت کے وقت حاضر تھا لیکن اول تکبیر میں امام کے ساتھ نہ ملا اور اس
کو دیر ہوگئی اتنے میں امام نے ایک دو تکبیر کہہ لی تو اس کو لازم ہے کہ امام
کی تکبیر کہنے کا انتظار نہ کرے نیت امام کی اقتدا کی باندھ کر تکبیر کہے اور
داخل نماز میں ہو جاوے اور بعد سلام کے باقی اکیلا تکبیر کہہ لے کہ اس
قدر ضرورت ہے اور ضرورتیں معاف ہیں۔
مسئلہ:۔ جو شخص حاضر ہوا چاروں تکبیراں کے بعد یا امام کے چوتھی
تکبیر میں اگر شامل ہوا تو وہ بھی دیر نہ کرے جلد تکبیر کہہ کر کھڑا ہو جاوے
پھر بعد سلام امام کے وہ شخص تینوں تکبیریں اپنی علیحدہ کہہ لے اور سلام
پھیر دے مگر یہ باقی تکبیریں بغیر دعا و دور کے ملائے ہوئے سلام پھیر دے۔
مسئلہ:۔ اگر اس پیچھے آنے والے کے آگے سے پہلے پوری ہو جاوے
تکبیراں بقیہ سے میت کو اٹھا لے جاویں تو نماز اس کی باطل ہوگئی۔
مسئلہ:۔ اگر بہت جنازہ حاضر ہو جاویں تو علیحدہ علیحدہ نماز
پڑھنا ان کی افضل ہے اس ترکیب سے پڑھے کہ پہلے تو جو میت سب سے افضل
ہو درجہ میں اس کی نماز پڑھنا بہتر ہے بعدہ اوروں کے اور اگر جمع
کر کے سب کی ایک بار ہی پڑھ لیں تو بھی جائز ہے پھر اس میں اختیار
ہے خواہ سب جنازوں کی ایک صف بنا دیں یا ہر جنازہ کو برابر کر کے اپنے
منہ کے سامنے سب کو رکھیں اس سطور سے کہ اگر مصلی ایک ہو تو اس کے

منہ کے سامنے سب کے سینے ہوں اور اگر امام ہو تو اس کے آگے سب کے سینے ہوں لیکن اپنے نزدیک ان جنازوں کو رکھے کہ جو سب سے افضل ہو پھر اس کے بعد اس کو جو ان باقیوں سے افضل ہو علیٰ ہٰذا القیاس اوروں کا بھی اس طرح خیال کرے۔

مسئلہ: اگر میت کو دفن کردے اور نماز جنازہ کی نہ پڑھی لازم ہے کہ تین دن کے اندر اندر نماز پڑھیں روا ہے پھر نہ پڑھیں کہ بدن مردہ کا سوج پھول کر ریم آگین ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر لوتھ مردہ کی گھوڑہ اوپر سوار ہے نماز جنازہ اس کی پڑھنا روا ہے مگر جس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتے ہوں جنازہ کی نماز نہ پڑھیں۔ تحفۃ المصابیح میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔

مسئلہ: اگر مرد اور عورتیں اور نابالغ اور خنثی امشکل اور آزاد اور غلام سب کے جنازے جمع ہوں تو اول مردوں کو خواہ آزاد ہوں یا غلام سب سے پہلے رکھے اور بعضے کہتے ہیں پہلے آزادوں کو بعد غلاموں کو بعد نابالغوں کو بعد خنثی امشکلوں کو بعد عورتاں کو رکھے۔

مسئلہ: کنز العباد میں طحاوی سے لکھا ہے کہ اول نیت نماز جنازہ کی کر کے تکبیر اولیٰ کہے مع رفع یدین کے یعنی یہ تکبیر پہلے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہے پھر ثنا پڑھے یعنی سبحانک اللھم کو آخر تک پڑھے پھر دوسری تکبیر کہے اور درود پڑھے پھر تیسری تکبیر کہے پھر استغفار سب مومنین مومنات اور مسلمین مسلمات واسطے پڑھے پھر چوتھی تکبیر کہے اور پھر سلام پھیر دے اور باقی ان تینوں تکبیراں میں رفع یدین نہ کرے یعنی ہاتھ نہ اٹھاوے مگر امام شافعیؒ کے نزدیک چاروں تکبیراں میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں قرأت قرآن مقرر نہیں ہے ہمارے مذہب میں مگر امام شافعیؒ کے نزدیک بعد ثنا کے فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور

کنز العباد میں خانیہ سے لکھا ہے کہ الحمد نہ پڑھے نماز جنازہ میں بہ نیت قرأت مکروہ ہے اور اگر الحمد بہ نیت ثنا پڑھے تو ہمارے مذہب میں بھی بہت درست ہے۔

مسئلہ: کنز العباد میں کافی سے لکھا ہے کہ بعد تکبیر سوم کے دعا اللھم اغفر لحیینا کو علی الایمان تک پڑھے کیونکہ رسول علیہ السلام یہی پڑھتے تھے اور اگر یہ یاد نہ ہو تو اللھم اغفر للمومنین والمومنات کو جو کہ التحیات کے بعد میں پڑھتے ہیں آخر تک پڑھے

مسئلہ: کنز العباد میں کافی سے لکھا ہے کہ لڑکوں نابالغوں کی جنازہ کی نماز میں بخشش کی دعا نہ پڑھیں کیونکہ وہ گنہگار نہیں یہی حکم دیوانہ اور مست مجذوب کا ہے خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو۔

کنز العباد میں کتاب السعادت سے لکھا ہے کہ دعا اول میں ہر کلمہ پر کہے واو کا کہنا حاجت نہیں ہے یعنی شاہد ناصغیر نا ذکر نا کہے اور کافی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ جنازہ کی نماز کا سلام آواز سے نہ کہے خانیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ سلام کے وقت نیت میت کی نہ کرے بلکہ داہنے بائیں طرف کے مقتدیان کی کرے۔

سراجیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ بعد فراغ سلام کے دعا واسطے کھڑے نہ رہیں جلدی جنازہ اٹھا کرے چلیں یہ مسئلہ کبیری میں لکھا ہے۔

بابِ دُوم کی فصل چودھویں

ذکر ان لوگوں کی میت کا کہ جن کو غسل دینا

یا

ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

اے عزیز جان کہ چند فرقے ایسے ہیں کہ جن کی میتوں کو غسل دینا اور ان کی نماز جنازہ پڑھنا روا نہیں۔

اوّل:۔ باغی کہ جو اپنے وقت کے بادشاہ امام اسلام سے پھر گئے ہوں

دوسرے:۔ قزاق یعنی دھاڑی چور رستہ میں لوٹتے ہوں۔

تیسرے:۔ چور رات کو ہتھیار باندھ کر چوری کرتے ہیں اور اگر کوئی انکی مزاحمت کرے تو اس کو مار ڈالیں۔

چوتھے:۔ ٹھگ جو فریب دے کے آدمی کو بہانے سے مار ڈالتے ہیں۔ اُن سب کو نہ تو غسل دیں اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھیں بشرطیکہ یہ سب مسلمان کے ہاتھ سے لڑائی میں مارے جاویں اور اگر امام وقت کا ان کو پکڑ کر قتل کرے تو اس حالت میں ان کو غسل بھی دیں اور نماز بھی پڑھیں۔

پانچویں:۔ قاتل والدین کا یا اُن دونوں میں سے ایک کا قاتل ہو اُس کو بھی غسل نہ دیں اور نماز اُس کی نہ پڑھیں۔

مسئلہ:۔ شہید کو تو غسل اس کی فضیلت اور درجہ واسطے نہیں دیتے ہیں اور ان پانچوں مذکورہ شخصوں کو بسبب ہتھک اور بیغیرتی اور گناہاں ان کے کی غسل نہیں دیتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

مسئلہ:۔ دارِ حرب سے جو نابالغ بچے کافروں کی قید میں بغیر ماں باپ کے آئے ہوں اور دار اسلام میں آکر مر گئے تو نماز ان پر پڑھیں اور اگر ان کے ساتھ ماں باپ یا ایک ان میں سے ہوں اور مسلمان نہ ہوئے ہوں تو اب ان نابالغوں کی نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر ماں باپ تو ساتھ ہیں اور مسلمان نہ ہوئے لیکن وہ نابالغ خود بخود مسلمان ہو گئے اور پھر مر گئے تو نماز جنازہ درست ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو اس حکم میں برابر ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر مسلمانوں اور کافروں کے مردے ملجاویں تو اگر کسی نشانی سے مسلمان پہچانے جاویں تو ان کو علیحدہ کر کے غسل کفن دیکر انکی نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں اور علامت مسلمانوں کے پہچاننے کی یہ ہیں کہ خضاب داڑھی پر مہندی کا ہو یا ختنہ کیا ہو یا سیاہ لباس ہو یا لب تراشے ہوں اور اگر ان علامتوں پر بھی شبہہ ہو جیسے یہودی ختنہ کراتے ہیں اور نصاریٰ سیاہ لباس رکھتے ہیں اور غازی لوگ بھی کبھی اپنی صورت ہیبت ناک بنانے کو مونچھیں بڑھا لیتے ہیں اور بعضے کفار بھی خضاب کرتے ہیں تو اس وقت میں دیکھنا چاہئے کہ اگر مردے مسلمانوں کے بہت ہوں تو سب کفار اور مسلمان کو غسل کفن دیں اور جمع کر کے نماز جنازہ کی پڑھیں لیکن نیت مسلمانوں کی کریں اور سب کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن کریں اور اگر کافر بہت ہوں تو نماز کسی پر نہ پڑھیں مگر غسل

کفن دیگر کافروں کی قبرستان میں گاڑ دیں اور غسل کفن میں رعایت سنت کی نہ کریں اور اگر مسلمان کافر دونوں برابر ہوں تو غسل سب کو دیں مگر ان پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ پڑھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نہ پڑھیں اسی طرح دفن کرنے کا حکم ہے۔ بعضے کافروں کی قبرستان میں بعضے مسلمانوں کی قبرستان میں گاڑنے کو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ان سب کے واسطے ایک گورستان علیحدہ ہی کریں اور قبریں ان کی زمین کے برابر کریں۔

مسئلہ:۔ اگر عورت کتابیہ مثلاً یہودیہ یا نصرانیہ کسی مسلمان کے نکاح میں تھی اور وہ اس سے حاملہ ہو کر مرگئی تو بالاتفاق اس پر نماز پڑھیں اور اختلاف ہے اس میں کہ دفن اس کو کہاں کریں۔ بعضے کہتے ہیں مسلمان کی قبرستان میں اور بعضے کہتے ہیں کہ کافروں کی گورستان میں اور بعضے کہتے ہیں کہ ان دونوں سے خارج ایک علیحدہ مکان میں دفن کریں مگر اس عورت کی پشت قبر میں قبلہ کی طرف کر دیں تاکہ اس کے پیٹ کے بچے کا منہ قبلہ کی طرف رہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا موافق صحیح روایت کے مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کی نماز بعد فرض مغرب کے سنت کے اوّل پڑھے۔

مسئلہ:۔ عید کی نماز کی پڑھے یعنی خطبہ عید سے اوّل نماز پڑھے۔

باب دوم کی فصل پندرہویں

میت پر اسقاط کرنے اور نماز قضائے عمری پڑھنے کے ذکر میں

اے عزیز وارثان میت کو لازم ہے کہ پہلے دفن کرنے میت کے اسقاط کریں اور اسقاط ایک حیلہ ہے واسطے معاف ہونے گناہان میت کے اور واسطے بخشش اس کی کے کہ بسبب فوت ہونے فرائض اور واجبات خدا کے کہ جان بوجھ کر یا بھول سے نماز یا روزہ فرض اور واجب اس میت سے قضا ہوئی ہیں اور بسبب ترک کرنے نماز اور روزہ کے میت کو عذاب قبر ہوتا ہے اور حشر کو بھی بسبب ہر نماز روزہ ترک کرنے کے جہنم میں جلے گا جیسے بیت ہے آخر گت کی۔ بیت

نمازوں میں سستی ستاویں غریب غذاب القبر ہوئے ان کے نصیب

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ط پس سخت عذاب ہے اور بہت خرابی ہے ان نمازیوں کو جو کہ نماز اپنی سے بے خبر ہیں یعنی قضا کرتے ہیں اور تنگ وقت پڑھتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کوئی ایک وقت کی نماز قضا کرے گا اس کو ستر حقبی دوزخ میں جلاویں گے جیسے بیت ہے۔

صدرِ مسئلہ کی

بیت

ایک نماز جو قضا کرے = اسّی ۸۰ حقبی دوزخ جری

اور حقبہ ۸۰ اسّی برس کا ہوتا ہے پس اس حساب سے حقبوں کی چھ ہزار چار سو برس ہوتے ہیں تو جو کوئی ایک وقت کی نماز قضا کرے اور پھر اس کو قضا نہ پڑھے گا تو چھ ہزار چار سو برس تک دوزخ میں جلے گا پس اس واسطے علما نے حیلہ اس کی بخشش کے واسطے پیدا کئے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بسبب اس حیلہ کے اس کی خطا سے درگزر کرے اور اس کے روزہ نماز جو قضا ہوئے ہیں معاف کر دے اور عذاب قبر اور عذاب جہنم سے اس کو بچاوے۔

تفسیر امام زاہد میں لکھا ہے کہ حیلہ شرعی کرنا واسطے عام مسلمان کے بالاتفاق جائز ہے اور اس مسئلہ میں جگہ انکار کی نہیں ہے اور یہی ہے بیان سراج الہدایت ملفوظ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں میں لکھا ہے کہ حیلہ طلاق کے ذکر میں۔

ج ۶ صفحہ ۳۹۰

فتاوی عالمگیری میں اسی کتاب الحیل کی فصل اول میں لکھا ہے۔

عبارتہ مِنْ مَذْهَبِ عُلَمَائِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ اَجْمَعِیْن

اَنَّ كُلَّ حِيْلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِاِبْطَالِ حَقِّ الْغَيْرِ اَوْ لِاِدْخَالِ شُبْهَةٍ فِيْهِ اَوْ لِتَمْوِيْهِ بَاطِلٍ فَهِيَ مَكْرُوْهَةٌ وَكُلُّ حِيْلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِيَتَخَلَّصَ بِهَا عَنْ حَرَامٍ اَوْ لِيَتَوَصَّلَ بِهَا اِلَى حَلَالٍ فَهِيَ حَسَنَةٌ وَالْاَصْلُ فِيْ جَوَازِ هٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْحِيَلِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ

وَلَا تَحْنَثْ وَهٰذَا التَّعْلِيْمُ الْمَخْرَجُ لِاَيُّوْبَ النَّبِيِّ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَنْ يَمِيْنِهِ الَّتِىْ حَلَفَ لَيَضْرِبَنَّ امْرَأَتَهٗ مِائَةَ عُوْدٍ وَعَامَّةُ الْمَشَايِخِ عَلٰى اَنَّ حُكْمَهَا لَيْسَ بِمَنْسُوْخٍ وَهُوَ الصَّحِيْحُ مِنَ الْمَذْهَبِ كَذَا فِى الذَّخِيْرَةِ۔

یعنی مذہب ہمارے علمائے حنفیہ کا یہ ہے کہ جو حیلہ کہ حیلہ کرے ساتھ اس کے کوئی مرد واسطے باطل اور تلف کرے حق غیر کے واسطے داخل ہونے شبہ کے ساتھ اس کے باطل کو پس وہ حیلہ مکروہ ہے اور جو حیلہ کہ حیلہ کرے ساتھ اس کے کوئی مرد یہ کہ خلاص ہوئے ساتھ اس کے حرام سے یا یہ کہ واصل ہوئے ساتھ اس کی طرف حلال کی پس یہ اچھا ہے یعنی روا ہے اصل بیچ روا ہونے اس طرح کے حیلہ کی کلام اللہ تعالیٰ کا ہے وہ یہ ہے۔

قولہ تعالیٰ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ پکڑ ہاتھ میں اپنے تنکا گھاس کا پھر مار ساتھ اسی کے اور سوگند (قسم) رکھ اپنے ذمہ۔

فائدہ: یعنی حضرت

ایوب پیغمبر علیہ السلام نے سوگند (قسم) کھائی تھی کہ اپنی بی۔بی کو سو لکڑیاں ماروں گا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی سوگند اتارنے کے واسطے یہ حیلہ تعلیم کیا کہ اے ایوب پیغمبر ایک گٹھ سو گھاس کا تنکا لیکر سو مرتبہ اپنی بی بی کے مار لے تیری سوگند اتر جاوے گی پس یوں ہی کیا۔

عالم گیری میں لکھا ہے کہ عام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ حکم اس آیت کا منسوخ نہیں ہوا ہے اور یہی بات صحیح ہے مذہب سے یہی بیان ذخیرہ میں لکھا ہے۔

فائدہ۔ پس بموجب ان روایات کے حیلہ اسقاط کا کرنا خوب ہے

لیکن مومن کو چاہئے کہ حتی المقدور نماز اور روزہ اور فرض واجب کو ترک نہ کرے اور اگر کسی مجبوری میں ترک ہوگیا ہو تو اپنی زندگی میں قضا پڑھ لے جیسے بعضے دیندار خدا ترس لوگ قضاء عمری کی نماز پڑھتے ہیں۔ یعنی جتنی برسوں کی نماز اُن سے فوت ہوگئی ہیں ان کو پانچوں وقتاں ادا کر لیتے ہیں ترکیب کے ساتھ یہ کام تو بڑے جوان دیندار مردوں کا ہے لیکن اگر کوئی کم ہمت حیلہ ساز ہو اور اس طرح سے ادا نہ کر سکے تو اس کو لازم ہے کہ نماز قضاء عمری کی چاروں رکعت نفل کی اس طرح سے پڑھے جیسے کہ ہم اس جگہ کہتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی قضا نمازیں معاف کر دے وہ ترکیب یہ ہے۔

ترکیب نماز قضاء عمری

انیس الواعظین اور مفتاح الجنان اور مرقعہ اور اوراد شیخ الشیوخ وغیرہ بہت سی معتبر کتاباں میں لکھا ہے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص سے نمازیں بہت فوت ہوگئی ہوں کہ جنکی گنتی نہ جانتا ہو کہ مجھ سے کتنی نمازیں فوت ہوگئی ہیں اس کو لازم ہے کہ جمعہ کے دن پہلے نماز جمعہ سے یا ہر روز چار رکعت پڑھے ایک نیت اور ایک سلام سے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے ایک مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ مرتبہ انا اعطینا پڑھے لیکن مطلوب السالکین میں لکھا ہے کہ آیت الکرسی ہر رکعت میں سات مرتبہ اور انا اعطینا پندرہ مرتبہ پڑھے یہی جواہر خمسہ اور مرقعہ میں لکھا ہے لیکن اوراد شیخ الشیوخ اور مفتاح الجنان اور انیس الواعظین میں آیت الکرسی ایک مرتبہ لکھی ہے غرضیکہ بعد سلام کے کلمہ تمجید اور درود اور استغفر اللہ ان تینوں کو سو سو مرتبہ پڑھے اور بعد ان کے یہ دعا پڑھے لیکن اوّل آخر اس دعا کے درود پڑھے۔

دعا نماز قضائے عمری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ یَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَیَا مُحْیِیَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَجْعَلْ لِیْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا مِمَّا اَنَا فِیْہِ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یَا سَمِیْعُ یَا وَاهِبَ الْعَطَایَا وَیَا غَافِرَ الْخَطَایَا یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا رَبَّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ یَا سَاتِرَ الْعُیُوْبِ وَیَا غَافِرَ الذُّنُوْبِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

نیت نماز قضائے عمری

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتِ صَلٰوۃِ النَّفْلِ تَکْفِیْرَ لِلصَّلٰوۃِ الَّتِیْ فَاتَتْ مِنِّیْ فِیْ جَمِیْعِ عُمْرِیْ مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اور اگر عربی نہ جانے تو ہندی زبان میں اس طرح نیت کرے۔

نیت کرتا ہوں میں یہ کہ نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے چار رکعت نماز نفل بدلے ان نمازوں کے جو فوت ہوئی مجھ سے تمام عمر میں منہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

فائدہ مومن کو لازم ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھے یا ہر جمعہ کو یا آخری جمعہ کو پڑھے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک مرتبہ تو ضرور پڑھے کس واسطے کہ فضیلت اس نماز کی بہت بڑی ہے اور اکیلا نہ پڑھ سکے تو جماعت سے پڑھے کیونکہ جماعت سے نماز نفل کا پڑھنا جائز ہے اگرچہ بعض علمائے حنفیہ نے تداعی کی کے ساتھ جماعت نفل کو مکروہ لکھا ہے مگر علمائے صوفیہ اور مشائخین صالحین نے نماز نفل کو جماعت سے انبوہ کثیر کے ساتھ پڑھی ہے اور وے علما جو کہ نفل نماز کو جماعت سے تداعی کے ساتھ مکروہ لکھتے ہیں وے بھی مطلق منکر جماعت نفل کے نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اگر دو تین آدمیوں کے ساتھ نفل کو جماعت سے پڑھے تو مکروہ نہیں تین سے زیادہ آدمیوں کا ہونا مقتدیاں کا مکروہ ہے۔ یعنی تداعی کا معنی ان علمائے یہ کئے ہیں کہ تین سے زیادہ نہ ہوں اور بعضے علمائے تداعی کے معنی اذان اور تکبیر کے لکھتے ہیں یعنی اذان تکبیر سے نماز نفل کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور اسی سے روایت پر عمل ہے اکثر علمائے حنفیہ اور شافعیہ کا اور تمام مشائخین حضرات صوفیہ کا۔

جامع العلوم میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری فرماتے ہیں کہ نفل کو جماعت سے پڑھنا آیا ہے جیسے کافی میں ہے اَلتَّطَوُّعُ بِالْجَمَاعَتِ یَجُوْزُ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ مِنْ غَیْرِ الْکَرَاھَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عِنْدَنَا رُخْصَۃٌ وَیُصَلِّیْ الْمُتَنَفِّلُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ یعنی نماز نفل جماعت سے پڑھنا جائز ہے نزدیک امام شافعی کے بغیر کراہت کے اور ایک روایت میں ہمارے مذہب حنفیہ میں اجازت ہے جماعت سے نفل پڑھنے کی جیسے لکھا ہے جیسے کافی میں سے اسی جامع العلوم میں لکھا ہے کہ یجوز للمومن ان یعمل فی العبادات علی مذھب غیرہ یعنی جائز ہے مومن کو یہ کہ

عمل کرے عبادات میں اوپر مذہب غیر اپنے کے یعنی عبادات میں اور اگر دوسرے مذہب کی روایت پر عمل کرے تو روا ہے اور یہی فتاوی کامل میں لکھا ہے غرضیکہ ہر طرح سے اس نماز کو پڑھے خواہ تنہا یا جماعت سے۔
اوراد شیخ الشیوخ میں لکھا ہے کہ اگر اس نماز کی دعا نہ جانے تو بعد سلام کے تین مرتبہ قل ھو اللہ اور تین مرتبہ درود پڑھ لے اور اگر ہو سکے تو کلمہ تمجید اور درود اور استغفار ان تینوں کو سو سو مرتبہ پڑھے۔

مفتاح الجنان میں اور اوراد شیخ الشیوخ میں اس نماز کی فضیلت کے ذکر میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز قضا عمری کی پڑھے تو دو سو برس کی نماز قضا ہوئی اس کی اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول علیہ السلام کو فرماتے تھے اس نماز سے چار سو برس کی قضا ہوئی نماز معاف ہوتی ہے اور روایت حضرت عثمان رضؓ میں چھ سو برس کی قضا ہوئی نماز کا کفارہ لکھا ہے اور روایت حضرت علی مرتضیٰ رضؓ میں آٹھ سو برس کی قضا نماز کا کفارہ لکھا ہے اور جبکہ رسول علیہ السلام نے اس نماز کی فضیلت کا بیان فرمایا یاران نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی کی عمر اس زمانے میں نکثر اسّی برس سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اتنی نماز ان آٹھ سو برس کا کفارہ کیوں فرمایا حضرت نے جواب دیا کہ ماں باپ دادا دادی خویش اقربا اور اولاد کی نماز قضا معاف ہوتی ہے انیس الواعظین میں لکھا ہے کہ مشائخ سلف اس نماز کو ہر جمعہ کو پڑھا کرتے اور ہرگز نہ چھوڑتے تھے اور جواہر خمسہ اور مطلوب السالکین میں لکھا ہے یہ نماز شیخ السلام والمسلمین ابوالفتح رکن الدین ملتانی شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاء الدین ذکریا سلطان قطب الدین بادشاہ دہلی کے واسطے تبرک اور ہدیہ لائے تھے اور اسناد اس نماز کی رسول علیہ السلام سے نقل کری ہے۔

ارشاد الطالبین میں لکھا ہے کہ جس کی بہت سی نماز قضا ہو جاوے بس تو جمعہ کے روز بعد نماز ظہر کے بارہ رکعت تین سلاموں سے پڑھے پندرہ پندرہ قل ہو اللہ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ تمام نماز قضا ہوئی اس کی بخشش دیتا ہے اور یہ نماز ان نمازوں کے فوت ہونے کا کفارہ ہوتا ہے اور پھر اس میں لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے حضرت عبد اللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جس کسی شخص سے نماز بہت سی قضا ہو گئی ہوں تو اس کو لازم ہے روز دوشنبہ کو روزے رکھے اور نماز چاشت کے وقت جنگل میں جاوے اور غسل کرے اور بعد تحیۃ الوضو کی پچاس رکعت نفل کی پچیس سلاموں سے پڑھے ایک ایک قل ہو اللہ کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ تمام نمازیں فوت ہوئی کو معاف کر دیتا ہے۔

روایت ہے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ چاروں یار روایت کرتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے تو اس کی ایک سو برس کی نماز قضا معاف ہوتی ہے اور دو مرتبہ چار سو برس کی اور چار مرتبہ سے چھ سو برس کی اور پانچ مرتبہ سے سات سو برس کی نماز قضا معاف ہوتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ماں باپ اور دادا دادی وغیرہ اور بچوں تک کی نمازیں معاف ہوتی ہیں وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی فَنَائِہَا وَمِنْ اَوَّلِ الْاٰخِرَۃِ اِلٰی بَقَائِہَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ نِعْمَائِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

انیس الارواح ملفوظ حضرت خواجہ عثمانؒ میں اس کی تیرہویں مجلس میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے رسول علیہ السلام سے روایت کری ہے کہ جس شخص کی نمازیں حالت نادانی میں اور جاہل پنے میں بہت سی قضا ہوجاویں اور اس کو معلوم نہیں کہ مجھ سے کتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں پس اس شخص کو چاہیئے کہ دوشنبہ کے دن پچاس رکعت ایک ایک قل ہو اللہ سے پڑھے اور بعد سلام کے سو مرتبہ استغفر اللہ پڑھے اللہ تعالیٰ وہ تمام نمازیں فوت ہوئی اس کی معاف کرتا ہے اگرچہ سو برس کی نمازیں اس کی فوت ہوئی ہوں۔ انیس الارواح مترجم صـ ۲۸

اور چاروں خلفائے راشدین حضرت رسول علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے تھے رسولؐ کہ جو کوئی اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے تو اس کی ایک سو برس کی نماز قضا ہوئی اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے اور اگر دو مرتبہ پڑھے تو چار سو برس کی۔

ذکر اسقاط کا بعد فوت ہونے کے

جبکہ آدمی عورت مرد مسلمان فوت ہونے لگے تو لازم ہے کہ اپنے جیتے جی اسقاط کردے ورنہ اپنے ورثہ کو مرتے وقت وصیت کردے کہ میرے بعد مرنے کے قبل دفن کے مجھ پر اسقاط کر دینا اور اگر وصیت نہ کر گیا ہو تو اس کے خویش اقربا وارثوں کو لازم ہے کہ اسقاط کر دے اور ترکیبیں اسقاط کی کتابوں معتبر میں بہت ہیں لیکن اس جگہ تھوڑا سا بیان لکھا جاتا ہے

فائدہ اول تو سمجھنا چاہیئے کہ اسقاط کے معنی ساقط ہو جانے کے ہیں یعنی دور ہو جانے کے ہیں روزہ فرض اور واجب جو اس پر رہ گیا ہو وہ بوجھ اس کے گردن سے دور کرنے کو کہتے ہیں تا بسبب ان کے اس میت کے لیئے عذاب نہ ہو سو اس کی اصل ترتیب اسقاط تو یہ ہے۔

رسالہ تجہیز تکفین میں مولوی محمد عمران رام پوری نے لکھا ہے کہ اس کی عین عبارت یہ ہے۔ رسالہ تجہیز و تکفین ص ۲۸-۲۹

عبارت: ایک شخص مرا اور فرض نمازیں اور واجب اور روزے ماہ رمضان کے اور کفارہ قسموں کے اور سجدہ سہو یا اور کوئی واجب سنت یا بعض اس کے ذمہ پر تھی کہ اس نے ادا نہیں کئے تھے لیکن نقصان کے ساتھ پس اگر اس نے وصیت کی ہو کہ مجھ پر حقوق باقی ہیں میرے مال سے ان حقوق کا فدیہ دیجیو پس اگر ثلث مال یعنی تیسرا حصہ مال کا اس فدیہ کے لئے کافی ہو تو دیا جاوے اس طور سے کہ جتنی اس پر فرض نمازیں ہیں وتروں سمیت اور رمضان کے روزے شمار کر کے ہر ایک کی عوض میں آدھا صاع گندم یعنی دو سیر پختہ گیہوں چالیس تول کر یا قیمت اس کی محتاجوں کو دیدے اور باقی حقوق کا حال حیلہ کے بیان میں آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا اور اگر ثلث مال اس میں کفایت نہ کرے تو چاہئے کہ فدیہ پورا کرنے میں حیلہ کیا جاوے اور اگر حیلہ نہ کرے اور وارث اس میت کے اپنی طرف سے اس مال کو پورا کر کے ادا کر دیں تو بھی جائز ہے پھر اس صورت میں حیلہ کرنا مناسب نہیں ہے اور اگر میت نے وصیت نہ کری ہو اور وارث اپنی طرف سے فدیہ دیدیں تو بھی درست ہے۔

حیلہ اسقاط کا یہ ہے کہ عمر اس میت کی سب حساب کیے جاوے جس دن سے پیدا ہوا اس دن سے لیکر فوت ہوا جبتک پھر اس میں سے ابتداء تولد سے بلوغ تک کے ایام نکال ڈالیں یعنی مرد کے تو بارہ برس اور عورت کے نو برس پھر ہر روز کے پانچ فرض نمازوں اور ایک نماز وتر کے بدلے دو سیر گیہوں نماز کے مقرر کریں پس ایک روز کے بارہ سیر ہوئے اور ایک مہینہ کے چالیس سیر تین نا سے نو من ہوئے اور ایک برس کے ایک سو آٹھ من گندم ہوئے اور ایک

مہینہ رمضان شریف کے روزوں کے بدلے ڈیڑھ من ہوئے پس یہ تمام گندم بارہ مہینوں کی نماز و روزوں کے بدلے ایک سو ساڑھے نو من ہوئے اور چاہیئے کہ بدلہ سجدہ سہو کے اور کفارہ یمین کے یا مثل اس کے اور واجبات جو کہ واجب الادا ہے ان کے بابے کیونکہ بندہ بسبب بشریت کے ان کی ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے فکر کرکے کہ مثلاً اس قدر یہ امور اس کے ذمہ پر ہوں گے ہر ایک کے بدلے آدھا صاع گیہوں یعنی دو سیر پختہ مگر کفارہ یمین کے بدلے پانچ صاع حساب کرکے اندازے سے ان پر زیادہ کرلیں پھر جتنی کہ عمر مقرر کی جاوے اتنے ہی گندم اس حساب سے مقرر کرکے قرآن شریف یا اور کوئی شئے قیمت انھیں گیہوؤں پر ایک مسکین کے ہاتھ بیچ ڈالے پھر اگر قرآن مجید اس مسکین کو دینا منظور نہ ہو تو اسے لیکر بخشانے والا اسے چھوڑ دیں پس قرآن بیچنے والے کی اس مسکین پر اتنے گیہوں ثابت ہو جاویں گے۔ پھر قرآن بیچنے والا اس مسکین سے کہے کہ اس میت کے ذمہ پر جو اتنی مدت کے فرض نمازیں اور واجب اور سجدہ سہو اور ماہ رمضان کے روزے اور کفارہ یمین کے اور سوائے ان کے یعنی حقوق اللہ تعالیٰ کے کہ واجب الادا ہیں اور اس نے ان سب سے بعض تو ادا کیئے ہیں اور بعضے اس کے ذمہ باقی ہیں یا سبھی باقی ہیں تو میں نے تجھ کو دیئے گیہوں کہ میت کے تجھ پر قیمت اس قرآن کے ہیں اس میت کی ان حقوق کے فدیہ میں دیئے پھر وہ مسکین کہے میں نے قبول کیئے پس اُمید قوی ہے خدا کی جناب مغفرت مآب سے کہ اپنے فضل و کرم سے اس میت کو بخشے۔

پس چاہیئے کہ جس مسلمان کی وفات ہو تو اسقاط اس کی اس طور سے کریں اور اگر وہ مالدار ہو تو اس کے مال میں سے دیں یا اگر

وارث اس کے اپنی طرف سے ادا کریں تب بھی بہتر ہی والا یہ حیلہ کریں اور اس امر سے غافل نہ رہے۔ یہ عبارت مولوی محمد عمران رام پوری کے رسالہ تجہیز تکفین کی ہے جزاہ اللہ خیر۔ ۲۸/۲۹

سراج الوہاج میں حیلہ اسقاط کا اس طرح لکھا ہے کہ میت کے عمر کی برس شمار کرے ان میں سے بارہ برس مرد کے اور نو برس عورت کے ایام بلوغت تک کے نکال ڈالے باقی عمر کے برس کے پانچ پانچ برس کے حصے کرے اور ایک قرآن مجید لا کر اس کے غلاف میں نقد روپیہ فلوس رکھیں اور وارث اس میت کا اس قرآن شریف کو مع اس نقد کے جو اس کی جزدان میں ہے ہاتھ میں لے کر کہے کہ جو کچھ کہ حق پروردگار کا ذمہ اس میت کے ہے اور یہ ان ایام میں ادا کرنے ان کی سے لاچار ہے پس اس قرآن کو مع اس نقد کے واسطے بدلے فدیہ ان حقوق خدا کے للہ تجھ کو دیا اور مسکین لینے والا کہے کہ میں نے قبول کیا اس طور پر پانچ پانچ برس پر قرآن شریف کو پھیرے۔

ایک رسالہ پنجابی زبان میں تجہیز تکفین کے باب میں کسی عالم نے تصنیف نظم کیا ہے اس میں یوں لکھا ہے۔

ابیات

جنازوں اگے کرو اسقاط　　　عذابوں چھوٹے پے نجات

جنازہ لے جانے سے پہلے اسقاط کرو　　　تاکہ میت عذاب سے بچ جائے اور نجات پائے

عمر ساری دی وَرہ گِنسوں — بارا اُوتھّ لاہ سیٹوں
مرحوم کی عمر کے تمام سال شمار کرو — اور ان میں سے بارہ نکال دو

ہک سوا اٹھتالیس مَن گیہوں — سے سیر وچوں گھٹ پیوں
ایک سو اٹھتالیس من گیہوں سے — تین سیر کم

ورہ ورہ فدیہ ایہہ ہے — سب ہنسان ورہا ڈا ایہو جیہوی
یہ مقدار ایک سال کا فدیہ ہے — کل سو سال بھی ہے تو اسی حساب سے فدیہ دیا جائے

کنک دیٹویا دوہری جَو — مردہ دیکھے ضرر نہ ہو
فدیہ کے طور پر گندم دیا جائے — گندم نہ ہو تو جَو دیئے جائیں

سبو راہ خدا دیوائیں — علماداں فقراواں تائیں
یہ سب اللہ کی راہ میں — عالموں اور درویشوں کو دو

جے اتیاں نہ حاضر ہوے — موجب نرخ دی روک دی جیوے
اگر گندم یا جو جیسی جنس میسر نہ ہو تو ان کی موجودہ قیمت کے مطابق نقد رقم بطور فدیہ دی جائے۔

ہے اسقاط انہیں دا ناں — سہنو لوکا سہر گراؤں
اس کا نام اسقاط ہے — اے لوگو شہر اور دیہات والو سن لو

۱ کیونکہ بارہ سال کی عمر تک نابالغ تھا اور شرعی طور پر مکلف نہ تھا۔

۲ مقدار گندم سے دوگنی ہو میت اس فدیہ کا انتظار کرتی رہتی ہے اس لئے اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی جائے تاکہ میت کا نقصان نہ ہو۔

حیلہ اسقاط

جے یہ بھی تینوں ناہیں توفیق ، سن اکھناں حیلہ بئے طریق

اگر اسکی توفیق بھی نہ ہو تو ، سنو ایک اور طریقے کا حیلہ بتاتا ہوں

روپا سونا ہے کی روک ، حاضر کیجئے اتھے تھوک

سونا، چاندی میسر ہو تو وہ ، لے کر اس کی قیمت ڈلوالی جائے

مل ادھناں دا کر اظہار ، چوتھی کیتی سہنس ہزار

اسکی یعنی قیمت کا تعین کر کے اعلان کر

بکؔ جینی کو چاہ دیجیوی ، کاغذ اُوتے چاہ لکھوائی

ساری مجلس وچ پھر ہوئی ، بکؔ کو بی چاہ بخشیوئی

جان جب پورا ہوے حسابوں ، میت چھٹتے کنو عذابوں

جب حساب پورا ہو جائے گا تو ، میت عذاب سے چھوٹ جائے گی

کچھ دیجئے علماواں تائیں ، رہ داں ادناں کنوں بخشائیں

جو کچھ وصول ہو علما کو دیدیا جائے اور باقی ماندہ ان سے بخشوالیا جائے

دوسرا حیلہ اسقاط

جے زر لی تیں کو نہیں وسیلہ　　سن اکھاں تینکو بیا حیلہ
اگر تمہارے پاس سونے کا وسیلہ نہیں ہے　تو سنو تمہیں ایک اور تدبیر بتاتا ہوں
جو کچھ فدیہ تھیا شمار　　لکھ کر ڈرتے سہنس ہزار
جتنا فدیہ بھی شمار ہوا ہو
تہندی عوض قرآن ڈیجیوے　　تا میت نال فضل بخشیوے
اس کے عوض میں قرآن بخشا جائے　　تو بھی میت اللہ کے فضل سے بخش دی جائیگی

کنز العباد میں صغیری سے لکھا ہے کہ

اِذَا فَاتَ الوِتْرُ عَنِ الْمَرِيضِ يُكَفِّرُ لِكُلِّ وِتْرٍ نِصْفَ صَاعٍ كَمَا فِي سَائِرِ الصَّلٰوةِ ؛

یعنی اگر فوت ہو جاوے وتر نماز مریض سے تو کفارہ دے واسطے ہر ایک وتر کے دو سیر گیہوں جیسا کہ فرض نمازوں کا دیتے ہیں۔

فائدہ: ایک صاع چار سیر پختہ وزن چالیس تول کا ہوتا ہے اور ادھا صاع دو سیر پختہ کا ہوتا ہے۔

فتاویٰ اہل سمرقندہ میں لکھا ہے کہ

وَبِهٖ تَبَيَّنَ اَنْ يُّعْطِىَ عَنْ كُلِّ صَلٰوةٍ مَنَوَيْنِ لَا عَنْ كُلِّ يَوْمٍ ـ

اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا یہ کہ دیا جاوے ہر نماز کے بدلے دو سیر نہ کہ ہر روز کے بدلے اور خلاصہ کی انیسویں فصل میں لکھا ہے۔

اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ صَلٰوةٌ فَائِتَةٌ وَاَوْصٰى

بِاَنْ یُعْطٰی کَفَّارَۃُ صَلٰوۃٍ یُعْطٰی بِکُلِّ صَلٰوۃٍ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ وَّلِلْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ وَّبِصَوْمِ یَوْمٍ نِصْفَ صَاعٍ وَّاِنَّمَا یُعْطٰی مِنْ ثُلُثِ مَالِہٖ۔

یعنی جبکہ مر جاوے آدمی اور اس پر نماز فوت کا کفارہ ہے اور اس نے وصیت کری اپنے ورثا کو کہ میری فوت ہوئی نمازوں کا فدیہ دینا تو دیویں واسطے ہر نماز کے دو سیر گیہوں اور واسطے ہر وتر کے دو سیر گیہوں اور دیا جاوے یہ فدیہ مذکور اس کے ثلث مال سے اور اگر اس کے مال نہ ہو تو اس کی اسقاط کا حیلہ کریں جیسے کہ خلاصہ میں بعد مسئلہ مذکور کے لکھا ہے۔

وَاِنْ لَّمْ یَتْرُکْ مَالًا یَسْتَقْرِضُ قَرِیْبُہٗ نِصْفَ صَاعٍ وَّیَدْفَعُ اِلٰی مِسْکِیْنٍ ثُمَّ یَتَصَدَّقُ الْمِسْکِیْنُ عَلَیْہِ ثُمَّ یَدْفَعُ الْمِسْکِیْنَ ثُمَّ یَتَصَدَّقُ الْمِسْکِیْنُ عَلَیْہِ ثُمَّ وَثُمَّ حَتّٰی یَتِمَّ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ مَّا ذَکَرْنَا۔

یعنی اور اگر نہ چھوڑ جاوے وہ میت مال کو پس قرض لیوے اس میت کا قرابتی یعنی وارث دو سیر گیہوں اور دیوے مسکین کو پھر بخش دے مسکین وہ گندم اسے وارث اس میت کو پھر دیدیوے وہی وارث میت کا اسی مسکین کو بدلے فدیہ میت کے اور پھر بخش دے مسکین اسی گندم کو اس شخص وارث میت کو پھر دیوے وہی گندم کو وارث اس کا اس مسکین کو پھر اسی طرح سے کیا جاوے یہاں تک کہ تمام ہو جاوے فدیہ تمام نماز اور روزوں اور فرائض و واجبات اس میت کا

فائدہ یعنی خلاصہ کی انیسویں فصل میں حیلہ اسقاط کا یوں لکھا ہے کہ قرض لے وارث اور لایا لگتا اس میت کا دو سیر گیہوں اور

دیوے مسکین کو عیوض فدیہ نماز کے پھر وہ مسکین للہ بخش دے وہ گیہوں اسی دینے والی کو اور پھر وہ مسکین کو دیدے عیوض فدیہ نمازیں اور فرائض واجبات اس میت کے پس یہاں تک دیا جاوے کہ پورا ہو جاوے کفارہ ہر نماز روزہ واجبات میت کا۔
فتاویٰ عالم گیری اخیر جلد کی کتاب الحیل کی چوتھی فصل میں لکھا ہے۔

اِذَا اَرَادَ اَنْ یُودِیَ الْفِدْیَۃَ عَنْ صَوْمِ اَبِیْہِ اَوْصَلٰوتِہٖ وَھُوَ فَقِیْرٌ فَاِنَّہٗ یُعْطِیْ مَنْوَیْنِ مِنَ الْحِنْطَۃِ فَقِیْرًا ثُمَّ یَسْتَوْھِبُہٗ ثُمَّ یُعْطِیْہِ ھٰکَذَا اِلٰی اَنْ یَتِمَّ کَذَا فِیْ فَتَاوَی السِّرَاجِیَۃِ

اور ظہیریہ میں یہ لکھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری صہ ۳۹۲

وَلَوْمَاتَ رَجُلٌ وَعَلَیْہِ صَلٰوۃٌ یُعْطِیْ لِکُلِّ مَکْتُوْبَۃٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ حِنْطَۃٍ وَلِلْوِتْرِ کَذٰلِکَ وَالصَّحِیْحُ اِنَّ ھٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْوِتْرِ فَلَوْ اَعْطٰی فَقِیْرًا وَاحِدًا جُمْلَۃً۔

جان اگر مر جاوے کوئی شخص اور اس پر فوت نماز ہیں تو دیا جاوے عیوض ہر فرض نماز کے دو سیر گیہوں اور وتر واسطے بھی اتنے ہی دے۔
صحیح یہ ہے کہ یہ قول امام اعظم کا ہے وتر کے فدیہ دینے کے باب میں پھر اگر دے دیویں ایک فقیر کو وہ تمام گندم یا قیمت اس کی روا ہے۔
سراجیہ کے باب فوایت میں لکھا ہے کہ

اِذَا مَاتَ وَعَلَیْہِ فَوَائِتُ فَدَفَعَ الْوَارِثُ عَنِ الْمَوْتِ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ

قِيمَةِ لِكُلِّ مِسْكِينٍ اَوْ مِسْكِينٍ وَاحِدٍ عَنْ كُلِّ الْفَوَائِتِ يَجُوزُ۔

اگر کوئی مر گیا اور اس پر قضا نمازیں ہیں پھر دیوے وارث میت کا بدلے اس میت کے ہر نماز کے دو سیر گندم یا قیمت اس کی ہر مسکین کو یا ایک مسکین کو اگر تمام نمازیں فوت ہوئی کا یہ دیوے تب بھی جائز ہے۔

نجم الآخرت
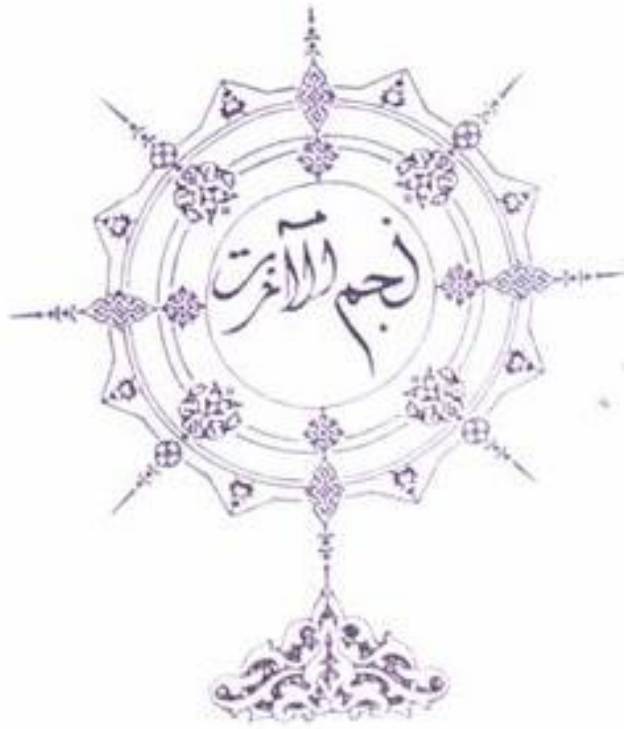
باب سوم کی فصل سولہویں

میت کو دفن کرنے اور اس کی قبر کے ذکر میں

اے عزیز قبر اس کو کہتے ہیں کہ جہاں میت کا بدن گلتا ہے چاہے زمین کھود کر دفن کر دیا، یا آگ میں جلا دو، یا دریا میں ڈوب جاؤ، یا جانور پھاڑ کھائے، خواہ ہوا میں رکھ دو اس کی قبر وہی ہے اسی جگہ عذاب، ثواب قبر کا اور سوال منکر نکیر کا اس میت سے ہوتا ہے۔ جیسے آخرگت میں لکھا ہے کسی کو نہ زمین کریں کسی کو بیکر کھائے کسی کو ڈوبا دیں کوئی کسے چتا بیچ ہوئے۔ سبھی پاس آویں ہیں بھیجے قدیر فرشتے ہیں دو نام منکر نکیر
لیکن مومن کو لازم ہے کہ زمین میں جیسے کہ طریق مسلماں کی ہے اسی طرح دفن کریں۔

سراج الوہاج میں لکھا ہے کہ مردہ کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جو شخص جس شہر میں مرے اس کو اسی شہر میں دفن کریں اور اس کی قبر اولیاء اللہ اور نیک بختاں اور علماء کی قبروں کے پاس کریں، بدکاروں اور گمراہوں کی قبروں کے پاس اس کی قبر نہ کریں اس واسطے کہ بدوں کے پڑوس سے مردے کو ویسے ہی تکلیف

اور اذیت ہوتی ہے جیسے کہ زندوں کو ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ فتاویٰ غرایب میں ہے اور نیک بختوں کے پڑوس سے گنہ گار مردے کے واسطے سبب بخشش کا ہے جیسے کہ آخر گت میں مولانا شاہ محمد رمضان فہمیؒ نے لکھا ہے۔

ابیات

کتاب ایک شرالصدور ۔۔۔ رکھا ایک مردہ ولی یا قبور
کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر ۔۔۔ کہا کیا ہوا حال تیرا قبر
کہا اُسنے پہلے سبب کچھ گناہ ۔۔۔ عذاب قبر سے ہوا میں تباہ
یہاں ایک ولی تھا مرے پاد فن ۔۔۔ پکارا خدا سے کہ یا ذو المنن
خدا فضل سے اس کو مغفور کر ۔۔۔ وگرنہ میرے پاس سے دور کر
خدا نے جب ہی اسکے صدقے مجھے ۔۔۔ دیا بخشش سن اب کہا میں تجھے

فتاویٰ غرایب میں لکھا ہے کہ میت کو اس کے گھر میں دفن کرنا اچھا نہیں اس لئے کہ یہ خصوصیت انبیاء کی ہے۔ اور اگر کوئی وصیت کرے کہ مجھ کو مرے گھر میں دفن کرنا تو یہ بھی وصیت اس کی باطل ہے۔

فتاویٰ غرایب میں لکھا ہے کہ میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا منع نہیں ہے اور مکروہ نہیں ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک کوس سے دو کوس تک لیجانا تو مضائقہ نہیں اور بعد دفن کے میت کو نکال کر دوسری جگہ لیجانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر زمین مغصوب ہو یعنی زبردستی سے کسی کی زمین میں گاڑ دے تو اس وقت اس میت کا نکالنا اور دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے بعضوں کے نزدیک مگر اس وقت تک کہ مردہ کا بدن سلامت ہو۔

مسئلہ: جبکہ مردہ کو قبر میں رکھ کر تختے دیدیں اور پھر اس کو مٹی دیں تو لازم ہے کہ ہر آدمی تین تین مرتبہ اس کی قبر پر مٹی ڈالیں پہلی مرتبہ مٹی ڈالنے کے وقت یہ پڑھیں: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ

دوسری مرتبہ وَفِیۡہَا نُعِیۡدُکُمۡ
تیسری مرتبہ وَمِنۡہَا نُخۡرِجُکُمۡ تَارَۃً اُخۡرٰی

مسئلہ: جبکہ قبر تیار کر لیں اس پر خوب طرح سے پانی چھڑکیں یہاں تک کہ قبر خوب تر ہو جائے کہ سنت ہے اور رسول علیہ السلام کی قبر پر بھی پانی چھڑکا تھا اور پانی کے چھڑکنے سے قبر کا عذاب معاف ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ قبر کو اوپر سے مدور یعنی گول اور چوکونٹی نہ بنادیں بلکہ اوپر سے مثل کھوئی اونٹ کی بنادیں۔

مسئلہ:۔ میت کو جس قدر آدمی بخوبی قبر میں اُتار سکیں اتنے ہی اتاریں اس میں کچھ گنتی مقرر نہیں لیکن چاہیئے کہ اتارنے والے قوی بدن اور قوت والے ہوں اور نیک بخت ہوں کہ مستحب یوں ہے کہ اس کو آرام اور آہستگی سے اتاریں۔

مسئلہ:۔ عورت کو قبر میں اس کے محارم اتاریں محارم عربی میں اس کو کہتے ہیں کہ جس کا نکاح اس عورت سے حرام ہے جیسا کہ باپ بیٹا، بھائی اور بھتیجا، کاکا، ماموں، پھوپھا وغیرہ اور اگر محرم نہ ہو تو اس کا زیادہ قرابتی اُتارے غرض کہ نزدیک والے کے ہوتے دور والا نہ اُتارے اور اگر کوئی محرم یا قرابت والا نہ ہو تو لاچار کوئی اُتارے مضائقہ نہیں مگر اُتارنے والے نیک بخت اور صالح ہوں یعنی اول محرم بعدہ قرابت والا بعدہ ہمسایہ بعدہ نیک بخت صالح مگر عورتاں قبر میں نہ اُتاریں کیونکہ رسول علیہ السلام نے کافروں اور عورتوں کو قبر میں داخل ہونے سے منع کیا ہے۔

مسئلہ: منہ دیکھنا دکھانا میت کا قبر میں درست ہے یہ کشف الغطا میں لکھا ہے اور پھر کشف الغطا میں لکھا ہے کہ میت کو قبر میں داہنی کروٹ لٹا کر مٹی یا ڈھیلے کا تکیہ لگا دیں تا کہ اُلٹ نہ جاوے اور ایک تکیہ کچی اینٹ کا یا ڈھیلے کا اس کے سر کے نیچے رکھ دیں اور چت لٹانا روایات

سے ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ قبلہ کی طرف سے داخل کرنا مردکا مستحب ہے

مسئلہ:۔ مردے کے نیچے قبر میں چادر یا کپڑا بچھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی جگہ کی زمین نرم ہو تو میت کو تابوت لوہے کا یا پتھر کا یا لکڑی کا بنا کر اور اس میں رکھ کر دفن کرنا درست ہے۔ مگر جو تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ تابوت میں مٹی کا فرش کریں اور اندر کی طرف سے تابوت کے دونوں طرف کو مٹی سے لیپ دیں خواہ مٹی ملتانی ہو یا اور کچھ۔

مسئلہ:۔ فائدہ۔ اسی طرح اگر چونے سے پختہ قبر چنا کر ضرور واسطے پھر اس کو اندر کی دونوں طرف مٹی سے لیپ دیں اور فرش مٹی کا کر دیں تو درست ہے۔ بغیر فرش مٹی کے اور دونوں طرف کی لیپنے کی علماء نے چونہ سے پختہ قبر کا بنانا اور اس میں دفن کرنا میت کا مکروہ لکھا ہے۔

مسئلہ:۔ بعد دفن کے پانی چھڑکنا قبر پر مستحب ہے اور طریقہ چھڑکنے پانی کا قبر پر یہ ہے کہ پہلے سرہانے سے پیروں تک قبلہ کی طرف منہ کرکے پانی تین بار چھڑکے پھر اسی طور سے دوسری طرف کو چھڑکے یعنے پائینتی سے سر تک چھڑکے۔

مسئلہ:۔ قبر کی مٹی جتنی ہو اتنی ہی قبر پر ڈالیں کم زیادہ نہ کریں کہ مکروہ ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک اگر تھوڑی بڑھ جاوے تو ڈر نہیں۔

مسئلہ:۔ دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرنا مستحب ہے اور مرد کی قبر پر پردہ کرنا روا نہیں ہے کہ اس میں شباہت عورتاں کی ہوتی ہے۔

مسئلہ:۔ تختے رکھنا عورت کی قبر پر سر کی طرف سے شروع کریں کہ مستحب ہے اور مرد کی قبر پر تختے پانوں کی طرف سے رکھنے شروع

کریں اور اگر تختے رکھتے ہوئے سوراخ تختوں میں رہ جائے تو بند کرنا
اس کا مستحب ہے تاکہ مٹی میت پر نہ پڑے۔

مسئلہ:۔ رات کو مردہ دفن کرنا جائز ہے بلا کراہیت کیونکہ
حضرت ابو بکر صدیقؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا اور فاطمہ زہرہؓ
کو بھی رات کو دفن کیا گیا تھا بلکہ اکثر صحابہ کرامؓ کو رات ہی میں دفن
کیا گیا تھا۔

مسئلہ:۔ قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد اور شق
لحد بغلی والی قبر کو کہتے ہیں شق حوض کی مثال ہوتی ہے یہ دونوں طرح کی
قبریں جائز ہیں لیکن افضل قبر لحد ہے مگر یہ بغیر سخت زمین کے
نہیں ہوتی ہے اگر سخت زمین میں بھی شق قبر کریں تب بھی جائز ہے
لیکن لحد کرنا سنت ہے کیونکہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

حدیث:۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ
لِغَیْرِنَا مشکوٰۃ ص۱۴۸ ۔ لحد تو ہمارے واسطے ہے اور شق اوروں کے واسطے

فائدہ:۔ اس حدیث میں مراد ہمارے واسطے مدینے کے رہنے
والوں کی ہے کیونکہ اس جگہ کی زمین سخت ہے اور غیروں سے مراد اس
جگہ کی ہے کہ جہاں کی زمین نرم ہے۔ لحد کی شکل یہ ہے۔

مردہ اس میں رہے گا
اور اس پر تختے رکھیں

شق کی شکل یہ ہے

مردہ اس میں رکھیں

مسئلہ:۔ کچی اینٹیں یا نلوں کے سینٹے لحد کے منہ پر رکھنا

مستحب ہے اور بوریا رکھنے میں اختلاف ہے بعضے مکروہ بعضے روا کہتے ہیں۔

مسئلہ: پکی اینٹ یا مضبوط لکڑیاں لحد کے منہ پر رکھنا مکروہ ہے بشرطیکہ میت کے متصل ہوں لیکن اگر کہیں کی زمین نرم ہو یا جانوروں، درندوں کا نکال لیجانا میت کا ڈر ہو تو محافظت کے لئے میت سے ذرہ سا فرق سے رکھیں تو درست ہے جیسے کہ میت کی قبر کے اوپر اُن کا رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: قبر کا عمیق یعنی اُنڈھاپن مرد میانہ قد کے سینے تک چاہئے اور جتنا اس سے زیادہ ہو افضل ہے یہ مسئلہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ امام اعظمؒ سے روایت ہے کہ طول یعنی درازی قبر کے میت کے قد کے برابر ہو عرض یعنی چوڑا آدھے قد کے برابر ہوئے یہ مسئلہ مضمرات میں ہے۔

مسئلہ: میت کو قبر میں اُس طرف سے اُتاریں کہ جس کی سمت قبلہ سے قریب ہو یعنی مغرب کی طرف سے اُتاریں اور میت کو قبر میں اُتارنے کے وقت یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلٰی ملۃ رسول اللہ۔

اور میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کر دیں اور کفن کے گرہ کھول دیں اور حوض جماکر قبر کو برابر کر کے پھر ماہی پشت دو بالشت سے زیادہ اونچی نہ کریں اور پکی قبر بنادیں۔

مسئلہ: فائدہ عرب میں رسم یہ ہے کہ کچی اینٹوں سے حوض چنتے ہیں اور اکثر ولایت میں "نی" کا بر کھدیا جاتا ہے۔

مسئلہ: قبر میں اُترنے واسطے متقی اور صالح کا ہونا ضروری ہے یعنی حوض اگر یہ لوگ نہ ہوں تو جوان لوگ جو امانت دار ہوں وہ

اُتریں کس واسطے کہ اگر کچھ احوال قبر کا ان کو معلوم ہو تو ظاہر نہ کریں۔

مسئلہ:۔ اگر قبر میں اُترنے والے کو میت کا حالِ بد معلوم ہو جیسے سیاہ رو ہو جانا، صورت کا بدل جانا اور سوائے اس کے تو لازم ہے کہ ظاہر نہ کریں اور اگر اچھا حال معلوم ہو تو ظاہر کر دیں مثل چہرہ پر نور آ جانا اور سوائے اس کے کس واسطے کہ اس میں میت کی نیک نامی ہے اور زندوں کو رغبت عبادت پر ہوتی ہے بخلاف بد حال ظاہر کرنے کے کہ اس میں عیب کا ظاہر کرنا ہے اور مسلمان کو مسلمان کی پردہ پوشی کرنی چاہیئے نہ کہ پردہ دری کرے۔ جیسے کہ فرمایا ہے مولانا رومؒ نے مثنوی میں:۔

مثنوی

چوں خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در نفس معیوباں نفس

اگر خدا کسی کی عیب پوشی کرے (تو) عیب داروں کے عیب بھی بیان نہیں کرتا

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنہ مرداں برد

جب اللہ کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے (تو) اس کے دل میں اچھے لوگوں کی برائی کا خیال ڈالتا ہے

مگر اس نیت سے اگر عیب اس میت کا ظاہر کرے تا کہ زندوں کو عبرت ہو اور اس کے حال کو دیکھ کر ڈریں اور گناہوں سے بچیں اور خدا سے رجوع ہوں تو ڈر نہیں کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ بعد دفن میت کی ہر شخص کو چاہیئے کہ مٹی خاک کی اُٹھا کر کوئی آیت کلام اللہ کی پڑھ کر اور دم کر کے اس کی قبر میں ڈال دیں کس واسطے کہ اس کا ثواب بشمار ہر ذرہ اس خاک کی نامۂ اعمال مردہ میں نیکی لکھی جاوے گی اور میت کو آسودگی ہوگی۔

مسئلہ:۔ دفن کرنا میت کو رات کو مکروہ نہیں ہے لیکن

دن کو دفن کرنا افضل ہے۔

مسئلہ:۔ میت کو دفن کرنا اس قبرستان میں افضل ہے کہ جس میں علماء اور صلحاء اور اولیاء اللہ مدفون ہوں۔

مسئلہ:۔ جبکہ میت کو دفن کر چکے تو مستحب ہے کہ تھوڑی دیر تک وہاں قرآن مجید اور دعایاں اور درود و کلمہ پڑھتے رہیں اور اس کا ثواب اس کی روح کو بخشیں اور میت کے حق میں دعائے مغفرت اور ثابت قدم رہنے کی سوال و جواب منکر نکیر سے خدا سے درخواست کریں۔

مسئلہ:۔ قبر پر بعد دفن اتنی دیر بیٹھے رہیں کہ جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے تقسیم کیا جاوے بعد وہاں سے اٹھ آویں۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بیٹھنا قبر پر میت کے پاس اتنی دیر تک اور پڑھنا اور بخشنا اس کو سبب دفع وحشت اور دہشت میت کا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں یہ حدیث لکھی ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ وہ جو بعضے ملک میں اس زمانے میں رسم ہے کہ میت کو دفن کر کے چالیس قدم سب چلے جاتے ہیں پھر وہاں سے لوٹ کر قبر پر آکر فاتحہ پڑھتے ہیں بدعت مخالف سنت کی ہے اور محض دشمنی میت سے ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ ہمارے ضلع شیخاوٹی میں بعضے جگہ رسم ہے کہ بعد دفن کے جلدی لوٹ کر چالیس قدم پر آکر پھر میت کی طرف منہ پھیر کر ختم پڑھتے ہیں پھر میت کے گھر آکر فاتحہ خیر پڑھ کر رخصت ہوتے ہیں سو یہ طریقہ چالیس قدم ہٹ کر آنا اور ختم پڑھنا بدعت ہے اور اسی قسم سے ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ:۔ جو قبر کہ کہنہ پھوٹ جاوے اور گر جاوے تو اس

کا درست کرنا یعنی پھر کرنئی بنا دینا درست ہے مگر ویسے ہی چھوڑ دینا بہتر ہے کہ مومن کی پھوٹی قبر پر رحمت خدا کی بہت ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ اس زمانے میں قبر کا بنا دینا اچھا ہے کس واسطے کہ تاکہ کوئی بول براز نہ کرے۔

مسئلہ:۔ قبر کو چونے کھور سے پختہ چنانا یا مٹی سے لیپنا اور قبر پر لکھنا اور عمارت بنانا موافق حدیث کے اور نزدیک فقہا محققین کے یہ سب مکروہ ہے۔ لیکن بعضے معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ سوائے چونہ کی قبر کے پچھلی تینوں باتاں درست ہے یعنی مٹی سے لیپنا اور قبر پر کچھ لکھ دینا اور اس پر کچھ عمارت چنانا مثل قبہ وغیرہ کے بنا دینا درست ہے لیکن خود قبر کو چونے سے نہ بناویں کہ مکروہ ہے۔

در مختار شرح تنویر الابصار میں لکھا ہے کہ

عبارتہ ولا یرفع علیہ بناء" قیل لا باس بہ وھو المختار کما فی کراھیۃ السراجیۃ ولا باس بالکتابۃ ان احتیج الیھا حتی لا یذھب بالاثر ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق الادمی ان تکون الارض مغصوبۃ او اخذہ بشفعۃ و یخیر المالک بین اخراجہ و مساواتہ بالارض کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی و صار ترابا زیلعی۔

یعنی نہ چناویں قبر پر عمارت اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ قبر پر عمارت چنانے کا ڈر نہیں اور یہی روایت چنانے کی اختیار کی ہے علماء نے یعنی چنانا درست ہے جیسے کہ لکھا ہے کراہت کے بیان میں کتاب سراجیہ میں اور ڈر نہیں ہے قبر پر کچھ لکھنے کا اگر حاجت ہو طرف لکھنے کی اس واسطے کہ نہ چلی جاوے نشانی قبر کی اور نہ نکالنے قبر سے میت کو بعد

ڈالنے مٹی کے مگر واسطے حق آدمی کے جیسے کہ زمین مغصوبہ میں دفن کر دیا ہو تو نکال لینا یا وہ زمین قبر والی کسی کی حویلی کے شفیعہ میں آگئی ہو تو قبر سے اس میت کا نکال لینا اور اس حالت میں اختیار ہے اس کے مالک کو خواہ اس مردہ کی ہڈیاں نکال کر اور کہیں دفنا دیں یا اس قبر کو برابر کر دیں۔ جیسے کہ روا ہے زراعت کرنا قبرستان کہنہ میں و بنانا عمارت کا اس پر جس وقت کہ گل جاوے ہڈیاں اُس مردہ کی اور ہو جاوے خاک اس میت کی یہ سب مسئلہ ترجمہ عبارت درمختار کا ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں لکھا ہے۔

وَلَوْ بَلِیَ الْمَیِّتُ وَصَارَ تُرَابًا جَازَ دَفْنُ غَیْرِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ وَزَرْعُہٗ وَالْبِنَاءُ عَلَیْہِ کَذَا فِی التَّبْیِیْن۔ ص ۱۶۷ ج اول

یعنی اور اگر پرانی ہو جاوے میت گل کر اس کی ہڈیاں خاک ہو جاویں پس روا ہے اور میت کو اس کی قبر میں دفن کرنا اور کھیتی بونا پرانی قبرستان اور عمارت چننا اس پر یہ مسئلہ تبیین میں لکھا ہے اور

پھر فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔

وَلَا یُدْفَنُ اِثْنَانِ اَوْ ثَلَاثَۃٌ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ اِلَّا عِنْدَ الْحَاجَۃِ فَیُوْضَعُ الرَّجُلُ مِمَّا یَلِی الْقِبْلَۃَ ثُمَّ الْغُلَامُ ثُمَّ خَلْفَہُ الْخُنْثٰی ثُمَّ خَلْفَہُ الْمَرْاَۃُ وَیُجْعَلُ بَیْنَ کُلِّ مَیِّتَیْنِ حَاجِزًا مِنَ التُّرَابِ کَذَا فِیْ مُحِیْطِ السَّرَخْسِیِّ وَاِنْ کَانَ رَجُلَیْنِ یُقَدَّمُ فِی اللَّحْدِ اَفْضَلُھَا مُحِیْطٌ وَکَذَا اِذَا کَانَتَا امْرَاَتَیْنِ تاتارخانی۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۶

یعنی اور نہ دفن کریں دو یا تین مردوں کو ایک قبر میں مگر مجبوراً درست ہے پھر اگر دو تین مردوں کو ایک قبر میں دفن کریں تو اس

طرح کریں اوّل تو قبلہ کی طرف قبر میں مرد کو رکھیں پھر لڑ کی، طفلک کو پھر خنثیٰ مشکل کو پھر عورت کو اور کر دیں ہر ایک ان میتوں کے بیچ میں پردہ مٹی کا یہی مسئلہ محیط سرخسی کا ہے اور اگر دو مردہ میت ہوں اور ایک قبر میں ان کو رکھیں تو جو ان میں افضل ہو اُس کو آگے رکھیں یہ بھی محیط میں ہے اور یہی حکم دو عورتوں کا ایک قبر میں رکھنے کا ہے کہ جو افضل ہو اُس کو آگے رکھیں یہ مسئلہ تاتارخانیہ کا ہے۔

مسئلہ: قبر پر قرآن پڑھنے والے مقرر کرنے میں اور قرآن پڑھنے میں اختلاف ہے علماء کا لیکن درمختار میں درست لکھا ہے اور بعضے لکھتے ہیں کہ فقط الحمد اور سورۃ ملک وغیرہ بہ نیت دعا اور استغفار کے چپکے پڑھے قرآن کی تلاوت نہ کرے کیونکہ اس میں آیتیں عذاب کی اور احکام کی اور امر و نہی کی آتی ہیں جس پر اس میت نے عمل نہ کیا تھا۔ پس اسی پر اس کو تنبیہہ ہو گی اور یہ بھی ایک طرح کا عذاب ہے۔

مجالس الابرار میں لکھا ہے کہ اپنے گھر میں قرآن پڑھ کر اس کا ثواب بخش دے اُس شخص کو بیشک بلا خلاف ثواب پہونچیگا اور کنز العباد میں فتاویٰ حجتہ سے لکھا ہے کہ حسن بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قبر انسان کے قد برابر لمبی ہو اور آدھے قد برابر چوڑی ہو اور خلف بن ایوب لکھتے ہیں کہ قبر انسان کی ناف تک اُنڈھی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ آدمی کے حلق تک اُنڈھی ہو اور افضل یہ ہے کہ جتنی اُنڈھی ہو سو خوب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حدیث: اعمقوا قبورکم یعنی اُنڈھی کرو تم قبراں تمہاری اور فائدہ زیادہ اُنڈھی ہونے کا یہ ہے کہ جانوراں سے اور بدبو سے میت کی حفاظت ہے۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ سنت قبر حنیفہ کے نزدیک لحد ہے اور

شافعیہ کے نزدیک شق ہے اور جس جگہ زمین نرم ہو تو تابوت میں مردہ کو رکھ کر گاڑ دیں تو روا ہے لیکن ینابیع میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ تابوت بیچ میں مٹی بچھا کر مردہ رکھیں۔

کفایہ شعبی میں ہے کہ فقہ والوں نے لحد کے یعنی لِاَحَدٍ کے کئے ہیں لِاَنَّہٗ لَیْسَ ھُنَاکَ اَحَدٌ سِوَاہُ وَمَعْنَاہُ اِنَّہٗ لَالَحَدَ یَعْنِیْ اَنَّکَ تُسْاَلُ وَحْدَکَ وَتُعَذَّبُ وَحْدَکَ وَتُکْرَمُ وَحْدَکَ تُلَاقِیْ مَا تُلَاقِیْ وَحْدَکَ۔

یعنی البتہ اکیلا ہی اس لحد میں کیونکہ نہیں ہے کوئی ایک سوائے اُس کے اس جگہ میں اور معنی اس کے یہ کہ نہیں ہے کوئی ایک بھی اس میت کے سوائے تحقیق تو سوال کیا جاوے گا اکیلا تو اور عذاب پاوے گا اس جگہ اکیلا تو اور بزرگ کیا جاویگا اس جگہ اکیلا تو اور ملاقات کرے گا جس سے ملاقات کریگا تو اکیلا۔

کنز العباد میں بیان الاحکام سے لکھا ہے کہ عورت کی قبر میں محرم بڑے (داخل ہوئے) کوئی اُس جگہ نہ ہو تو بیگانہ ضعیف اور بوڑھا جو نیک بخت ہو وہ داخل ہو اور اگر وہ بھی نہ ہو تو جوانان پرہیزگار اور نیک بخت اترے۔

مفاتیح المسائل سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ عورت قبر میں نہ بڑیں (نہ اتریں) کہ مخالف سنت کے ہے۔

جامع صغیر خانی سے لکھا ہے کنز العباد میں کہ عورت کے قبر پر پردہ کریں دفن کے وقت جب تک کہ اس کی لحد کو نہ ڈھک لیں اور مرد کی قبر پر پردہ نہ کریں کیونکہ عورت کا سر سے قدم تک ستر عورت فرض ہے اس واسطے اس کے جنازہ پر نعش کرتے ہیں اور عورت کا تابوت میں رکھنا مستحسن یعنی بہت اچھا لکھا ہے تاکہ آدمیاں کی نگاہ

اس پر نہ پڑے خلاف مردوں کے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ ایک مرد کی قبر پر گزرے کہ اس کو دفن کے وقت پردہ کر رکھا تھا تو آپ نے اُن کو اُس پر پردہ کرنے سے منع کیا اور یہ حدیث پڑھی لَاتَشَبَّهُوْا مِنْكُمْ بِالنِّسَاءِ یعنی نہ شباہت کرو تم آپ کو ساتھ عورتاں کی۔

سراجیہ میں لکھا ہے کہ اگر نقصان کا ڈر ہو تو مرد کی قبر پر بھی پردہ کرتے کا ڈر نہیں ہے جیسے کہ مہینہ برسات ہو یا گرمی اور دھوپ سخت پڑتی ہو کہ دفن کرتے والوں کو پریشانی ہو یا اس کے مثل کچھ اور سبب ہو۔

مسائل بیہقی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے کہ کافر دفن کرے مسلمان کو کیونکہ وہ وقت اُمید اُترنے رحمتِ خدا کا ہے اور کفرِ کافر کا سبب اُترنے عذابِ خدا کے نہ کہ رحمت کا۔

جامع صغیر خانی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ سنت ہے قبر میں میت کو رکھتے وقت یہ پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اس طرح حدیث میں آیا ہے۔

ذخیرہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بسم اللہ وَضَعْنَاكَ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلَّمْنَاكَ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ تجھ کو اے مردہ رکھا ہم نے اس قبر میں اور مذہب اور دین رسول اللہ پر سونپا ہم نے تجھ کو۔

ہدایہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ آگ سے پکی ہوئی اینٹاں وغیرہ سے قبر نہ بناویں کہ مکروہ ہے اور فال بد ہے۔

احیائے العلوم سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مستحب ہے تلقین کرنا میت کو بعد دفن کے اور دعا کرنا میت کے حق میں چنانچہ اس مسئلہ تلقین کی ایک فصل علیحدہ لکھی جاوے گی اور عمدۃ الابرار اور فتاویٰ

حسامیہ میں اور برہانیہ اور تجنیس اور مریدان میں ہے کہ تلقین کرنا بعد دفن میت کے فعل ہے بعضے مشایخوں کا اور بعضے بلاد میں یہ عادت ہے۔

جامع صغیر خانی سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ مستحب ہے قبر شمن کرنا یعنی اٹھہ پہلو کرنا اور زمین سے ایک بالشت اونچی کرنا اور پانی چھڑکنا اس واسطے کہ ہوا خاکِ قبر کو نہ اڑا لیجاوے اور ڈر نہیں قبر پر کچھ لکھنے کا اور پتھر رکھنے کا کیونکہ یہ علامت قبر کی ہے کہ اس سے قبر پہچانی جاتی ہے

مفاتیح المسائل سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ ایک کی قبر میں دوسرے مردہ کو رکھنا جائز ہے اول مردہ کے وارث کے اذن سے۔

فتاوی حجتہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ گھر میں مردہ دفن کرنا مکروہ ہے اگرچہ طفلک ہو۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی اپنی زندگی میں اپنی قبر تیار کر رکھے تو درست ہے بلکہ اجر ہے اس میں اسواسطے عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے کہ قطب وقت عالم زبردست تھے اور تابعین میں سے تھے اور اسی طرح ربیع بن خثیم نے اور سفیان اور مطرف بن عبد اللہ نے اور یوسف بن ہارون نے کہ یہ سب تابعین میں تھے اور ان کے علاوہ بہت سے تابعین اور علماء اور صلحا نے اپنی زندگی میں قبر تیار کروالی تھی۔

فائدہ :۔ اور ثواب پہلے حالت زندگی میں اپنی قبر بنانے کا یہ ہے کہ موت یاد رہتی ہے اور رغبت عبادت بسر ہوتی ہے اور تنبیہ نفس کو اور دہشت اور خوف خدا کا حاصل ہوتا ہے یہ سب بیان کنز العباد میں کتاب مذکور سے لکھا ہے۔

بیان الاحکام سے کنز العباد میں لکھا ہے اگر مردہ کو بغیر کفن کے دفن کر دیا ہو تو پھر اس کی قبر کو نہ کھولیں۔

سراجیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ اگر جہاز یا کشتی میں کوئی مر جاوے

تواس کو غسل کفن دے کر اور نماز ادا کر کے دریا میں ڈالدیں۔

فتاوی برہانہ میں جلالی سے لکھاہے کہ جبکہ میت کی کفن کی گرہ قبر میں کھولیں تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ۔

فتاوی برہنہ میں قض سے لکھاہے کہ ڈر نہیں اگر روئی دار بچھونا بچھانا مردہ کی قبر میں لیکن جامع والا مکروہ لکھتاہے۔

ملتقط میں ہے کہ قبر کی مٹی جو نکلی ہے اس سے زیادہ قبر پر ڈالنا مکروہ ہے اور امام یوسف رح سے ایک روایت میں پانی ڈالنا قبر پر بھی مکروہ لکھاہے۔ اور قبر ایک بالشت اونٹ کی کھوئی برابر اونچی کریں اور ظاہر روایت میں ہے کہ ایک بالشت سے زیادہ ہو اونچی قبر بنانا بھی مباح ہے اور ایک روایت ہے قبر پر خاک ڈالنے کی بعد پختہ اینٹوں سے قبر کا بنانا ڈر نہیں اور مربع کرنا قبر کا مکروہ ہے اور قبر پر رنگ اور نقش کرنا اور کچھ لکھنا اور زیادہ اونچی کرنا اور قبر پر کچھ عمارت کرنا فقہائے مکروہ لکھا ہے کیونکہ حدیث میں لکھاہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَفْقُ الرِّیَاحِ وَقَطْرُ الْاَمْطَارِ عَلٰی قَبْرِ الْمُؤْمِنِ کَفَّارَۃٌ لِذُنُوْبِہٖ۔

یعنی ہوا کا چلنا اور مینہ کا برسنا اوپر مومن کے کفارہ ہے واسطے گناہاں اس میت کی۔

مسئلہ: خرید و فروخت قبرستان میں کرنا اور گھر بنانا اور درخت لگانا اور زراعت کرنا اور آگ جلانا یہ سب بات منع ہیں۔ یہ سب بیان فتاوی برہنہ سے لکھاہے مگر فتاوی عالمگیری اور درمختار میں لکھاہے کہ اگر کسی کی حویلی اور شفعہ میں اور احاطہ میں قبریں آجاویں اور وہ پرانی قبریں ہوجاویں تو اس جگہ عمارت اور مکان بنانا درست ہے اور اسی طرح زراعت کرنا بھی درست ہے۔

سراج الہدایت میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے سبزہ اور پھول جنازہ پر ڈالنا اور چاندی سونا اور جوز اور میوہ وغیرہ میت پر ڈالنا اور جنازہ کے ساتھ لوبان جلانا۔

درمختار میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے قضاء حاجت کیلئے قبرستان میں بیٹھنا اور سونا اس جگہ اور پانواں نیچے قبر کو لینا مگر لاچاری واسطے درست ہے۔

مسئلہ:۔ قبرستان میں قرآن پڑھنا اور تسبیح اور دعایاں پڑھنا ڈر نہیں بلکہ ثواب کا موجب ہے قبر والوں کے لیئے۔

عقائد عظیم میں ہے کہ اگر کوئی قرآن پڑھتا ہوا قبرستان کے اندر کر چلا جاوے تو چالیس دن تک کا ان قبراں والوں کا عذاب معاف ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ قبر میں جواب نامہ لکھ کر رکھنا اور دعایاں اور شجرہ پیران عظام کا رکھنا درست ہے اور سبب رہائی میت کا ہے چنانچہ اس کا ذکر بیان وار آگے آئے گا۔

جلالی سے فتاوی برہانیہ میں لکھا ہے کہ بعد دفن میت کے قبر کا کھولنا منع ہے اگرچہ واسطے حق تعالیٰ کے ہو اور وہ حق تعالیٰ کا یہ ہے کہ اس کو قبلہ کی طرف منہ کر کے دفن نہ کیا ہو یا کفن غسل نہ دیا ہو یا نماز اس کی نہ پڑھی ہو اور یہ نہ نکالنا اس کا جب تک ہے کہ اس پر خاک ڈال دی ہو اور اگر خاک نہ ڈالی ہو تو اینٹیں تختی اس کی دور کر کے وہ سب بات ادا کریں مگر نماز قبر پر پڑھیں لیکن اگر حق بندہ کا اس کی قبر میں ہو تو ہر حال میں اگرچہ مٹی بھی دی دی ہو تو کھول کر نکالیں جیسے کسی کا کچھ اسباب اس کی قبر میں رہ گیا ہو مثلاً کپڑا یا انگوٹھی یا دفن کیا ہو اس کو غیر کی ملک میں یا عورت کے شکم میں بچہ زندہ رہ گیا ہو تو اس کو قبر سے نکال کر اور پیٹ چاک کر کے بچہ نکالیں۔

باب سوم کی فصل سترہویں

بعد دفن میت کے اس کی قبر پر ایک ساعت بیٹھنا اور آیاتِ قرآن پڑھنے کے ذکر میں

زاد الآخرت میں لکھا ہے کہ بعد دفن میت کے ایک ساعت قبر پر بیٹھنا اور آیات قرآن کا پڑھنا مستحب ہے۔

خزانۃ الروایات میں لکھا ہے کہ جب میت کو دفن کر چکتے ہیں تو تب اس سے منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں اس وقت حاضر میت کو چاہئے کہ سورہ ملک تمام پڑھ کر میت کو بخش دیں تاکہ سوال وجواب میں میت کو آسانی ہووے۔

طیبی شرح مشکوٰۃ میں اور کئی کتاباں معتبرہ میں لکھا ہے کہ سورہ بقر کو اول سے مفلحون تک اور آمن الرسول کو آخر سورت تک اس طور سے پڑھیں کہ الم کو مفلحون تک سرہانے قبر کے اور آمن الرسول کو پاؤں قبر کے پڑھیں۔ طیبی میں پھر لکھا ہے کہ کچھ مسئلہ فقہ کا بھی میت کی قبر پر بعد دفن کے بیان کریں کہ مستحب ہے۔

فائدہ: مگر مسئلہ ترکے اور فرائض کا بیان کرنا اس وقت خوب

ہے اور بعضے ملکوں میں مسئلہ فرائض اور ترکہ کو اس طرح کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص مر جاوے اور کچھ مال چھوڑ جاوے تو اس کے مال کو کچھ تو کفن دفن وغیرہ میں خرچ کریں باقی مال کے تین حصے کریں دو حصہ تو اس کے بیٹے کو دیں اور ایک حصہ اس کی بیٹیاں کو دیں اس مسئلہ کا ثواب اس میت کو بخشا یہ طریقہ خوب ہے۔

مسئلہ: تلقین کرنا میت کو بعد دفن کے اور آذان کہنا اس کی قبر پر بعد دفن کے بہت فائدہ ہے۔ میت کو چنانچہ مسئلہ تلقین اور آذان کا بیان ایک دو فصل علیحدہ میں لکھا جاوے گا۔

مسئلہ:۔ جو مردہ اپنی زندگی میں صدقہ اپنے ہاتھ سے دے جاوے تو بہت ہی خوب ہے یا وصیت کر جاوے اپنے وارثان کو تب بھی اچھا ہے اور اگر بعد مرنے کے اس کے وارث قبل دفن کے صدقہ دیویں تو اچھا ہے اور اگر بعد دفن میت کے دیں تو بھی اچھا ہے لیکن قبل دفن کے دینا خوب تر ہے۔

زاد الآخرت میں لکھا ہے کہ بعد دفن میت کے کچھ اس کے واسطے صدقہ دینا ضروری ہے۔

مطالب المسلمین میں لکھا ہے کہ یہ صدقہ دینا پہلی رات کے گزرنے کے پہلے دنیا سنت ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہ جو تمام ممالک ہندوستان میں رواج ہے کہ حلوا روٹی اور کچھ غلہ اور نقد اور شیرینی میت کے جنازہ کے ساتھ صدقہ واسطے لیجاتے ہیں یہ بھی اسی سنت میں گنا جاتا ہے۔

فتاوی غرائب میں لکھا ہے کہ پہلی رات سے زیادہ سخت رات میت پر قبر میں اور نہیں ہوتی ہے وارثان میت کو لازم ہے کہ اپنی میت پر رحم کریں اور کچھ صدقہ خیرات اس کے واسطے دیں کیونکہ علمائے سلف

اور مجتہدین نے لکھا ہے کہ جیسا زندہ واسطے تحفہ ہوتا ہے ویسا ہی مردوں واسطے ہوتا ہے۔ پس دعا کلام پڑھ کر بخشنا اور طعام دینا مردوں کی ارواح کو مثل تحفہ کے ہے۔

مسئلہ:۔ روایات صحیح میں آیا ہے کہ عذاب قبر کا بعضے مسلمانان گنہگاروں کو ہوتا ہے۔ شب جمعہ تک جبکہ شب شروع ہوئی موقوف ہو جاتا ہے پھر نہیں ہوتا ہے تو لازم ہے کہ چار شخصوں نیک بختوں حافظوں قاریوں قرآن خوانوں کو اس کی قبر پر مقرر کر دیں کہ دفن کرنے سے لیکر مغرب کے وقت پنجشبہ کے دن تک اس کی قبر پر بیٹھے رہیں اور قرآن پڑھتے رہیں ایک لحظہ ایک لمحہ اس کی قبر سے اٹھیں نہیں رات دن نوبت بنوبت قبر پر حاضر رہیں جبکہ جمعرات لگ جاوے اس جگہ سے اٹھیں تو یقین ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل سے اس میت کو عذاب قبر سے بچاوے گا اور یہ طریقہ اس فقیر نے ملک سنگھڑ شریف میں دیکھا ہے کہ اس جگہ کے علماء نے مستحسن رکھا ہے۔

فائدہ:۔ جان اے عزیز درود اور دعا اور کلام اللہ کا ثواب علیحدہ علیحدہ میت کی روح کو بخشیں تب بھی روا ہے اور اگر دونوں ملا کر بخشیں یعنی طعام و شیرینی پر فاتحہ درود پنجایت پڑھ کر بخشیں تو بھی روا ہے کس واسطے کہ دونوں کے ثواب پہونچنے کے حق میں احادیث اور فقہ کی کتابوں میں روایت موجود ہیں۔

پس بموجب قول مولانا فخر الدین رازی شمع کے قولہ اِجْتِمَاعُ الْحُسْنِ مَعَ الْحُسْنِ اَحْسَنُ یعنی اکٹھا کرنا ایک نیکی کو ساتھ دوسری نیکی کے بہت ہی نیک ہے اسی واسطے علمائے اہل سنت و جماعت نے یہ طریقہ پنجایت اور فاتحہ درود کا کلام اور شیرینی پر مقرر کیا ہے اگرچہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ رواج نہ تھا لیکن چونکہ اصل اس کی سنت سے ہے یعنی ثواب طعام کلام میت کو پہونچتا اور

احادیث سے ثابت ہے پس جمع کر کے دونوں ثوابوں کو پہونچانا علما نے رواج دیا پس یہ طریقہ بدعت حسنہ ہی ہے جس کو سنت محکومہ کہتے ہیں بموجب اس حدیث کے۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ یعنی تم کو لازم ہے کہ متابعت کرو میری اور میرے خلفائے ہدایت کرنے والوں کی اور خلفا سے مراد شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ قیامت تک جو علمائے راشدین اہل سنت و جماعت کے ہوں گے اور طریقہ محمدیؐ پر راسخ قدم رہیں گے ان سے ہے۔ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۳۰

شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ میت کے واسطے سات روز تک صدقہ دینا اور خیرات کرنا مستحب ہے روز وفات سے یا روز دفن سے۔

فائدہ:۔ یعنی صدقہ اور خیرات تو جتنی روز زیادہ کرو میت کو فائدہ اور ثواب پہونچے گا لیکن سات روز تو ضروری ہے کہ سنت ہے۔

مسئلہ:۔ فتاوٰی برہنہ میں لکھا ہے کہ مطالب المومنین میں آیا ہے کہ پہلی رات گزرنے کے پہلے مردہ کے واسطے خیرات اور صدقہ دیں اور اگر فرصت نہ ہو تو دو رکعت صلوٰۃ الہول پڑھ کر اس کو بخش دیں اور ان دونوں رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی ایک مرتبہ اور الھٰکم التکاثر دس بار پڑھے اور بعد سلام کے یوں کہے کہ الٰہی اس نماز کو میں نے پڑھی اور تو میری نیت کو جانتا ہے الٰہی ثواب ان دو رکعت کا فلانی میت کی قبر میں پہونچا دے۔

فائدہ۔ بعضے مشائخوں نے اس نماز کو جماعت سے پڑھنے سے اور میت کو اس کا ثواب بخشا ہے اس میں اختیار ہے پڑھنے والوں کا کہ خواہ میت کو دفن کر کے اسی وقت قبر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر پڑھ کر بخشیں اور چلے آویں یا مسجد میں آکر علیٰحدہ علیٰحدہ جماعت سے مل کر

پڑھ کر میت کو بخشیں مگر اول رات کے گزرنے سے پہلے پڑھیں خواہ مغرب کے وقت یا اور وقت مگر مکروہ وقت نہ ہو لیکن جماعت سے پڑھنا اس نماز کا خوب ہے کس واسطے کہ بعضے عام لوگوں کو آیۃ الکرسی اور الھاک یاد نہیں ہوتی ہے۔

فتاوی برہنہ میں لکھا ہے جامع ترغیب سے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شب جمعہ کو بعد مغرب کے دو رکعت پڑھے ستر ستر قل ہو اللہ سے اور بعد سلام کے ستر ستر بار استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھے اور اس کا ثواب کسی میت کو بخشدے تو قسم ہے اللہ تعالی ان کو اگر تمام امت مری گناہ گناہ کبیرہ کرتے مری ہو اور اس نماز کا ثواب ان کو بخشدیں اور ان کے حق میں یہ نمازی دعا کریں تو اللہ تعالی ان کو بخشدیتا ہے اور وے تمام بہشت میں آجاویں گے اس نمازی کی شفاعت سے۔

کنز العباد میں لکھا ہے مصابیح سے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا۔

حدیث قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَاتِی عَلَی الْمَیِّتِ اَشَدُّ مِنْ اَوَّلِ لَیْلَۃٍ فَارْحَمُوا الْمَوْتَاکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الصَّدَقَۃِ۔

یعنی نہیں آتی ہے اوپر میت کے سخت رات پہلی رات سے پس رحم کرو تم مردوں اپنوں پر کسی چیز کا صدقہ اور خیرات سے۔

کنز العباد میں تجنیس سے لکھا ہے پانچویں فصل میں کتاب الصلوۃ سے کہ لَوْ صَامَ اَوْ اَعْتَقَ اَوْ فَعَلَ شَیْئًا مِنَ الْقُرُبَاتِ لِیَصِلَ ثَوَابُہٗ اِلَی الْمَیِّتِ یَجُوْزُ لِیَصِلَ اِلَیْہِ وَیُعْتَبَرُ ھٰذِہٖ النِّیَّۃُ وَیَعْمَلُ فِی الْاِیْصَالِ۔

یعنی اگر کوئی روزہ رکھے یا غلام آزاد کرے یا اور کوئی کام قرب خدا کا کرے اور وہ پہونچاوے ثواب اس کا میت کو جائز ہے اور پہونچتا ہے اس کا ثواب میت کے پاس اور معتبر ہے یہ نیت اور عمل کرنا بیچ

پہونچانے ثواب کے ہے۔
کبیری میں لکھا ہے کہ جو کوئی صدقہ کرے میت کے واسطے یا دعا کرے اور کلام بخشے تو وہ طباق نور کا میت کے پاس پہونچتا ہے۔
کنز العباد میں لکھا ہے کفایہ شعبیہ سے یہ حدیث۔

عَنْ اَنَسِ بن مالکٍ قَالَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بیت المیت امر اللّٰہ جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام ان تحمل الی قبرہ مع سبعین الف ملک فی ایدی کل ملک نور فیحملون الی قبرہ فیقولون السلام علیکم یا ولی اللّٰہ هٰذہ هدیۃ فلان ابن فلان الیک فتلالا قبرہ واعطاہ اللّٰہ الف مدینۃ فی الجنۃ وزوجہ الف جوازاء الیہ الف حلۃ وقض لہ الف حاجۃ

یعنی انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جبکہ صدقہ کرتا ہے کوئی شخص عورت مرد نیت میت کے حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو اس بات کا کہ لے جا اُٹھا کر اس صدقہ کو طرف قبر کے اس میت کے ساتھ ستر ہزار ملائک کے پس لے جاتا ہے وہ مع ان ستر ہزار فرشتوں کے اس ہدیہ کو اس کی قبر میں اور ہر ایک ملائک کے ہاتھ میں نور ہوتا ہے اور وہ تمام فرشتے مع جبرائیل علیہ السلام کے اس میت کو جاکر سلام اس طرح کرتے ہیں کہ السلام علیکم اے ولی اللہ کے یہ ہدیہ تجھ کو بھیجا ہے تجھ کو فلانے مرد عورت فلانے کے بیٹا بیٹی نے پس نور سے بھر جاتی ہے قبر اس کی اور دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس میت کو ہزار شہر بہشت میں اور ہزار حوریں اور ہزار حلہ یعنی سروپا و بہشتی اور اس ہدیہ بھیجنے والے کی ہزار حاجتیں اللہ تعالیٰ ادا کرتا ہے۔ نور الصدور صہ ۱۳۹ بحوالہ احکام میت

بابِ سوم کی فصل اٹھارویں

قبر میں میت سے منکر نکیر کے سوال کرنے کے ذکر میں

جان اے عزیز قبر میں آنا دونوں فرشتوں منکر نکیر کا برحق ہے اور سوال جواب ان کا ہونا بھی برحق ہے۔

سراجیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ سوال منکر نکیر حَقٌّ وَسُوَالُهُمَا الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قِيْلَ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ عَلٰى مَاذَا تَرَكْتُمْ اُمَّتَكُمْ یعنی سوال منکر نکیر کا برحق ہے اور سوال کرنا ان کا انبیاء سے بعضے علماء کہتے ہیں کہ اس طرح ہوتا ہے کہ آپ کس طریقہ اور طور کے چھوڑ آئے ہو تم اُمت اپنی کو۔

ظہیریہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ سوال قبر میں برحق ہے اور ثابت ہے حدیثاں مشہورہ سے مگر انبیاء سے سوال کرنے میں گفتگو ہے علما کی امام زاہد صفار فرماتے ہیں کہ ان کے سوال میں کوئی نص نہیں آئے اور نہ کوئی حدیث اور نہ کوئی دلیل ہے اس واسطے ان کے سوال میں چپ ہیں اور یہی صحیح ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ رسول علیہ السلام پناہ مانگتے تھے عذاب قبر

سے سو یہ نہایت مبالغہ کی راہ سے تھا اور ظاہر کرنے افتقار ان کے سے خدا کی جناب
میں یا واسطے تعلیم امت کے ورنہ اس حدیث سے سوال ثابت نہیں ہوتا ہے
لیکن مومنوں کے بچوں سے سوال ہوتا ہے اور ضحاک نے عبداللہ بن عباسؓ
سے روایت کرتے ہیں کہ کافروں کے بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے اول میثاق
کے دن کا لیکن جواب دینا بچوں مشرکاں کا اس میں امام اعظمؒ نے توقف
کیا ہے لیکن اوپر مذہب ان اماموں کے کہ جن کے نزدیک کافروں کے
بچوں خادم بہشتیوں کے ہوں گے ان کا جواب باصواب ہوگا اوپر اس طرح
کے کہ میثاق اول کو جواب دیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنوں کے بچوں کو وے
فرشتے خود جواب سکھا دیتے ہیں۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

حدیث:۔ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَقَدْ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ۔ مشکوٰۃ ص۲۱

یعنی جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر
اس کے باپ ماں اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جوان کے
ماں باپ کا دین ہوتا ہے اسی دین پر اس کو بنا لیتے ہیں اسی طرح ہنود اور
کافراں، مشرکاں کے بچوں کا حال ہے کہ جتنک طفلک ہیں فطرت اسلام پر
ہیں پس بموجب اس حدیث کے بچوں کافراں اور مشرکاں اور مومناں
سے سوال برابر ہوتا ہے اور وہ جواب باصواب دیتے ہیں یا فرشتے ان کو جواب
اپنے سوال کا تعلیم کر دیتے ہیں بقول عامہ علماء کے یا خدا ان کو جواب
سکھا دیتا ہے۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ سوال جواب قبر کا اسی میت واسطے
نہیں ہے بلکہ تمام انبیا کی امت کے واسطے ہے اور امام محمد بن علی
حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ سوال قبر کا خاصہ اس امت کا ہے اور امام

زاہد صغار بھی یہی لکھتے ہیں۔

روضیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ کہا ابو بکر الاعمی نے کہ ہر ذی روح بنی آدم سے سوال قبر میں ہوتا ہے۔ پس بچوں دودھ پینے والوں سے بھی سوال ہوتا ہے اور فرشتے ان کو جواب سکھاتے ہیں یعنی اوّل سوال فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَّبُّكَ یعنی کون ہے تیرا پیدا کرنے والا پھر اس کو کہتے ہیں کہ یوں کہہ ربی اللہ یعنی پیدا کرنے والا میرا اللہ ہے، پھر پوچھتے ہیں کہ مَا دِیْنُكَ یعنی کیا ہے دین تیرا پھر کہتے ہیں کہ یوں کہہ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ یعنی دین میرا اسلام ہے پھر پوچھتے ہیں کہ مَنْ نَبِیُّكَ یعنی کون ہے نبی تیرا پھر کہتے ہیں کہ یوں کہہ کہ نبی مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نبی میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بعضے علماء لکھتے ہیں کہ دودھ پینے والے بچوں سے سوال فرشتوں کا ہوتا ہے لیکن وہ فرشتے ان کو جواب تعلیم نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ آپ ان بچوں پر ان کا جواب الہام کر دیتا ہے تب وہ جواب دیتے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو جواب مہد میں سکھایا تھا ان لوگوں کو سوال میں کہ ان کی والدہ مریم علیہما السلام پر تہمت زنا کی لگائی تھی پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پینے کی عمر میں یہ سکھایا تھا کہ اے عیسیٰؑ ان کو یوں کہہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا مُّبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ۔ یعنی میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوں جس نے دی ہے کتاب انجیل اور کیا مجھکو نبی برکت والا جہاں رہوں میں۔ یہ تمام بیان کنز العباد میں لکھا ہے کہ یہ قول خوب ہے اور پسند کیا گیا ہے۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ بالغ عورت مرد کا سوال خواہ مومن ہو یا کافر یا منافق جس وقت کہ ان کو قبر میں رکھتے ہیں تو ان سے ان کے ایمان کا اور دین کا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے اس پر اتفاق ہے بہت

علما اہل سنت وجماعت کا اور جو کہ سوال جواب قبر سے منکر ہیں وے بدعتی ہیں۔

نسفیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میت سے سوال قبر کا بعد تختے دھرنے کے ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مٹی ڈالنے کے بعد جس وقت کہ خاک برابر کر چکتے ہیں اس وقت سوال ہوتا ہے۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ جس وقت میت آدمیوں کی نظر سے غائب ہوتی ہے اس وقت سوال ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ جو میت پانی میں ڈوب جاتی ہیں یا دریا میں ڈال دیں یا جانور مثل شیر وغیرہ کے کھا جاتے ہیں تو ان سے اسی جگہ سوال ہوتا ہے جیسے لکھا ہے آخر گت میں ابیات

ابیات

کسی کو قبریں کریں جو رہید بند — کسی کو پکڑ کھائے لیویں درند

کسی کو ڈوباویں کوئی باد پیچ — کسی کو چتا بیچ پھونکیں ہیں بیچ

سبھی پاس آویں ہیں بھیجے قدیر — فرشتے ہیں دو نام منکر نکیر

نیلی آنکھ، صورت ہے کالی کمال — بڑے دانت کو دیکھ کر سنبھال

گرز آگ کی ہاتھ ایسی رکھیں — ہلا وے جو دنیا سبھی نا ہلیں

ہوئی ان کی آواز سُن زور کر — جیسے کڑک بجلی پڑے شور کر

اٹھاویں پکڑ کر دیویں اُس بٹھا — آوے جان آ کے بدن تک ہٹا

یہی پوچھتے ہیں تیرا کون رب — پیغمبر تیرا کون ہے کہہ تو اب

و پھر بول اب دین تیرا ہے کیا — جو وہ مرد مومن ہے رب کے دیا

کہے وہ میں بندہ ہوں اللہ کا — اور امت محمدؐ سے ہوں شاہ کا

مسلمان ہوں دین میرا ستو — بھاویں مار یا بخش کچھ نا گنو

مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی وقت اس کی قبر میں حاضر

ہوتے ہیں اور منکر نکیر اس میت سے پوچھتے ہیں کہ اس کو تو جانتا ہے پھر وہ اپنے حال کی بموجب جواب دیتا ہے جیسے کہ آگے لکھتا ہوں۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ سوال کرنا فرشتوں کا اور پر کئی مرتبوں کے ہے مومنوں سے تو ایک اشارہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کہتا ہے بیچ حق اس مرد کے پھر وہ مومن سمجھ جاتا ہے ان کے کلام کو اور کہتا ہے کہ یہ حضرت محمد رسول اللہ ہیں اور جو سوال کریں گے وہ فرشتے آزمائش کے طور سے ان کو مومن خوب جواب دے گا اور ڈرے گا نہیں پھر بعد سوال جواب کے کھولا جاوے گا دروازہ بہشت کا مومن کی قبر میں اور فراخ ہو جاوے گی قبر اس کی اور چلے جاویں گے فرشتے اس کے پاس سے۔

حدیث میں ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ یعنی قبر ہے باغ بہشت کا اور قبر ہے کھائی دوزخ کی اور اگر میت کافر ہے تو اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے اس مرد کے حق میں وہ کہے گا کہ کس کے حق میں پوچھتے ہو کہیں گے محمد علیہ السلام کے حق میں وہ کہے گا کہ لوگ یوں کہتے تھے کہ وہ محمد جو ہے رسول اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ کا ہے یا نہیں پھر کہیں گے اس کو کہ آیا تجھ کو معلوم نہیں تو ماریں گے اس کو گرزوں سے پھر کھولا جاوے گا اس کی قبر میں دروازہ دوزخ کا اور اگر میت منافق کی ہے تو وہ شک کی راہ سے کہے گا کہ وہ رسول اللہ تعالیٰ کا ہے پھر وہ پوچھیں گے کہ تو اس کے حق میں کیا کہتا ہے وہ کہے گا میں تو اس کو رسول نہیں جانتا پھر کھولا جاوے گا اس کی قبر میں دروازہ سخت عذاب کا۔

مسئلہ:۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے مشکوٰۃ کی شرح میں کہ منکر نکیر کے سوال کے وقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبر میں ہر بشر کے تشریف لاتے ہیں اور یہی بیان صبح کے ستارہ

بیں لکھا ہے اور آخر گت میں لکھا ہے۔

ابیات

توجہ ہو حضرت کی اُس ٹھان پر — کہیں اس کو یہ کون کرے پالوٹر
کہے یہ محمدؐ ہے حق کا رسولؐ — پڑھا ہے میں قرآن کیا ہے قبول
ہوئے بعضے مومن کو معلوم کیا — گو یہ سورج اندر زمیں ڈوبتا
فرشتے لگیں پوچھنے اس سے بات — کہے وہ قضا ہوئی میری صلوٰۃ
نماز اب پڑھوں پھیر دوں میں جواب — کہیں اس کو مومن یہ ہے باصواب
کہیں گے اسے نیک بندے امل — ترے منہ پہ معلوم ہوتا ہے سن
جو مرد قبر بیچ سو نہیں ہیں حال — لنکالیں گے پیچھے انہیں ہو سوال
کفر شرک کی جس نے توبہ کری — انہیں شاہدی ایک اللہ کی دی
پیغمبر کہا سانچ مانا ہے ات — محمدؐ کو بر حق کہدیگا ات
کہیں ہیں اسی طرح بانوں تو دیکھ — دیکھے کیا کہ دوزخ جلی ہے ایک
جلاوے ہے دوزخ پہاڑ اور جنگل — جبھی ڈر سے جا جیو اس کا نکل
فرشتے کہیں ہیں شکر کر خدا — جو ایمان نہ لانا تو جلتا سدا
ابھی دیکھ دہنی طرف اے عزیز — جو دیکھے تو کیا ہے مرکان لذیز
جہاں اس سے پہلے ہوا تھا حساب — وہی ہے جو دیکھے قبر میں شتاب
جبھی ہوے داخل کہے یوں پکار — مجھے لوگ روئیں کھڑے زار زار
کہو تو کہوں حال اپنا عجوب — کہیں جائے سو نیند دلہن نے خوب
تری اب ہاں آواز جاتی نہیں — خدا بن ترا کوئی ساتھی نہیں
جہاں تک پڑی نظر میت کی جائے — وہاں تک فراخی کرے ہے خدائے
ہوئی بعضے مومن کی چوڑی قبر — جتا گردنے تر گزوں در بستر
سنی بات مومن کی چلنے کی سب — کفر اور منافق کی سن بات اب

رکھیں ہیں قبر بیچ اسے جائے کر — کہیں جب فرشتے دو دو آئے کر

تو بندہ ہے کس کا بتا اس کا نام — اور امت بے کس کی بتا اس کا ٹھانو

ترا دین کیا کیوں نہیں مانتا — کہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا

کہیں جو کہ دنیا میں کہتا سو کہہ — کہے اب رہا ہی نہیں یاد وہ

سبھی جو کہیں تھے کہوں تھا وہی — تو جب ہو حضرتؐ کی وہاں بھی جبھی

ولے اس نا آوے گا اللہ کا ناؤ — نہ حضرتؐ کا نا دین کا نانو ٹھانو

کہیں اس کو ماتھا ترا دیکھ ہم — پچھانا نہ لائق ہو ریت کے تم

کہیں اس کو اب طرف داہنی تو دیکھ — جو دیکھے تو ہے باغ جنت الیکہ

کہیں جو خدا پر تو لاتا ایمان — بہشتوں میں پاتا تو عالی مکان

طرف بائیں اب دیکھائے نابکار — نہ مانا حکم رب کا لائق ہے نار

دیکھئے کیا کہ سجیت لاگا ہے پاس — لپٹ آگ سے جت ہے دوزخ کا باس

ابھاریں و ماریں ہیں سر اس کے کہن — پہاڑوں پہ ماریں تو ہو ریت چھن

سوا آدمی اور جن کے تمام — سنیں جانور سب لکھا ہے کلام

آدیں گور کا فر میں ناگ اب سیہار — ہوں گنتی کے ننانویں زہر دار

ایسا زہر کاری ہے سن اسکے ماں — پڑے بیچ دنیا چلے سب جہاں

لپٹ کر کے سب تن کو اسکے ڈسیں — نہ مانا حکم رب شرک دل میں بسیں

یہی حال ہے اس کا تا روز حشر — بہا دین بخش قرآں بہادیں مال نشر

نہیں ہے اسے فائدہ کچھ کبھی — یہی حال پاویگا دیکھو تو بھی

تبھی سکنجہ طرح بھینچ ڈالے گی گور — ہڈی پانسلی جائے کنکر توڑ

کہیں بعضے مومن گنہگار کوں — ہوئے ہے عذاب القبر نار سوں

تسفیہ سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ عذاب قبر کے حق میں کئی قول ہیں یعنی آیا عذاب القبر روح کو ہوتا ہے یا بدن کو بعضے کہتے ہیں کہ روح کو ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں ان دونوں کو ہوتا ہے، لاکن (لیکن) تسفیہ والا

لکھتا ہے کہ ہمارا ایمان اس بات پر ہے کہ میت کو عذاب قبر ہوتا ہے لیکن اس کی کیفیت میں ہم مشغول نہیں ہوتے ہیں کہ بدن کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو۔

روضیہ سے کنزالعباد میں لکھا ہے کہ ایک شخص مرگیا ایک دن تک اس کو دفن نہ کیا دوسرے دن دفن کیا اس کے سوال میں علمار کا اختلاف ہے بعضے کہتے کہ جب تک اس کو دفنائیں نہیں سوال نہیں ہوتا ہے اور اسی بات کو ہم نے پکڑا ہے یعنی پسند کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سوال کیا جاتا ہے اس کے گھر میں اس کے رات کو اور صعود یعنی چڑھائی کرتی ہے زمین گرد اس کے پھر ہو جاتی ہے اس پر زمین مثل قبر کے اور سوال کیا جاتا ہے اس سے اسی وقت کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔

قَولُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّہٗ یُسْئَلُ الْمَیِّتُ بَعْدَ الْمَوْتِ فَلَا فَصْلَ۔

یعنی تحقیق سوال کیا جاتا ہے میت سے بعد موت کے پھر نہیں فرق پڑتا ہے۔ لیکن قول اول بہت اچھا ہے۔

کنزالعباد میں لکھا ہے کہ اگر کوئی سفر میں مرجاوے اور اس کے وطن میں اس کو صندوق میں ڈال کرلے جاویں اس سے سوال ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ فقیہہ ابوجعفر بلخی تو کہتے ہیں کہ تابوت میں اس سے سوال ہوتا ہے کیونکہ وہ مثل قبر کے ہے اور ابوبکر اعمٰی کہتے ہیں کہ جب تک اس کو زمین میں دفن نہ کریں سوال نہیں ہوتا ہے کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ سوال منکر نکیر کا قبر میں ہوتا ہے۔

کنزالعباد میں لکھا ہے کہ سوال منکر نکیر کا ہر چھوٹی بڑی میت سے ہوتا ہے۔ جس وقت کہ میت غائب ہوتی ہے اور اگر پانی میں مرجاوئے یا جانور کھا جاویں تو اس میت سے پانی میں اور جانور کے پیٹ میں

سوال ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ انبیاء سے سوال نہیں ہوتا ہے موجب اشارہ حدیث کے اور اطفالِ مومناں سے بھی سوال ہوتا ہے اور اطفالِ کافراں کے سوال میں امام اعظم رح نے توقف کیا ہے اور اسی طرح بہشت میں انکے جانے کا توقف کیا ہے۔

مسئلہ :۔ عذاب قبر کا، کافراں مشرکاں اور بعضے گنہگاراں مومناں کو ہوتا ہے اور اسی طرح ثواب اور نعمتاں قبر میں مومنوں عبادت والوں کے برحق ہیں اور صحیح ہے یہ مسئلہ کنز العباد کا ہے۔

کتاب الاعتماد فی الاعتقاد تصنیف مولانا حافظ الدین سے کنز العباد میں لکھا ہے کہ سوال منکر نکیر کا قبر میں برحق ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک لیکن فرقہ جہمیہ اور بعضے معتزلہ منکر ہیں سوال کے اور کہتے ہیں کہ جس شخص میں زندگی اور حیات نہ ہو سوال اس سے محالات سے ہے یعنی مشکل ہے اور ہم اہل سنت وجماعت ان کو جواب دیتے ہیں کہ سوال قبر کا محالات سے نہیں ہے ممکنات سے ہے یعنی ہو سکتا ہے بسبب الٹا آجانے روح کے بدنِ میت میں اور پیدا ہوجانا زندگی کا بدنِ میت میں بغیر روح کے پھر حیثیت سے سمجھتا ہے سوال کو وہ مردہ اور طاقت رکھتا ہے جواب کی۔ پھر ہوتا ہے سوال کرنا فرشتوں کا اس مردہ سے ایک حکمت جیسے اللہ تعالیٰ حیات میت کی خبر دیتا ہے اس آیت میں قولہ تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنی نہ کہو تم ان لوگوں کو جو مارے گئے ہیں راہ خدا میں مردہ بلکہ زندہ ہیں وہ نزدیک رب اپنے کے۔

رسول علیہ السلام نے منکر نکیر کے سوال میں حدیث فرمائی ہے۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ

تعالیٰ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔ یعنی مسلمان جس وقت کہ سوال کیا جاوے قبر میں پھر شاہدی یعنی گواہی دے) پھر یہ کہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پس یہی مراد ہے اس قولِ ثابت سے جو اللہ نے قرآن میں فرمایا یثبت اللہ الذین آخر تک یعنی ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ساتھ قول پورے کے دنیا و آخرت میں۔

دوسری حدیث میں یہ ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ اِذَا قِیْلَ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ وَمَنْ نَّبِیُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مشکوٰۃ شریف ص۲۴ باب عذاب القبر

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آیت یثبت اللہ الذین نازل ہوئی ہے عذاب القبر میں جس وقت کہ پوچھا جاتا ہے مومن کو کہ کون ہے رب تیرا اور کیا ہے دین تیرا، اور کون ہے نبی تیرا۔ پس کہتا ہے مومن کہ رب میرا اللہ ہے اور دین میرا اسلام ہے اور نبی میرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیسری حدیث یہ ہے۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ وَاِنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّۃِ فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا

وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْکَافِرُ فَیُقَالُ لَہٗ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ وَیُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنَ الْحَدِیْدِ ضَرْبَۃً فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَسْمَعُھَا مَنْ یَلِیْہِ غَیْرُ الثَّقَلَیْنِ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک خادم رسول علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بندہ مومن جس وقت کہ دھرا جاتا ہے اپنی قبر میں اور پھر جاتے ہیں اس کے لوگ ساتھی اور وہ مردہ سنتا ہے آواز کھڑک کا جوتیوں کا ان جانے والوں کی پھر جب کہ وہ لوگ دور چلے جاتے ہیں تو اس وقت آتے ہیں دو فرشتے پھر (یعنی بٹھاتے ہیں) بیٹھا کرتے ہیں اس کو پھر کہتا ہے وہ مردہ مومن کلمہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر وے فرشتے کہتے ہیں اس کو کہ دیکھ اس تیرے مکان دوزخ کو تحقیق بدل دیا ہے اللہ تعالیٰ نے مکان بہشت سے پھر دیکھے گا ان تمام دونوں مکان دوزخ اور بہشت تمام کو۔

فائدہ یعنی اول دوزخ کے فرشتے اس کو دوزخ دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں دیکھ اگر تو خدا رسول پر ایمان نہ لاتا تو تیرا یہ دوزخ مکان ہوتا اب جو تو خدا اور رسول پر ایمان لایا تو تیرا یہ مکان بہشت ہے پھر وہ بہشت اور دوزخ کو دونوں کو دیکھے گا اور منافق اور کافر کو جب کہ دفن کرکے لوگ جاتے ہیں تو اس سے وے دونوں فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو اس مرد کے حق میں کیا کہتا تھا یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا پھر کہتا ہے وہ کہ مجھ کو معلوم نہیں جو سب لوگ کہتے تھے میں بھی کہتا ہوں پھر کہتے ہیں وہ فرشتے تجھ کو معلوم نہیں اور تو نے پڑھا بھی نہیں پھر مارتے ہیں اس کے گہن لوہے کا ایسی مار کر چیخ مارتا ہے اور ہائے توبہ کرتا ہے اور اس چیخ کی آواز سنتے ہیں تمام جانور اور حیوانات اور ہر کوئی سوائے آدمیاں (آدمیوں) کے اور جنات کے۔

کنز العباد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر ہونے سوال جواب اور عذاب قبر کے اور راحت پانے اہل جنت کے قبر میں۔

چوتھی حدیث یہ ہے۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاہُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِہِمَا الْمُنْکَرُ وَالْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ھٰذَا ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ثُمَّ یُقَالُ لَہٗ نَمْ ھُنَا فَیَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اَرْجِعُ اِلٰی اَھْلِیْ فَاُخْبِرُھُمْ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ نَمْ کَنَوْمَۃِ عَرُوْسٍ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذَالِکَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ فَقُلْتُ مِثْلَہٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ذَالِکَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْہِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْہِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُہٗ فَلَا یَزَالُ فِیْھَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذَالِکَ۔ مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر ج اول ص۲۵

یعنی جس وقت قبر میں دفن کرتے ہیں میت کو آتے ہیں اس کے پاس قبر میں دو فرشتے سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے کہتے ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر پھر کہتے ہیں اس میت ـــــــ کو کہ کیا کہتا تھا تو بیچ حق اس مرد کے پھر اگر یہ مومن ہے تو کہتا ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول اس کا ہے پھر وہ میت یہ کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ پڑھتا ہے پھر وے دونوں فرشتے کہتے ہیں اس کو کہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ تو یہ جواب دے گا پھر کھولا جاتا ہے اس کی قبر میں دروازہ بہشت

کا اور فراخ ہو جاتی ہے قبر اس کی ستر در ستر گز اور نور بھر جاتا ہے اس کی قبر میں پھر کہتے ہیں اس کو سو تارہ اس جگہ پھر کہتا ہے وہ مردہ کہ چھوڑ و مجھ کو تا کہ میں اپنے گھر والوں کو جا کر اپنا حال کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قبر میں یہ نعمتاں دی ہیں پھر کہتے ہیں دے فرشتے اس کو کہ سو جا جیسے کہ سوتی ہیں دُلہن کہ نہیں خواب سے اٹھتی ہے مگر چاہتی ہیں اہل اس کی اٹھنے کو اس کے جب تک کہ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خواب گاہ سے اور اگر ہووے منافق وہ جواب دیتا ہے ان فرشتوں کو یہ کہ سنتا تھا میں کہ لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں بھی اسی طرح کہتا ہوں لیکن مجھ کو معلوم نہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں یا نہیں پھر کہتے ہیں وہ فرشتے اس کو پہلے ہی ہم نے جان لیا تھا کہ تو ہم کو یہ جواب دے گا پھر حکم کرتے ہیں دے فرشتے زمین کو کہ پکڑ اس مردود کو اور سکوڑ (تنگ) اور عذاب دے اسکو پھر زمین اس کو ایسا بھینچے گی کہ اس کی ہڈی و پسلی ایک ہو جاوے گی پھر ہمیشہ اس کا حال قبر میں ایسا ہی رہے اور ہمیشہ اس کو عذاب قبر کا رہے یہاں تک کہ اٹھاوے اللہ تعالیٰ اس کو اس کی قبر سے۔

پانچویں حدیث:۔ احیاء العلوم سے کنز العباد میں لکھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ قبر میں عذاب اور سکوڑنا ہوتا ہے اور اگر کوئی ایک بھی عذاب قبر اور سکوڑنے اس کے سے بچتا اور سلامت رہتا تو سعد بن معاذ بچتا اور سلامت رہتا۔

چھٹی حدیث :۔ یواقیت سے کنز العباد میں لکھی ہے کہ حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انّ صوت منکر نکیر فی السماع المومن کالاثمد فی العین وان ضغطة القبر علی المومن کالام الشفیقة یشکو الیها ولدها الصداع فتغمز راسه غمزا رفیقا

یعنی آواز منکر نکیر کی باوجود اس بلندی کے مثل کڑک بجلی کے

ہے لیکن نیچ سینے مومن کے آواز ایسی آوے گی جیسے کہ سرمہ آنکھ میں ڈالتے ہیں اور بھینچنا قبر کا اوپر مومن کے ایسا ہوتا ہے جیسے کہ مہربان ماں ہوتی ہیں اس کا بیٹا ماں کے آگے شکوہ اپنے سر کے درد کا کرتا ہو پھر وہ اٹھ کر اس کے سر کو بھینچتی ہے سہل سہل تو اس کو وہ بھینچتا اس کا اس کے بچے کو آرام معلوم ہوتا ہے اور سو جاتا ہے۔ یہ سب بیان سوال منکر نکیر کا اوّل سے بیان تک کنز العباد سے لکھا ہے۔

صبح کے ستارہ ترجمہ دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ ہر نیک و بد کافر و مومن کی قبر میں دونوں فرشتے منکر نکیر اس کی قبر کے سرانے کی طرف اول زمین کو پھاڑتے ہیں اور چیرتے ہوئے آتے ہیں وہ فرشتے پس اگر مومن نیک بخت کی وہ میت ہے تو اس کی نماز اس کو ان سے منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اس طرف نہ آؤ کس واسطے کہ اس نے اس اپنے سر کو خدا کے واسطے سجدہ میں جھکایا ہے اور آج کے دن کے واسطے ہے اس نے حق تعالیٰ کے سامنے سر کو جھکایا تھا اور سجدہ کیا تھا پھر اسی طرف سے ہٹ کر داہنے ہاتھ کی طرف سے آتے ہیں تو صدقہ اور خیرات جو اس نے کیا تھا اور داہنے ہاتھ سے دیا تھا وہ اس کو منع کریگا اور کہے گا کہ تم اس طرف سے مت آؤ کیونکہ اس نے آج کے دن کے واسطے داہنے ہاتھ سے اپنی خیرات اور صدقہ دیا تھا اس طرف سے تم کو نہیں آنے دیتا ہوں پھر اس طرف سے ہٹ کر بائیں طرف سے آتے ہیں تو روزہ منع کرتے ہیں کہ اس طرف سے تم کو نہیں آنے دیتا ہوں کیونکہ آج کے دن کے خوف سے اس نے روزہ رکھا تھا اور جگر اور دل کو جو بائیں ہاتھ کی طرف ہے بھوک اور پیاس سے جلایا تھا پھر پاؤں کی طرف آتے ہیں تو نماز جماعت اور جمعہ و عیدین اور حج وغیرہ عبادات جو تعلق پاؤں سے رکھتے ہیں ان کو آنے سے منع کرتے ہیں پھر وہ دونوں فرشتے دور کھڑے ہوئے اس سے سوال کرتے

ہیں کہ تو محمد علیہ السلام کو کیا کہتا ہے تو مومن کہتا کہ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اَلرَّسُوْلُ اللہ پس مومن سے جواب اپنے سوالوں کا خوب پاکر اور اس کو مبارکی دیکر کہتے ہیں کہ اب سو جا مثل دلہن کے پھر اس کی روح کو اپنے ساتھ آسمانوں پر لیجاکر قندیلوں میں جو کہ عرش کے نیچے لٹکتی ہیں رکھتے ہیں پھر قیامت تک اس روح کا مکان وہی ہے مگر ایام متبرک میں حکم سے خدا کے دنیا میں آتی ہیں مثلاً جمعرات کے اور عرس کے دن کے اور عیدیں اور شب برات اور محرم وغیرہ میں اور پھر اسی جگہ چلی جاتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں گویا اس مصرعہ میں گنبد کا یہی اشارہ ہے مصرعہ ہے صبح کا ستارہ باب ۱۶ صفحہ ۲۵/۲۳

بیائی بیایم زگنبد فرود ...

اور یہ بھی صبح کے ستارہ میں لکھا ہے کہ منکر نکیر مومن نیک بخت کی قبر میں اچھی صورت بناکر آتے ہیں۔

یہ کاتب الحروف نجم الدین سلیمانی کہتا ہے کہ ایک شب اس فقیر نے خواب میں دیکھا کہ گویا مر گیا ہوں میں اور مجھکو دفن کر کے اور مٹی دے کر لوگ چلے گئے ہیں میں نے قبر میں اس وقت کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر آواز بلند سے شروع کیا اس وقت دو فرشتے اچھے گورے رنگ و لائتی طور سے میرے پاس آئے اور ان کے ہاتھ میں دو گرزیں لوہے کی ایسی تھی جیسے سید رفاعی کے فقیر گرز مار رکھتے ہیں سو انھوں نے مجھسے آکر سوال کیا اور جواب باصواب پایا پھر وے تو چلے گئے اور میری قبر فراخ ہوگئی کہ ایک شہر بڑا سا ہوگیا اور وہ قبر سی نہ رہی حاصل کلام کا یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتُ یعنی خواب بھائی موت کا ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے بعضے بندوں کو ان کی زندگی میں بوسیلہ سلک الرویا ان کا حال معلوم کرا دیتا ہے۔

صبح کے ستارہ میں لکھا ہے کہ مومن کی قبر میں بعد چلے جانے منکر نکیر

کے ایک بہت خوب صورت شان والا شخص آتا ہے وہ مردہ نیک بخت اس کو دیکھ کر خوش دل ہوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تو کون ہے وہ کہتا ہے میں تیرے اعمال نیک ہوں جو تو نے دنیا میں کئے تھے۔ لیکن انیس الواعظین میں لکھا ہے کہ بعد چلے جانے منکر نکیر کے ایک عورت بہت خوبصورت حسن و جمال والی مومن نیک بخت کی قبر میں آتی ہے یہ مردہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے گلباہنی ڈالتا ہے تو اس کا موتیا کا ہار ٹوٹ جاتا ہے پس یہ مردہ دل میں شرماتا ہے کہ میں نے اس کا ہار توڑ ڈالا وہ عورت کہتی ہے کہ شرمامت مجھ کو تو پہچانتا ہے یا نہیں میں کون ہوں وہ کہتا ہے میں تجھکو نہیں پہچانتا لیکن تیرے جیسی خوبصورت دنیا میں نہیں دیکھی وہ عورت کہتی ہے میں تیری نماز ہوں اور یہ تمام ہار ستگار میرا تیری عبادت اور نماز جو تو نے کری تھی اور صدقہ خیرات واسطے اللہ دیا تھا وہ ہے سو آج اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ تو جا مرے بندے نیک بخت مومن کے پاس اس کی قبر میں کر وہ اکیلا ہے اس کے دل کو بہلا اور خوش کر کر اس نے سردی گرمی سفر اور حضر میں بہت محبت رکھی تھی اور جاڑے میں تکلیف پا کر وضو کر کے نماز پڑھی تھی اس واسطے میں تیرے دل کو خوش کرنے واسطے آئی ہوں اب آؤ ہم تم مل کر یہ موتی چگ لیں پھر بات کریں گے پھر وہ دونوں موتی چگیں گے ادھر سے موتی تمام ہوتے ہی آواز فرشتوں کی آوے گی کہ اٹھو قیامت آگئی اگرچہ ہزار برس کا مردہ ہوگا مگر اس کو قبر میں ایسا حال معلوم ہوگا جیسے موتی چگ لئے واللہ اعلم بالصواب۔

صبح کا ستارہ میں لکھا ہے کہ کافر منافق بدکار کی قبر میں دونوں فرشتے بدشکل اور بری شان بنا کر آتے ہیں اور اس کو بیٹھا کر کے سوال کرتے ہیں اور آواز اپنی مثل کڑک بادل کی آنکھیں بجلی جیسی نکال کر اس کو ڈراتے ہیں اور عذاب دیتے ہیں اور اس کو مار کوٹ کر سوال جواب کر کے وے تو چلے جاتے ہیں اور بعد انکے ایک بدشکل اور بری شان کی بلا اس کی قبر میں آتی ہے اور اس کو کہتی ہے کہ

اے کم بخت خدا تجھ کو تیری بدیوں کا بدلہ اور گناہوں کی سزا دے تو خدا کی بندگی میں سست تھا اور گناہ کرنے میں چالاک تھا وہ مردہ اس کو دیکھ کر ڈرے گا اور پوچھے گا تو کون ہے وہ کہے گا تو مجھ کو جانتا نہیں ہے میں تیرے اعمالِ بد ہوں اب ڈرتا کیوں ہے پھر اس کو مارے گا اور عذاب دے گا اور اس کی قبر میں دروازہ دوزخ کا کھولا جاوے گا اور قیامت تک اس کی قبر میں دوزخ کا عذاب رہے گا۔ صبح کا ستارہ صہ ۲۳

صبح کے ستارہ میں لکھا ہے کہ بعد چلے جانے منکر نکیر کے ایک اور فرشتہ قبر میں آتا ہے اور میت کو کہتا ہے کہ تیرے اعمال نیک اور بد تمام اپنے ہاتھ سے مجھ کو لکھ دے وہ کہے گا کہ تیرے پاس کاغذ اور دوات اور قلم کہاں ہیں جو لکھ دوں وہ کہے گا کہ اپنے کفن سے ایک ٹکڑا پھاڑ اس کا کاغذ بنا اور اپنی انگلی کا قلم کر اور اپنے تھوک کی سیاہی کر اور لکھ پھر وہ میت اپنے نیک اعمالوں کو تو جلدی جلدی لکھے گا اور گناہ کے کام لکھتا ہوا شرماوے گا اور ڈھیل کرے گا تب وہ فرشتہ اس کو مارے گا اور کہے گا کہ اے مردود گناہ کرتا ہوا تو خدا سے نہیں شرمایا اور ڈرا نہیں اور اب لکھتا ہوا شرماتا ہے تب وہ ڈر کے مارے تمام گناہ بھی لکھ دے گا پھر فرشتہ اس کو کہے گا کہ اس پر اپنے ناخن کی مہر کی نشانی بھی کر دے وہ کرے گا تب وہ فرشتہ اس کو لپیٹ کر اس کی گردن میں باندھ جاویگا اور قیامت تک اس کی گردن میں بندھا رہے گا پھر خدا کے سامنے جس وقت کہ جاوے گا اس کو حکم ہوگا کہ تو اپنے نامۂ اعمال کو پڑھ پھر وہ پڑھے گا جیسے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں خبر دیتا ہے قولہ تعالیٰ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا۔ سورۂ اسراء آیت ۱۳۔ پارہ ۱۵

یعنی اور ہر آدمی لگا دیئے ہم نے اس کی بری قسمت اس کی گردن سے

اور نکال دکھادیں گے اس کو قیامت کے دن لکھا پاوے گا اس کو کھلا پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس آج کے دن اپنا حساب لینے والا۔

فوائد ضیائیہ میں جو کہ ملفوظ ہے حضرت مولانا ضیاء الدین فخری جیپوری کا اور جامع اس کی ان کے خلیفہ مہدی علی حسنی الحسینی سکنہ شیخپورہ پرگنہ مالدہ صوبہ بہار کے ہیں لکھا ہے کہ مولانا ضیاء الدینؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی مرید مومن نیک بخت اپنے پیر سے پہلے مرجاوے اور مرشد اس کا زندہ ہو تو اللہ تعالیٰ منکر نکیر سے پہلے فرشتے کو اس کے مرشد کی صورت بنا کر بھیجتا ہے تب وہ مردہ اپنے مرشد کو دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے اور اس کو ہمت بندھا جاتا ہے تو منکر نکیر کے سوال میں چوکتا نہیں اور اگر مرشد اول مرجاوے اور مرید پیچھے مرے تو خود مرشد اس کا اس کی قبر میں آتا ہے اپنے مرید کی مدد واسطے اور وہ مرید بخشا جاتا ہے۔

راحت القلوب ملفوظ شاہ حضرت شیخ فرید گنجشکرؒ میں حضرت نظام الدینؒ لکھتے ہیں اور انیس العارفین میں شاہ حبیب اللہ قادری لکھتے ہیں اور بہت کتب معتبرہ ملفوظات بزرگاں میں لکھا ہے کہ خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی فرماتے تھے کہ ایک روز ایک مسلمان ان کے زمانے میں مرگیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجریؒ کے ساتھ میں بھی گیا اور لوگ تو اس کو دفن کر کے چلے آئے اور خواجہ صاحب اس جگہ قبر پر بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگے یکایک چہرۂ خواجہ زرد ہو گیا اور رونے لگے کچھ دیر کے بعد ہنسے اور فرمایا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا آدمی کو چاہئے کہ کسی کا ہو جاوے میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا سبب تھا کہ اول تو آپ روئے اور چہرہ آپ کا زرد ہو گیا اور اب آپ ہنسے اور خوش ہو کر یہ لفظ فرمایا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص دنیا دار گنہگار تھا اس کو قبر میں فرشتے عذاب دیتے تھے اسواسطے اس کا حال دیکھ کر مجھکو ترس آیا اور میں رونے لگا اسی وقت اس کے مرشد خواجہ عثمان ہارونیؒ حاضر ہوئے اور فرشتوں کو

کہاکہ یہ میرا مرید ہے اس کو نہ مارو کہاکہ یہ گنہگار ہے ہم ماریں گے ہم کو خدا کا حکم ہے اور کہاکہ ذرا ٹھہر جا اور خدا سے عرض کری اور کہاکہ یہ میرا مرید ہے میرے ذریعہ سے اس کو اپنے فضل سے بخش حکم ہوا کہ یہ بد اعتقاد ہے اور پھرا ہوا تھا اور تیرے فرمودہ پر اس کا عمل نہ تھا عذاب اس کا ہونے دے پھر عرض کیا کہ الٰہی یہ تو پھرا ہوا تھا مگر میں نہ پھرا تھا تو اس کو بخش دے اور عذاب قبر سے نجات پائی اسواسطے میں ہنسا اور خوش ہوکر کہاکہ آدمی کو چاہیے کہ کسی کا ہوجاے۔

راحت القلوب صفحہ ۴۷

فایدہ بیانِ موجباتِ عذابِ قبر میں

جان اے عزیز قبر میں عذاب ہونا حدیثاں سے ثابت ہے اور کئی سبب ہیں کہ ان سے بندے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

اوّل:- اپنے بدن اور کپڑوں کو پلیت (گندہ) رکھے تو بہت عذاب ہوگا۔

دوسرے:- نماز میں سستی رکھے یعنی کبھی پڑھے اور کبھی نہ پڑھے اور بے وقت اور تنگ وقت پڑھے۔

تیسرا عذاب:- چغل خوری کی عادت رکھے۔

چوتھا عذاب:- غیبت کرے

پانچواں عذاب:- لاؤ لوتری کی عادت رکھے (لگانا سکھانا)

چھٹا عذاب:- شرک اور کفر کرے۔

ساتواں عذاب:- ظلم کرے۔

آٹھواں عذاب:- زنا کرے۔

نواں عذاب:- شراب نوشی کرے۔

دسواں عذاب:- ماں باپ کو ستانا

گیارواں عذاب:- نوحہ مُردوں پر کرنا اور اس نوحہ کرنے والے کو اور مُردہ

کو ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے۔

بارواں عذاب:۔ جھوٹ بولنا۔

تیرواں عذاب:۔ اپنی عورت کو خوش نہ رکھنا اور اس کا نان نفقہ سے حق ادا نہ کرنا ان کے سوا اور بہت گناہ ہیں کہ جس کے سبب سے عذاب قبر ہوتا ہے۔

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ مجھکو عذاب قبر سے نجات ملے تو ہمیشہ چار چیز کو کرتا رہے اور چار چیز کو ترک کر دے جو چار چیزاں کرنے کی ہیں وہ یہ ہیں۔

اوّل:۔ نماز کی حفاظت بہت کرے۔

دوسرے:۔ للّٰہ صدقہ خیرات دینے میں کوشش کرے۔

تیسرے:۔ قرآن شریف کی تلاوت کرے۔

چوتھے:۔ کلمۂ تمجید کو پڑھا کرے کہ ان چاروں کاموں کے کرنے سے قبر مومن روشن اور فراخ ہو جاتی ہے

اور وے جو چار چیزیں چھوڑنے کی ہیں وہ یہ ہیں۔

اول:۔ جھوٹ نہ بولے

دوسرے:۔ خیانت اور دغابازی نہ کرے

تیسرے:۔ ترا پن نہ کرے

چوتھے:۔ اپنا بدن اور کپڑے پیشاب اور پلیتی (گندگی) سے پاک رکھے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ عذاب قبر سے رہائی

عشاء کی جماعت کو اندھیری راتوں میں جانا، دوسرے سورہ ملک اور سورہ سجدہ کو بعد نماز عشاء کے پڑھنا، یا جمعرات کو جو کوئی مرے یا

جمعہ کو مرے یا رمضان میں مرے تو عذاب قبر اس کو نہ ہو اور جو کوئی بعد نماز فرض کے آیتہ الکرسی پڑھے اور جو کوئی دو رکعتاں بعد مغرب کے ہمیشہ پندرہ پندرہ مرتبہ اذازلزلت سے پڑھتا رہے اور تہجد پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت کرے اور صدقہ خیرات کرے اور کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ کو پڑھتا رہے اور صلوٰۃ الھول پڑھ کر کسی مردہ کو اسی روز بخش دیں تو عذاب سے وہ مردہ نجات پاتا ہے اور کلمہ تمجید پڑھتا رہے اور جواب نامہ لکھ کر قبر میں دھرنا اور بسم اللّٰہ پیشانی اور سینہ میت پر لکھ دینا اور شجرہ قبر رکھنا سینہ میت پر اور مٹی قل کی پڑھ کر اور دعائیں لکھ کر قبر میں رکھنا یہ سب موجبات رہائی عذاب قبر کی ہیں چنانچہ ہر ایک کے دلائل آگے لکھے جاویں گے۔
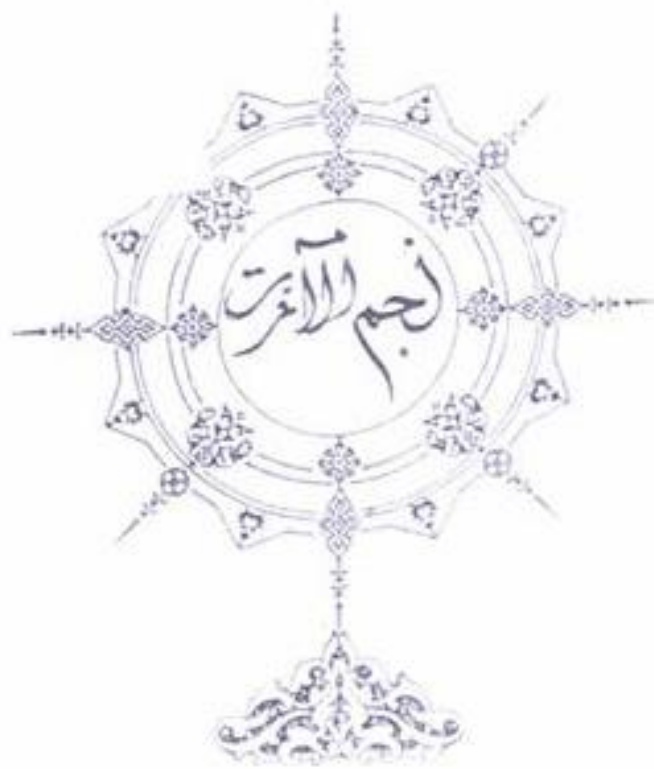
بابِ سوم کی فصل انیسویں

میت کو دفنانے کے بعد تلقین کرنے اور اس کے دلائل کے ذکر میں

اے عزیز تلقین کرنا بعد دفن کے میت کے حق میں بہت درست ہے اور خیر خواہی اس مردے کی ہے اور گویا مدد کری اس نے اس بھائی مسلمان میت کی بعد موت کے پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ طریقہ تلقین کا جاری رکھیں کس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ یعنی تلقین کرو تم مردوں تمہاروں کو (مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۰) اگرچہ تلقین کی بات میں اختلاف حنفیہ اور شافعیہ کا ہے اس حدیث کے معنوں میں ہے یعنی امام شافعیؒ تو ظاہر مراد تلقین سے بعد دفن کے لیتے ہیں اور کہتے ہیں امام اعظمؒ اس جگہ تلقین سے مراد جانکنی کے وقت کے تلقین کی لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرنے کے وقت کلمہ تلقین کرے چنانچہ اس تلقین کا ذکر نزع کے ذکر میں ہو چکا ہے اور دونوں اپنی اپنی دلیل ثابت حدیثوں سے کرتے ہیں چنانچہ وہ تمام دلائل لکھے جاویں گے مگر امام شافعیؒ کے نزدیک تلقین بعد دفن سنت ہے اور ہمارے مذہب حنفیہ کے بعضے علماء منع کرتے ہیں اور بعضے روا لکھتے ہیں۔

تحقیق مسئلہ یہ ہے کہ تلقین بعد دفن کے بہت افضل ہے اور نہ کرنے
اس کے سے کرنا اچھا ہے اور یہ تلقین سبب نجات میت کا ہے اور موت
کے حق میں گویا بڑی امداد ہے زندوں کی طرف سے کس واسطے کہ اس کو
یاد دلاتے ہیں کہ تو یوں کہہ کہ رب میرا اللہ تعالیٰ ہے اور دین میرا اسلام ہے اور
نبی میرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اگر امام شافعیؒ کے نزدیک
تلقین سنت ہے اور ہمارے مذہب حنفیہ میں یہ مسئلہ مختلف ہے مگر
اس امر میں متابعت امام شافعیؒ کی کرنا بہت اچھا ہے کسواسطے کہ فائدہ عاقبت
واسطے متابعت غیر امام کی کرنا جائز ہے ہمارے مذہب حنفیہ میں یعنی اگر حنفی
مذہب کا عبادت میں شافعی کی متابعت کرے یا شافعی مذہب حنفی کی متابعت
کرے تو جائز ہے۔

جامع العلوم ملفوظ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین میں لکھا ہے
کہ یہ فرماتے تھے کہ فتاویٰ کامل میں لکھا ہے۔

یجوز فی العبادات ان یعمل فی مذھب غیر حتی
یصیر اتفاقاً ولا فی المعاملات لا یجوز الا فی مذھبہ۔

یعنی جائز ہے عبادات میں یہ کہ عمل کرے بیچ مذہب غیر کی تاکہ ہو جاوے
متفق مسئلہ پر عمل اور معاملات میں جائز ہے مگر بیچ مذہب اپنے کی اور بھر
جامع العلوم میں لکھا ہے اور کافی۔ یجوز للمومن ان یعمل فی العبادات
علی مذھب غیرہ فی المعاملات لا یجوز۔

یعنی جائز ہے مومن کو کہ عمل کرے عبادت میں اوپر مذہب اور کی
اور معاملات میں روا نہیں۔

فوائد الفوائد میں لکھا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے
ہیں کہ عمل کرنا اور امام اہل سنت کی روایت پر جائز ہے اور اگر کرے تو گنہگار
نہیں ہوتا ہے اسواسطے ہمارے اکثر علمائے حنفی مذہب نے تلقین بعد دفن

جائز رکھی ہے یعنی دونوں وقت میت کو تلقین کرتے ہیں اول تو جانکنی کے وقت جیسے کہ لکھا ہے فتاویٰ عالمگیری میں۔

وَاَمَّا التَّلْقِيْنُ بَعْدَ الْمَوْتِ فَلَا يُلَقَّنُ عِنْدَنَا فِيْ الظَّاهِرِ الرِّوَايَةِ كَذَا فِيْ الْعَيْنِيْ شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَمِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ وَنَحْنُ نَعْمَلُ بِهِمَا عِنْدَ الْمَوْتِ وَعِنْدَ الدَّفْنِ كَذَا فِيْ الْمُضْمَرَاتِ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ الْمُلَقِّنُ غَيْرَ مُتَّهَمٍ بِالْمَسَرَّةِ بِمَوْتِهٖ وَاَنْ يَكُوْنَ مِمَّنْ يَعْتَقِدُ فِيْهِ الْخَيْرَ كَذَا فِيْ سِرَاجِ الْوَهَّاجِ فتاویٰ عالمگیری ص ۱۵۷

یعنی تلقین کرنا بعد موت کے پھر نہیں تلقین کرے ہمارے نزدیک ظاہر روایت میں ایسا لکھا ہے عینی شرح ہدایہ اور معراج الدرایہ میں اور ہم حنفی مذہب والے عمل کرتے ہیں ساتھ ان دونوں تلقینوں کے یعنی اول تو نزع کے وقت تلقین کرتے ہیں تا دونوں روایتوں پر عمل ہو جاوے اور متفق علیہ کی متابعت حاصل ہو۔ یہ مسئلہ ہے مضمرات میں اور مستحب یہ ہے وے تلقین کرنے والا غیر تہمت کیا گیا ساتھ خوشی موت کے اور یہ کہ ہووے اعتقاد کرنے والا اس میت کے حق میں نیکی کا یہ مسئلہ سراج الوہاج کا ہے اس جگہ تک فتاویٰ عالمگیر کا ترجمہ ہے۔

۲۲۵ درمختار میں لکھا ہے کہ وَلَا يُلَقَّنُ بَعْدَ تَلْحِيْدِهٖ وَاِنْ فُعِلَ لَا يُنْهٰى عَنْهُ وَفِيْ الْجَوْهَرَةِ مَشْرُوْعٌ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَيَكْفِيْ قَوْلُهٗ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ اُذْكُرْ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ وَقُلْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ لَمْ يَعْرِفْ اِسْمَهٗ اُمَّهٗ قَالَ يَنْسُبُهٗ اِلٰى حَوَّاءَ وَمَنْ لَا يُسْئَلُ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا يُلَقَّنَ

وَالْاَصَحُّ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَا یُسْئَلُوْنَ وَ الْاَطْفَالُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنْتَهٰی ۔ درمختار صفحہ ۲۲۸

یعنی اور تلقین کرے بعد دفن اور لحد میں رکھنے میت کے اور اگر کوئی کرے تو منع بھی نہ کرے اور جوہرہ میں لکھا ہے کہ وہ تلقین کرنا بعد دفن کے سنت ہے اور حدیث سے ثابت ہے نزدیک اہل سنت اور جماعت کے اور کفایت کرتا ہے یہ کلام تلقین کرنا میت کو اے فلاں لڑکا فلانی عورت کا یاد کر واس بات کو کہ جس پر دنیا میں تو تھا اور کہہ راضی ہوں اللہ سے رب ہونے اس کے پر اور ساتھ اسلام کے دین ہونے پر اور ساتھ محمد علیہ السلام کے نبی ہونے پر پوچھا اصحابوں نے یا رسول اللہ اگر اس کا نام نہیں جانتے ہوں تو فرمایا نسب کریں اس کو بی بی حوا کے یعنی یوں کہیں کہ اے فلانا حوا کا بیٹا اور جس شخص سے فرشتے سوال نہ کریں تو لازم ہے کہ اس کو تلقین نہ کریں اور صحیح روایت ہے کہ پیغمبروں اور کافروں اور مومناں کے بالک بچوں سے فرشتے سوال قبر میں نہیں کرتے ہیں۔

فتاوٰی برہنہ میں فتاوٰی جامع سے لکھا ہے کہ تلقین کرنا میت کو بعد دفن کے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اور سوائے ان کے اور ہمارے مذہب کے علماء کے نزدیک روا نہیں ہے اور اسی پر فتوٰی ہے علمائے بلخ اور بخار کا لیکن امام صغار کہتے ہیں کہ تلقین بعد دفن مشروع ہے یعنی شریعت محمدی میں جائز ہے اور امام شمس الائمہ حلوائی حنفی مذہب کے امام فرماتے ہیں کہ تلقین کرنے بعد دفن سے نہ منع کرتا ہوں اور نہ حکم کرتا ہوں کہ کرو اور کوئی کرے تو اسی طرح کرے کہ اے فلاں بیٹا فلانی عورت کا یاد کر اپنے دین کو کہ جس پر تو تھا اور رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک اور یہی طریقہ تلقین کا حقایق اور جامع الرموز میں لکھا ہے۔ احیاء العلوم مترجم ج ۲ صفحہ ۲۹۷

کنز العباد میں احیاء العلوم سے لکھا ہے کہ۔ مترجم ج ۴ ص ۲۹۴

یستحب تلقین المیت بعد الدفن والدعاء لہ۔

یعنی مستحب ہے تلقین کرنا میت کا بعد دفن کے اور دعا کرنا واسطے اس کے اور عمدۃ الابرار میں لکھا ہے ذکر لکھا گیا فتاوی حسامیہ میں اور برہانیہ میں اور تجنیس میں اور مزیدان میں یہ کہ تلقین کرنا بعد دفن کے یہ فعل کیا ہے بعضے ہمارے مذہب کے مشائخ حنفیہ نے اور وہ قول ہے امام شافعی کا۔

کنز العباد میں عمدۃ الابرار سے لکھا ہے تلقین کرنا بعد دفن کے عادت ہے بعضے ملکوں کی۔

وسئل شمس الائمۃ الحلوانی عن ذلک فقال لاینہاھم عن ذلک ان فعلوا ولا یامرون بہ ان ترکوا۔ یعنی اور پوچھا شمس الائمہ حلوانی سے اس تلقین بعد دفن کا مسئلہ تو کہا نہ منع کروں کرتے ہوؤں کو اور نہ حکم کروں نہ کرنے والوں کو۔

کنز العباد میں فتاوی حجتہ سے لکھا ہے کہ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لقنوا موتاکم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ بعض المشائخ حملوا علی التلقین عند حضور الاجل وبعضہم عند الدفن فی القبور ونحن نعمل بہما عند الموت وعند الدفن۔

یعنی روایت کیا گیا ہے رسول علیہ السلام سے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ تلقین کرو تم مردوں تمہارے کو کلمہ شہادت کو پھر اس حدیث میں سے بعضے مشائخ نے تو گمان کیا ہے اور تلقین قبر میں جانکنی کے وقت کی اور بعضے نے گمان کیا اوپر تلقین قبر میں دفن کرنے کے بعد اور ہم عمل کرتے ہیں ان دونوں روایتوں پر پھر یعنی جانکنی کے وقت بھی تلقین کرتے ہیں اور بعد

دفن کے بھی تلقین کرتے ہیں۔

کنزالعباد میں لکھا ہے کہ وَقَدْ وَرَدَ فِیْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ اَنَّہٗ یُسْئَالُ الْمَیِّتَ فِی الْقَبْرِ عِنْدَ الدَّفْنِ حِیْنَ لِوَضْعِ اللَّبَنِ فَلَمَّا لَمْ یَکُنْ السُّوَالُ مُحَالاً فَلَا یَکُوْنُ التَّلْقِیْنُ مُحَالاً

یعنی اور تحقیق آیا ہے بعضے حدیثا میں کہ مردہ سے سوال کیا جاتا ہے قبر میں کے نزدیک وقت رکھنے اینٹوں کے پھر جبکہ سوال منکر نکیر کا نہ ہو محالات سے پھر کیونکر ہوگا تلقین کا کرنا محالات سے۔

عقاید عظیم میں جمع الجوامع سعید سے لکھا ہے کہ جبکہ تمہارا کوئی مردہ مرجائے اس پر قبر میں مٹی ڈالنے لگیں تو چاہئے کہ ایک آدمی اس کے سرہانے کھڑا ہوکر کہے اے فلانا فلانے کا بیٹا اور جو ماں کا نام یاد نہ ہو تو حوا کا بیٹا کہہ دے تو وہ سنتا ہے اور جواب نہیں دیتا ہے پھر دوسری بار کہے کہ اے فلانا فلانے کا بیٹا تو وہ اٹھ بیٹھتا ہے تیسری بار پھر کہے کہ اے فلانا فلانے کا بیٹا بتاؤ کیا کہتا ہے اللہ تعالیٰ تیرے اوپر رحمت کرے لیکن تم کو نہیں معلوم ہوتا پھر وہ شخص یوں کہے کہ تو یاد کر جس چیز پر دنیا سے نکلا ہے وہ یہ ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْیَقِیْنِ اَنْ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً۔

وہ دونوں فرشتے جبکہ سنتے ہیں کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے کہ چلو اس کو تو پہلے ہی تلقین کر دیا ہے اور اسے عقائد عظیم میں لکھا ہے جمع الجوامع سے کہ جبکہ مردہ کو قبر میں دھریں تب دھرتے ہی سرہانے کی طرف الٓمٓ مفلحون تک پڑھے پائنتی قبر کی طرف سے اٰمن الرسول کو آخر سورت تک پڑھے اس میت کو بخش دیں تو وہ مردہ بخشا جاتا ہے۔

درمکنون میں اٹھارویں مسئلہ میں لکھا ہے کہ

ابیات

مردہ را تلقین می باید مگر — بعد دفن او بگو اے باخبر
مردہ کو تلقین کرنی چاہیئے مگر — قبر میں دفن کرنے کے بعد

ایستادہ شو بر اس قبر او — یا فلاں ابن فلانہ پس بگو
اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو — اے فلاں ابن فلاں پھر کہہ

ہم چنیں سہ بار از بہر خدا — کن ز نام اُو ندا آں مردہ را
اس طرح تین بار خدا کے واسطے — اس کا نام لے کر ندا دے

پس بگو او را بگو اے مردِ دیں — نے خدا غیر اللہ العالمیں
پس اس سے کہہ اے مردِ دیں — نہیں ہے کوئی خدا سوائے رب العالمین کے

ہم محمد بندۂ خاصِ خُدا — سرور دنیا و دینِ رہنما
محمد بھی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں — دنیا کے حاکم اور دین کے رہنما ہیں

من رضا مند خدایم آفرید — در جہان بر دین اسلامم گزید
میں اپنے خدا سے راضی ہوں کہ جس نے پیدا کیا — دنیا میں ہمارے دین اسلام کیلئے ہمیں قبول کیا

آں محمد بندۂ پیغمبر است — واں شفیع خلق روز محشر است
محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں — وہ قیامت کے دن مخلوق کے شفیع ہیں

آں کلام اللہ امام راہ ماست — سوئے راہ راستہا رہنماست
وہ اللہ کا کلام ہے جو راستے کا امام ہے — اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنیوالا ہے

ایں سخن شنوند چوں منکر نکیر — آں رسولانِ خداوند قدیر
میت کو جب منکر نکیر سنیں گے — اس قدرت والے خدا کے فرستادہ

بے سوال ایند از نزدش بروں — زانکہ میت شد ہمت رہنموں
مردہ کے نزدیک جا کے سوال پوچھیں گے — میت کو ہمت بندھا اور رہنمائی کر

ہم چنیں گفت است در شرح الصدور — مسئلہ پاکیزہ در حال قبور

اس طرح شرح الصدور نامی کتاب میں لکھا ہے — قبر کا مسئلہ بالکل پاکیزہ ہے

در خزانہ در غرایب با مُراد — نیز از احیا است در کنز العباد

خزانہ، وغرائب نامی کتاب ہیں اے بامراد — اسی طرح کنز العباد میں مسئلہ مذکور ہے

در ذخیرہ گفت چلپئے ہم چنیں — از قہستانی است در تجنیس ایں

ذخیرہ میں حضرت چلپی نے ایسا ہی فرمایا ہے — قہستانی سے اخذ کرتے ہوئے تجنیس میں احیا العلوم میں مذکور ہے

در غیاث و مضمرات اے باصفا — ہم چنیں در صفر و در کشف الغطا

غیاث اور مضمرات میں بھی اے صاف دل — یوں ہی سفر السعادات اور کشف الغطا میں ہے

اختلافست گرچہ در اطفال خورد — بہر او اولی است ہم تلقین کرد

اگرچہ چھوٹے بچوں کے بارے میں اختلاف ہے — لیکن بہتر یہی ہے کہ ہم انہیں بھی تلقین کریں

نیز مسئلہ فقہ بر گورش بگو — تا بر آید رحمت یزداں برو

اس کی قبر پر کوئی فقہی مسئلہ بھی بیان کر — تاکہ اس پر رحمت پروردگار متوجہ ہو

بپائیں گور اے خجستہ سیر — بخوان خاتمہ را ز سورہ بقر

قبر کے پینتانے اے خجستہ سیر — سورہ بقر کی آخری آیتیں پڑھ

ز اول بقر تا حد مفلحون — ببالیں خواندن شدہ رہنموں

سورہ بقر کی شروع آیت سے مفلحون تک — سرہانے پڑھا جانا اسکے لئے رہنما ثابت ہوتا ہے

بگفتند بعضے کہ الحمد را — بخواں ایستادہ شدہ سوی پا

بعض حضرات نے کہا ہے کہ الحمد شریف — کھڑے ہو کر پیر کی جانب پڑھیں

حدیث میں آیا ہے اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَابْنِ مَنْدَہ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنْ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِنْ اِخْوَانِکُمْ فَسَوَّیْتُمُ التُّرَابَ عَلَیْہِ فَلْیَقُمْ اَحَدُکُمْ عَلٰی رَاْسِ قَبْرِہٖ ثُمَّ لِیَقُلْ یَا فُلَانَ ابْنِ فُلَانَۃَ فَاِنَّہٗ یَسْمَعُہٗ لَا یُجِیْبُ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا فُلَانَ ابْنِ

فلانۃ فانہ یقول ارشد نا رحمک اللہ ولکن لا یشعرون فلیقل اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا وبالقرآن اماما فان منکرا ونکیرا یاخذ کل واحد منہما بید صاحبہ ویقول انطلق بنا ما نقعد عند مومن ملقن حجتہ فیکون اللہ حجیجہ دونہما قال رجل یا رسول اللہ فان لم یعرف امہ قال ینسبہ الی حوا یا فلان ابن حوا کذا فی شرح الصدور

یعنی طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کری ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے جس وقت کہ مرے کوئی ایک تمہارے بھائی مسلمان سے پھر برابر کر چکو تم مٹی کو اس کی قبر پر کھڑا ہووے ایک تمہارے اندر سے اوپر سر قبر اس کی کے پھر یوں کہے کہ اے فلانہ فلانے کا بیٹا وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا ہے پھر وہ شخص اسی طرح کہے کہ اے فلاں فلانے کا بیٹا پھر وہ مردہ کہتا ہے ارشاد کر مجھکو خدا تیرے اوپر رحم کرے تو کیا مجھکو کہتا ہے لیکن تم کو کلام سننے کا شعور نہیں پھر وہ شخص یوں کہے یاد کر اس بات کو کہ جس بات پر تو نکلا ہے دنیا سے وہ شہادت کا کلمہ ہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم وبالقرآن اماما. پھر یہ تلقین سنکر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں چل میاں اس کو تلقین کر دیا ہے اب اس سے کیا پوچھیں گے ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر اس کی ماں کا نام نہیں جانتا ہو تو فرمایا یوں کہہ دے کہ اے فلاں حوا کا بیٹا یہ مسئلہ

شرح الصدور میں لکھا ہے۔ مترجم صد ۱۰۴
شیخ الشیوخ میں لکھا ہے کہ جب کہ میت کو گور میں رکھیں تو اس وقت یہ پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور منہ اور تمام اعضاء میت کے قبلہ کی طرف کر دیں اور بند اس کی کفن کے کھول دیں اور جبکہ خاک اس پر ڈالیں اور قبر بنا چکیں تو تھوڑا پانی اس کی قبر پر چھڑکیں کہ وہ پانی امان ہے عذاب قبر سے اور جبکہ قبر تمام کر چکیں تو اس کو اس طرح تلقین کریں۔

يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَمَةِ اللّٰهِ اِذَا جَاءَتْ سَائِلَانِ مِنَ اللّٰهِ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَالْبَشْرُ فَقُلْ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ وَاِعْتِقَادٍ صَحِيحٍ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَقُلْ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِينَ اِخْوَانًا وَبِحَلَالِ اللّٰهِ حِسَابًا وَبِحَرَامِ اللّٰهِ عَذَابًا وَبِالْجَنَّةِ ثَوَابًا وَبِالنَّارِ عِقَابًا وَاِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔

یعنی اے بندہ اللہ کا اور بیٹا اللہ کے بندہ کا جبکہ آویں تیرے پاس سوال کرنے والے خدا کی طرف سے تو ڈریو نہیں اور غم مت کریوں اور خوش ہو کر پھر کہنا اشهد ان لا اله الا اللّٰه کو آخر من فی القبور تک اور بعضے ملکوں ہندستان میں تلقین زبانی ہندوستان میں کرتے ہیں کہ اے فلاں نا فلانے کا بیٹا جبکہ تجھ سے منکر نکیر یوں پوچھیں کہ تو کس کا بندہ ہے اور کس کی امت ہے اور تیرا کیا دین ہے تو تو یوں کہہ دینا

بیت

رب خدا ہے رسول پیغمبر دین میرا اسلام   کعبہ قبلہ مومن بھائی قرآن میرا امام

بابِ سوم کی فصل بیسویں

قبر میں شجرۂ طریقت، جواب نامہ، دعائیں، تبرکات رکھنے کے ذکر میں

جان اے عزیز شجرہ قبر میں رکھنا اور جواب نامہ وغیرہ دعایاں رکھنا میت کے حق میں بہت فائدہ ہے اور سبب امان عذاب قبر کا ہے۔

سوال:۔ بعضے لوگ اس زمانے کے علماء شجرہ وغیرہ رکھنے کو منع کرتے ہیں۔

جواب:۔ جو شخص کہ شجرہ رکھنے سے منع کرتا ہے چار علت سے خالی نہیں ہے۔

اول:۔ وہ منع کرنے والا بسبب ادب حروف کے منع کرتا ہو یعنی وہ کہتا ہے شجرہ میں حروف قرآنی اور اسماء اولیا اللہ کے اور بسم اللہ لکھی جاتی ہیں پس اس قبر میں میت کے گندگی اور لوہ رادہ ہوتا ہے پس شجرہ رکھنا قبر میں میت کے بے ادبی کمال ہے یعنی بسبب ادب حروف کے منع کرتا ہے۔

دوسری:۔ اس واسطے منع کرتا ہے سند اس کو شجرہ قبر میں رکھنے کی نہ ملی یعنی وہ کہتا ہے کسی عالم اور کسی مشائخ اور بزرگوں نے قبر میں شجرہ نہیں رکھا ہے اور کسی کتاب میں اس کی سند نہیں لکھی۔

تیسری:۔ بسبب بے علمی کے منع کرتا ہے۔

چوتھی:۔ بسبب انکار اولیا اللہ کے منع کرتا ہو یعنی وہ کہتا ہے کہ شجرہ میں اولیا اللہ کے نام لکھے جاتے ہیں پھر قبر میں ان کے دھرنے کا کیا فائدہ اور اولیا اللہ قبر میں میت کے کیا کام آتے ہیں اور کیا مدد کرتے ہیں جیسے دہابی معتزلہ اولیا اللہ کے منکر ہیں۔ پس ہم ان تین وجہوں کی انکاری کا جواب دیتے ہیں اور چوتھی وجہ بے علمی کا کچھ جواب نہیں اس کا جواب خاموشی ہے ۔

جواب جاہلاں باشد خموشی

جوابِ اوّل وجہ انکار کا یہ ہے

اگر کوئی بسبب ادب حروف کے منع کرتا ہو تو اس کا جواب یہ ہے۔ سب کلاموں سے اللہ تعالیٰ کے کلام کا درجہ اور ادب بڑا ہے کہ جس کو قرآن مجید کہتے ہیں پس جس حالت میں قرآن شریف کی آیات کا قبر میں رکھنا سینے پر مردہ کے روا ہو اور سببِ نجات مردہ کا ہو اور بے ادبی آیات قرآنی کی نہ ہو تو شجرہ کی کیونکر بے ادبی ہوگی اور بعد کلامِ خدا کے تمام کلاموں سے افضل اور اعلیٰ کلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے از روئے ادب اور درجے کے کہ جس کو حدیث کہتے ہیں پس جبکہ حدیث شریف قبر میں دھرنی روا ہو اور اس کی بے ادبی نہ ہو تو شجرہ کی بے ادبی کیونکر ہوگی اور تمام دعایاں جو کہ حدیث سے ثابت ہے وے تو بمنزلہ احادیث کی ہیں اور بعد کلامِ رسول علیہ السلام کے سب کلام سے افضل کلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے از روے ادب اور تعظیم کے کہ جس کو قول صحابہ کہتے ہیں وہ ہیں، جبکہ کلام اصحابیوں کا قبر میں رکھنا روا ہو اور اس کے حرفوں کی بے ادبی نہ ہو تو شجرہ کی کیونکر بے ادبی ہوگی اور بعد کلام صحابہ کے کلام تابعیوں کا افضل ہے از روئے ادب اور تعظیم کے پس جبکہ تابعیوں کا کلام قبر میں رکھنا روا ہو تو شجرہ کیونکر روا نہ ہوگا۔

اب وے تمام دلائل لکھے جاتے ہیں۔

امادلیلیں :۔
قرآن شریف کی آیات کو قبر میں دھرنے کی یہ ہے ۔

درمختار شرح تنویر الابصار میں لکھا ہے :۔

اَوۡصٰی بَعۡضُهُمۡ اَنۡ تَکۡتُبَ فِیۡ جَبۡهَتِهٖ وَصَدۡرِهٖ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ فَفُعِلَ ثُمَّ رُاٸِیَ فِی الۡمَنَامِ فَسُٸِلَ فَقَالَ لَمَّا وُضِعۡتُ فِی الۡقَبۡرِ جَاءَتۡنِیۡ مَلَاٸِکَةُ الۡعَذَابِ فَلَمَّا رَاَوۡ مَکۡتُوۡبًا عَلٰی جَبۡهَتِیۡ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قَالُوۡا اَمِنۡتَ مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ ۔ حاشیہ درمختار صہ ٦٦٩

یعنی وصیت کری تھی بعضے ان کو نے یعنی کسی عالم مشائخ نے اپنے وارثاں ، لائے لگتے کو مرنے کے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ جب میں مردں اور مجھ کو لعد غسل کے کفن دیں تو اس وقت لکھ دینا میرے ماتھے اور سینے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پھر لکھدیا ان لوگوں نے پھر دیکھا اس میت کو خواب میں اور پوچھا اس سے معاملہ قبر کا پھر کہا بزرگ نے کہ جب کہ مجھ کو قبر میں دھرا آئے فرشتے میرے پاس عذاب کے پھر دیکھی انھوں نے لکھی ہوئی میرے ماتھے پر بسم اللہ کو کہا ان فرشتوں نے مجھ کو کہ بچ گیا تو عذاب خدا سے برکت اس بسم اللہ کی سے جو کہ تیرے ماتھے اور سینے پر لکھی ہوئی ہے ۔ یہاں تک ترجمہ عبارت درمختار کا ہے ۔ اور یہی بیان بعینہٖ کفایہ شعبی اور کنز العباد اور مجموعہ اور خوانی اور مفتاح الجنان اور بہت سی کتابان معتبرہ میں لکھا ہے ۔

پس اے عزیز اگر حدیث اور دعایاں اور کلمات اور شجروں میں حروف اور کلمات قرآن شریف کی موجود ہیں لیکن بسم اللہ تو خود تمام آیت کلام اللہ کی ہے پھر جب کہ بسم اللہ کے رکھنے سے بے ادبی حروف اور آیت قرآن شریف کی نہیں ہے تو شجرہ کی بے ادبی کیونکر ہوگی ۔

فائدہ :۔ اس روایت درمختار سے کئی فائدے معلوم ہوئے ۔

اول قرآن شریف کی آیت کا قبر میں دھرنا اور میت کے سینے اور جبین اور کفن پر لکھنا روا ہے۔

دوسرے:۔ جبکہ آیت قرآنی کا لکھنا روا ہوا تو اور دعایاں اور جواب نامہ شجرہ وغیرہ قبر میں رکھنا بطریق اولیٰ جائز ہوا۔

تیسری:۔ جو کوئی مردہ خواب میں اپنا حال بیان کرے اس کو سچا جانے۔

چوتھی:۔ اس کی سند بھی پکڑے جیسے کہ اس بزرگ نے اپنی اولاد اور دوستوں کو بسم اللہ لکھنے کی وصیت کری تھی اور انھوں نے بموجب وصیت کے لکھی تھی پھر خواب میں اس نے اپنی مغفرت کا بیان کیا تھا کہ بسبب بسم اللہ لکھنے کے اللہ تعالیٰ نے مجھکو بخشدیا اور عذاب قبر سے میں نے نجات پائی پھر یہ طریقہ بسم اللہ لکھنے کا مسلمان میں جاری ہوا۔

چنانچہ اکثر فقہا نے اپنی اپنی کتابان میں اور بڑے بڑے فتاویٰ میں لکھ دیا ہے تا کہ بسم اللہ لکھنا میت کے ماتھے اور سینے پر خواہ کفن اور عمامہ پر ہو بسبب نجات اور مغفرت مردہ کا ہے۔

صبح کا ستارہ ترجمہ دقایق الاخبار میں ۔ گیارہویں باب اس کی میں حدیث سے لکھا ہے کہ شہر اسکندریہ میں ایک شخص نے ملک الموت کو دیکھا تو خوف سے اسکے کانپنے لگا اور فرشتے نے اس کو کہا کہ تو کیوں کانپتا ہے کہا خوف دوزخ سے فرشتے نے کہا تجھ کو میں ایسا کچھ لکھدوں کہ تو دوزخ سے نجات پاوے اس نے کہاں ہاں ایسا کچھ لکھ دے فرشتے نے بسم اللہ ایک کاغذ پر لکھ دی اور کہا بچاؤ سے دوزخ سے۔ پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اگلے زمانے میں ملک الموت بعضے شخصوں کو ملا کرتی تھی اور نظر آتی تھی۔

سوال :۔ بسم اللہ شریف کو یا اور کچھ دعا کلموں کو کاغذ پر سیاہی سے لکھ کر قبر میں رکھیں یا اور کسی شئے سے۔

جواب :۔ ادب جو ہے حروف کا ہے سیاہی اور کاغذ کا نہیں ہے کس واسطے کہ کاغذ پر سیاہی سے ہندی اور انگریزی بھی لکھی جاتی ہے اور انگریز اس سے استنجا بھی کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ کاغذ اور سیاہی کا ادب نہیں ہے بلکہ حروف کا ادب ہے مگر اس میں اس کا اختیار ہے خواہ کاغذ پر یا کپڑے پر یا وجود میت پر کفن یا عمامہ پر سیاہی سے لکھیں یا مشک اور زعفران اور کافور سے لکھیں کچھ منع نہیں۔

دوسری دلیل

قرآنی آیات کو قبر میں دھرنے کی یہ ہے

اوراد شیخ الشیوخ میں لکھا ہے۔ عَنْ بن عَبَّاسْ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ عَنِ النَّبِیِّ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ مَاتَ فَاِذَا کُفِّنَ فَاکْتُبُوْا ھٰذِہِ الْاٰیَاتْ وَضَعُوْھَا عَلٰی صَدْرِھَا کَیْلَا یُعَذِّبُ فِیْ قَبْرِہٖ بِلَا شَکْ بلاشکْ وَاللّٰہ واللّٰہ وَاِنْ کَانَ فَاسِقًا فَقَالَ یَا عَلِی اِذَا مِتُّ فَادْفِنُوْا ھٰذِہِ الدُّعَاءَ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَقَالَ اُوْصِیْتُ لَکَ ذَالِکْ وَاَوْدَعْتُہٗ ھٰذِہِ الدُّعَاءَ عندک

یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے جو کوئی مر جاوے اور اس کو کفن میں لپیٹیں تو یہ دعایاں اور ان آیتوں کو اوپر کاغذ کے لکھ کر اوپر سینہ اس میت کے رکھدیں تو اس میت کو عذاب قبر نہ ہو بیشک بیشک اس کو عذاب قبر کا نہ ہو قسم ہے خدا کی اگر فی المثل وہ مردہ کافر ہو تب بھی اس کو عذاب قبر نہ ہو پھر کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علی جس وقت کہ میں مروں پھر دفن کریو ان دعایاں کو میرے ساتھ قبر میں پھر فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ وصیت کرتا ہوں تجھکو بھی اے علی اس بات کی کہ تو بھی رکھیو ان دعایاں کو اپنے پاس قبر میں

وہ دعایاں یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ
اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّالْمَوْتَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ
حَقٌّ وَّالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَّالْبَعْثَ حَقٌّ وَّالشَّفَاعَۃَ حَقٌّ
وَّالرُّؤْیَۃَ حَقٌّ وَّاَنْتَ حَقٌّ وَّقَوْلُکَ حَقٌّ وَّفَضْلُکَ
عَلٰی عِبَادِکَ حَقٌّ وَّلِقَآئُکَ فِی الْجَنَّۃِ حَقٌّ
وَاَنَّ
السَّاعَۃَ لَاٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ
مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (پ ۱۷) سورہ حج رکوع ۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ
الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ فَاِنَّ
مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ
وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ط پارہ نمبر ۳۰ رکوع ۱۹

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا
مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ
ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ط پ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۱۰

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ
اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ
کَانَ مَشْھُوْدًا ط پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ
فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ پ۲۳ سورۃ زمر رکوع ۱۷/۱۷
حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا
ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ
یُحِبُّ الْمُحْسِنَاتِ ط پ۴ سورہ اٰل عمران رکوع ۱۴/۵

دعا

اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا

وَعَظِّمْ جَلَالَکَ فِیْ قُلُوْبِنَا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی اَمْرِ
ضِیَائِکَ وَ ثَبِّتْنَا عَلٰی مَا اَمَرْتَنَا بِالتَّوْحِیْدِ بِتَوْفِیْقِکَ
اِلٰھِیْ قَلْبِیْ مَغْلُوْبٌ وَسِرِّیْ مَحْجُوْبٌ وَنَفْسِیْ مَعْیُوْبٌ
وَمَکْرُوْبٌ وَلِسَانِیْ مُقِرٌّ بِالذُّنُوْبِ فَکَیْفَ حِیْلَتِیْ یَا سَتَّارَ
الْعُیُوْبِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

یہاں تک عبارت اوراد شیخ الشیوخ کی ہے اور یہ ہی حدیث مفتاح الجنان کی بیسویں باب کے چھٹی فصل میں لکھی ہے لیکن تین آیت اس میں زیادہ لکھی ہیں اور باقی دعایاں اور آیتاں بھی مقدم موخر لکھی ہیں وے آیتاں یہ ہیں ۔

اول ۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ ۔ پ۲۸ سورۃ تحریم رکوع ۲/۲۰

دوسری ۔ فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ پ۲۳ سورہ زمر رکوع ۱۸

تیسری ۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ پ۱۴ سورہ نحل رکوع ۲۲

چوتھی ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔
پ۱۳ سورہ یوسف رکوع ۴

مفتاح الجنان میں یہ دعا مذکور اس ترکیب سے لکھی ہے کہ اول تو آیت رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا قَدِیْرٌ تک بعدہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو قبور تک بعدہ اقم الصلوٰۃ طرفی کو ذاکرین تک بعدہ افمن شرح اللہ کو ربہ تک بعدہ فویل للقاسیۃ ذا اللہ تک بعد الکاظمین کو محسنین تک بعدہ واصبر کو محسنین تک بعدہ اقم الصلوٰۃ لدلوک کو مشہود تک بعدہ فقل حسبی اللہ کو عظیم تک بعدہ الم نشرح تمام معہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

مفتاح الجنان میں اس حدیث مذکور کا ترجمہ عبارت فارسی میں اس طرح لکھا ہے کہ اس کی عین عبارت کا ترجمہ ہندی یہ ہے کہ
فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ اے ابن عباس جو کوئی مرے اس کو کفن میں

لپیٹیں تو ان آیتوں اور دعایاں کو کاغذ پر لکھ کر سینے میت پر رکھیں اللہ تعالیٰ اس مردہ پر رحمت کرتا ہے برکت اس دعا کی سے اور نزدیک اس میت کے فرشتے رحمت کے آتے ہیں اور فرش بہشت کے اس کے قبر میں کھول دیتے ہیں اور اس مردہ کو عذاب قبر کا نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ مردہ کافر ہو۔ اس جگہ تک ترجمہ عبارت مفتاح الجنان کا ہے۔

فائدہ :۔ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے۔

اوّل :۔ تو حضرت نے عام حکم فرمایا کہ ہر کوئی حضرت کی امت کا اس دعا کو قبر میں رکھے۔

دوسرے :۔ سینے میت کے رکھنا۔

تیسرے :۔ کاغذ پر لکھ کر رکھے۔

چوتھے :۔ رسول علیہ السلام نے قبر میں اپنی اس دعا کو دھرنے کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی سو یقین ہے کہ رکھی ہوگی۔

پانچویں :۔ حضرت علی کو بھی فرمایا تھا کہ تو بھی اس دعا کو قبر میں رکھنا سو البتہ انھوں نے بھی رکھی ہوگی۔

چھٹی :۔ ہر فاسق اور کافر کی قبر میں اگر اس دعا کو رکھیں تو اس کو بھی عذاب قبر نہ ہو بہ برکت اس دعا کے

سوال :۔ اگر کوئی کہے کہ کافر اور مشرک کو تو کسی طرح مغفرت اور نجات عذاب سے نہیں ہوتی ہے بموجب اس آیت کے۔ قولہ تعالیٰ :۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ یعنی اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا شرک کو اور سوائے اس کے سب گناہوں کو بخش دے گا۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ پ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۴۱

یعنی جو کوئی شرک کرے خدا کے ساتھ پھر حرام ہوتی ہے اس پر جنت پھر کیونکر کافر کو عذاب قبر نہ ہوگا۔

جواب:۔ اگرچہ کافر مشرک کو مغفرت تو نہیں ہے لیکن تخفیف عذاب قبر کی بسبب کثرت نیکیاں اور خیرات کے ہو جاتی ہے خواہ وہ خیرات وہ آپ کر گیا ہو یا بعد اس کے وارث کریں احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ بعضے کفار کو بسبب کرنے نیکیاں کی اور خیرات کے تخفیف عذاب کی ہو جاتی ہے اور یہ بھی روایتوں صحیح میں آیا ہے کہ کافر جبکہ بہت نیکیاں کرتا ہے اور اس کو تھوڑا عذاب ہوگا تو جوتیاں آگ کی پہنائی جاویں گی۔

جبکہ ابولہب چچا حقیقی رسول علیہ السلام جیسے کافر اشد کو کہ جس نے تمام عمر اپنی زیست میں رسول علیہ السلام کو ایذا دی ہو اور جس کی شانِ پلید میں قرآن نازل ہوا ہو۔ قولہ تعالیٰ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ یعنی جلدی داخل ہوگا آگ بھڑکتی ہوئی میں تخفیف ہو جاوے بسبب ایک نیکی کہ اس سے تمام عمر میں بن آئی تھی پھر اس سے زیادہ اور کون کافر ہوگا اور وہ نیکی یہ تھی کہ جبکہ رسول علیہ السلام شب دوشنبہ کو پیدا ہوئے تو ابولہب کو ایک لونڈی ثوبیہ نام کی اس کو جا کر مبارک باد دی تھی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر بیٹا ہوا ہے اس نے خوش ہو کر لونڈی کو آزاد کر دی تھی یعنی حضرت کے پیدا ہونے کی خوشی میں اس کو آزاد کر دی تھی اس پیر والے روز کی رات پس بسبب اس نیکی پیر کے روز عذاب نہیں دیتا ہے۔

جیسے لکھا ہے روضۃ الاحباب کی تیسرے باب کی آٹھویں فصل میں دودھ پلانے والیاں رسول علیہ السلام کے ذکر میں اس کی عین فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

دودھ پلانے والی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اول توثوبیہ لونڈی ابولہب کی ہے اور اس ثوبیہ نے اس رات کہ حضرت پیدا ہوئے ابولہب کو حضرت کے پیدا ہونے کی مبار کی دی ابولہب نے اس مبارک کے بدلے حضرت کے پیدا ہونے کی خوشی میں اس ثوبیہ کو آزاد کردی اور کہہ دیا کہ اے ثوبیہ میرے بھتیجے کو دودھ پلا سو اس نے ہی اوّل حضرت کو دودھ پلایا پس اللہ تعالیٰ نے وہ آزاد کرنا لونڈی کا ابولہب سے ضائع نہ کیا۔

حدیثاں سے ثابت ہے کہ حضرت عباسؓ ابولہب کے بھائی نے اس کو بعد مرنے کے خواب میں دیکھا تو ابولہب کا برا حال تھا عباسؓ نے پوچھا کہ اے ابولہب ہم سے بچھڑے پیچھے یعنی تیرے فوت ہونے کے بعد تیرا کیا حال ہوا کہا میں سکھ نہ پایا ہوں تم سے بچھڑنے کے بعد مگر اتنا مجھکو آرام ہے کہ اتنا پانی مجھ کو ملتا ہے جتنا ابہام اور کلمہ کی انگلی کے بیچ میں کھڈا ہے اور اس میں پانی سماوے سو ثوبیہ لونڈی کے آزاد کرنے کی برکت سے وہ تنا مجھکو ملتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابولہب نے کہا حضرت عباسؓ کو کہ ہر پیر کے دن میرے تئیں عذاب سے تخفیف ہوتی ہے اس جگہ تک ترجمہ روضۃ الاحباب کا ہے۔

عبداللہ بن شمس الدین فاضل انصاری نے اپنی کتاب منہاج الدین ومعراج المسلمین میں فصل الخطاب سے نقل کری ہے عبارت یہ ہے۔

وَحَدَّثَنَا فِی مَعْنَاہُ الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ کُنْتُ مُوَاخِیًا لِاَبِیْ لَھَبٍ مُصَاحِبًا لَّہٗ فَلَمَّا مَاتَ وَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا اَخْبَرَ فَحَزِنْتُ عَلَیْہِ وَھَمَّنِیْ اَمْرُہٗ فَسَاَلْتُ اللّٰہَ حَوْلًا اَنْ یُّرِیَنِیْ اِیَّاہُ فِی الْمَنَامِ قَالَ فَرَاَیْتُ نَارًا تَلْتَھِبُ فَسَاَلْتُہٗ مِنْ حَالِہٖ فَقَالَ صِرْتُ اِلَی النَّارِ فِی الْعَذَابِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنِّی الْعَذَابُ اِلَّا لَیْلَۃَ الْاِثْنَیْنِ مِنْ کُلِّ

اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ فَاِنَّهُ يُرْفَعُ الْعَذَابُ عَنِّي قُلْتُ وَكَيْفَ ذَالِكَ فَقَالَ وُلِدَ فِي تِلْكَ اللَّيْلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْنِي اُمَّةٌ فَبَشَّرَتْنِي بِوِلَادَتِهِ فَفَرِحْتُ بِوِلَدِهِ وَاَعْتَقْتُهَا فَرَحًا فَاَتَانِي اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنْ رَفَعَ عَنِّي الْعَذَابَ فِي كُلِّ لَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ۔

یعنی اور حدیث کری ہم کو اس ابی لہب کے معنوں میں عباسؓ بن عبد المطلب نے اور کہا عباسؓ نے ہمارے رو برو کہ نہ تھا میں بھائی ابی لہب کا اور ہم صحبت اس کا پھر جبکہ مر گیا ابی لہب خبر دی مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی جو خبر دی پس غمگین ہوا میں اس پر اور دکھ میں ڈال دیا مجھ کو اس کے کام نے پھر سوال کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس نے خبر دی یہ کہ دکھا دے اللہ مجھ کو اس ابی لہب کو خواب میں کہا عباسؓ نے پس دیکھی میں نے ایک آگ کو بھڑکتی ہوئی کہ جلاتی ہے اس ابی لہب کو پس پوچھا میں نے اس سے اس کا حال پھر کہا اس ابی لہب نے کہ داخل ہوا میں آگ دوزخ میں بیچ عذاب کے سو نہیں ہلکا ہوتا ہے عذاب مجھ سے مگر پیر کی رات کو سب دنوں اور راتوں سے یعنی تمام رات دنوں میں ایک پیر کی رات عذاب ہلکا ہوتا ہے پس تحقیق اٹھا لیا جاتا ہے عذاب مجھ سے اس پیر کی رات عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابولہب سے کہا کیونکر اٹھا لیا جاتا ہے تجھ سے پیر کی رات کہا پیدا ہوئے اس رات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئی میرے پاس ایک لونڈی یعنی ثوبیہ اس کی لونڈی ہے پھر خوشی سنائی مجھ کو اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی پھر خوش ہوا میں اس کے پیدا ہونے سے اور آزاد کری میں نے اس لونڈی کو اس خوشی میں پھر ثواب دیا اللہ تعالیٰ نے اس طور پر کہ اٹھایا جاتا ہے عذاب مجھ سے ہر پیر کی رات میں۔

انتہا عبارت۔ کہا امام حافظ ابوالخیر بن جزریؒ نے اپنی کتاب عرف

التعریف بالمولد الشریف میں اس کی عبارت یہ ہے۔

تَدْ رَاِیْ اَبُولَهَبْ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِی النَّوْمِ فَقِیْلَ مَا حَالُكَ فَقَالَ فِی النَّارِ اِلَّا اِنَّهٗ یُخَفَّفُ عَنِّیْ كُلَّ لَیْلَةِ اِثْنَیْنِ وَاِنَّ ذَالِكَ بِاِعْتَاقِ ثُوَیْبَةَ عِنْدَ مَا بَشَّرَتْنِیْ بِوِلَادَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِاِرْضَاعِهَا لَهٗ

یعنی تحقیق دیکھا گیا ابولہب کو بعد مرنے اس کے بیچ خواب کے پھر پوچھا اس سے کیا حال ہے تیرا۔ کہا دوزخ میں جلتا ہوں مگر وہ عذاب دوزخ معاف ہوتا ہے مجھ سے ہر پیر کی رات اور یہ معاف ہونا بسبب آزاد کرنے ثوبیہ کنیزک کے ہے نزدیک ـــــ خوشی سننا اس کی جو خوشخبری دی تھی مجھکو پیدا ہونے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بسبب دودھ پلانے اس ثوبیہ کے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا تھا۔

فائدہ :۔ یعنی ایک تو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی سنکر ثوبیہ لونڈی کو آزاد کری تھی اور دوسری اس لونڈی کو میں نے کہہ کر حضرت کو دودھ پلوایا تھا یہ دو نیکیاں جو میں نے پیر کی رات کری تھی تو بسبب ان دو نیکیاں کے اللہ تعالی ہر پیر کے دن مجھ کو عذاب نہیں دیتا اور مجھ کو آرام ہوتا ہے اور پانی بھی پیر کے دن ملتا ہے۔

انتہا عبارتہ فائدہ :۔ حدیثاں میں آیا ہے کہ جو کوئی جمعرات کو یا جمعہ کے دن کو مرے یا تمام رمضان شریف کو مر جاوے تو بخشا جاتا ہے اور عذاب القبر اس کو نہیں ہوتا ہے جیسے آخر گت میں لکھا ہے۔

ابیات

مرے دن جمعہ کوئی یا اس کی رات ۔۔۔ و رمضان ساری مرے نیک ذات

عذاب القبر ہونا اس کو کبھی ۔۔۔ مگر یہ بیان مومن کا ہے

یعنی اگر کوئی مومن ان دنوں میں مرجاوے تو اس کو کبھی قیامت تک عذاب نہ ہو اور تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ کافر مشرک تو جیسے اس کو قبر میں دھرا اسی وقت سے عذاب ہونا شروع ہوتا ہے تو قیامت تک رہے گا۔ لیکن جبکہ یہ دن متبرک آتے ہیں مثل شب جمعہ یا روز جمعہ و یا رمضان شریف تمام وغیرہ کے تو ان دنوں میں کافروں منافقوں مشرکوں کو بھی بسبب عزت ان آیام کے اللہ تعالیٰ عذاب موقوف کر دیتا ہے اور جبکہ یہ دن نکل جاتے ہیں تو پھر عذاب شروع ہو جاتا ہے اسی طرح حشر تک اس کا حال قبر میں رہے گا اور مومن گناہ گار اگر دنوں میں مرتا ہے سوائے ان دنوں مذکور کے تو اس کو جب تک جمعرات آتی نہیں ہو عذاب رہتا ہے اور جیسے کہ بدھ کا دن تو چھپا اور سورج غروب ہوا اور رات جمعرات کی لگی اسی وقت سے عذاب موقوف ہو جاتا ہے اور پھر قیامت تک اس کو عذاب نہیں ہوتے کا اور اگر جمعرات یا جمعہ یا رمضان تمام میں مر گیا تو بالکل اس کو عذاب نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح پیر کے دن اور عیدین کے دن اور عاشورہ اور ایام تشریق اور شب قدر وغیرہ ایاموں میں بھی تخفیف عذاب ہو جاتا ہے پس اسی دلیل سے جس شخص کی قبر میں یہ دعا یا آیات مذکور رکھی جاویں تو البتہ بموجب حدیث مذکور کی اس کو بھی عذاب قبر نہ ہوگا اگرچہ کافر بھی ہووے۔

تیسری دلیل قرآن شریف کی آیت قبر میں دھرنے کی یہ ہے۔
زاد اللبیب میں لکھا ہے کہ کلمہ طیب یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا لکھنا کفن میت پر مستحب ہے پس کلمہ طیب بھی آیت قرآن شریف کی ہے۔

پس اے عزیز غور کر اور سمجھ کر جس حالت میں قرآن کی آیتوں کا قبر میں رکھنا روا ہوا اور بے ادبی نہ ہوئی تو شجرہ رکھنے کی بے ادبی کیونکر ہوگی۔

اب بیان ہوتا ہے اُن حدیثاں کا جو قبر میں دھری گئیں

عقاید عظیم میں حضرت مولانا محمد رمضان فہمیؒ نے مناقب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ میں لکھا ہے اور سوائے اس کے بہت سی کتاباں معتبر میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں ایک شہر فتح ہوگیا اور مسلمانوں کے ہاتھ بہت غنیمت لگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس غنیمت کے حصّے کر کے غازیاں کو دینا شروع کیا امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو تو ہزار ہزار دینار دیں دیں اور اپنے بیٹے زید کو پانچسو۵ دینار دی زیدؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے تو رسول علیہ السلام کے زمانے میں بھی جہاد کیا ہے اب آپ کے زمانے میں بھی جہاد کرتا ہوں اور یہ امام حسنؓ اور حسینؓ تو اس زمانے میں بچے تھے اور مدینہ کی گلیاں میں کھیلتے پھرتے تھے. بھلا ان سے زیادہ اگر نہ دو تو ان کے برابر تو دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو ان کی برابری کہاں تک کرے گا ان کی ماں جیسی تیری ماں نہیں ان کے باپ جیسا تیرا باپ نہیں ان کی نانی جیسی تیری نانی نہیں اور ان کے نانا جیسا تیرا نانا نہیں اور ان جیسا تو نہیں. ان کی ماں تو حضرت بی بی فاطمہؓ سیدۃ النساء ہیں اور ان کے باپ حضرت علیؓ مرتضیٰ ہیں اور ان کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں اور ان کے نانا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آپ دونوں وے بہشتی جوان ہیں کہ جن کی شان میں حضرت رسول علیہ الرسول نے فرمایا ہے کہ هُمَا رَيْحَانَ الْجَنَّةِ یعنی یہ دونوں بھائی گلزار بہشت کے مرد ہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا هُمَا بَيْنَ الْجَنَّةِ یعنی یہ دونوں جوان بہشت کے ہیں اے فرزند تو ان کی برابری کہاں تک کریگا زیدؓ یہ سن کر شرما گئے اور چپ ہو گئے پھر کچھ نہ بولے یہ ذکر کسی شخص نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے جا کر عرض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

آج سر مجلس اپنے بیٹے زیدؓ کو اس طرح قائل کیا حضرت علیؓ نے فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ عمرؓ یہ بات نہ کہے تو اور کون کہے عمرؓ وہ شخص ہیں کہ جن کی شان اعلیٰ میں رسول اللہ نے فرمایا ہے ۔ حدیث اَلْعُمَرُ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی عمرؓ چراغ ہیں جنت والوں کیلئے یہ حدیث سنکر اس شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ حضرت علیؓ نے آج تمہاری شان میں یہ حدیث بیان کری ہے حضرت عمرؓ یہ حدیث سنکر بہت خوش ہوئے اور جماعت صحابہ کو اپنے ساتھ لیکر حضرت علیؓ کے گھر گئے اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے میرے حق میں آج کوئی حدیث رسول علیہ السلام کی روایت فرمائی ہے کہا ہاں البتہ میں نے سنا ہے رسول علیہ السلام کی زبان اقدس سے کہ فرمایا اَلْعُمَرُ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ حدیث اپنے ہاتھ سے آپ مجھ کو لکھ دو حضرت علیؓ نے حدیث مذکور اپنے ہاتھ سے لکھدی حضرت عمرؓ نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جب میں مروں اور مجھ کو دفن کریں تو یہ حدیث میرے سینے پر رکھ دیں ۔ پھر جب آپ شہید ہوئے تو وہ حدیث آپ کے سینۂ مطہرہ پر رکھی گئی ۔

فائدہ :۔ اس حدیث کے رکھے جانے سے کئی فائدہ معلوم ہوئے ۔

اوّل :۔ حدیث نبوی کا قبر میں میت کے سینے پر رکھنا جائز ہے ۔

دوسرے :۔ معلوم ہوا کہ صحابہ نے بھی اپنی قبر میں اور سینہ پر حدیث نبوی کو رکھا ہے ۔

تیسرے :۔ معلوم ہوا کہ آیت قرآن شریف اور حدیث مبارکہ اور دعا وغیرہ کے قبر میں رکھنے سے بے ادبی نہیں ہوتی کیونکہ بعد انبیاء علیہ السلام کے اصحابؓ سے زیادہ ادب والا کوئی نہیں تھا ۔

چوتھے :۔ حدیث کا رکھنا سینے وغیرہ میت پر قبر میں سنت ہے کہ اصحابہ نے بھی اپنے سینے پر رکھی ہے اور صحابہ کا قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِالسُّنَّتِي وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ لازم ہے تم کو میری سنت پر چلنا اور میرے خلفاء راشدین پر چلنا۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ قیامت تک جو عالم اور مشائخ فرقہ اہل سنت وجماعت کے کہ جو طریقہ محمدیؐ پر قائم رہے گا وہ خلفائے راشدین رسول علیہ السلام میں داخل ہوگا۔

فائدہ :۔ اے عزیز سنت دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو سنت فعلی ہوتی ہے یعنی جو کام کہ حضرتؐ نے کیا وہ سنت فعل ہوا اور دوسری سنت قولی ہے یعنی جو کام حضرت نے کیا تو نہیں مگر لوگوں کو فرمایا وہ سنت قولی ہے۔

پس بموجب حدیث مذکور کے قیامت تک جو خلفائے راشدین ہونگے ان کی متابعت کرنا اور ان کے طریقے پر چلنا سنت قولی حضرت رسول علیہ السلام میں داخل ہے۔

مفتوح الاوراد میں جو کہ تصنیف شیخ فتح محمد بن عین العرفا کی ہے لکھا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین نے کہ بڑے علمائے مذہب شافعیہ اور اولیائے شہر دریہ سے تھے اپنے مریدوں اور اولاد کو وصیت فرمائی تھی کہ میں جب کہ مر دوں دفن کے وقت یہ دونوں حدیثاں قدسی میرے دونوں ہاتھوں میں کاغذ پر سیاہی سے لکھ کر دھر دینا یعنی داہنے ہاتھ میں تو یہ رکھنا حدیث قدسی۔ مَنْ عَلِمَ اِنِّیْ ذُوْ قُدْرَۃٍ عَلَى الْمَغْفِرَۃِ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِیْ یعنی جو کوئی جانے میں قدرت والا ہوں بخش دینے پر بخش دیتا ہوں میں اس کو اور نہیں کچھ مجھ پر مشکل مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۴

فائدہ یعنی جس کو یہ یقین ہو کہ خدا قدرت والا ہے بخش دیتا ہے گنہگاروں کو اپنے فضل سے تو ہم بحکم اس کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ اس کو بخش دیتے ہیں اس کے یقین کے موجب۔ اور بائیں ہاتھ میں میرے یہ حدیث رکھنا

مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶
حدیث قدسی: مَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَعَلِمَ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَغْفِرْہُ۔
یعنی جو شخص کہ گناہ کرے کوئی اور جانے کہ اس کا پیدا کرنے والا ہے بخشدے گناہ کو اور پکڑے اس کے ساتھ بخشدیتا ہوں میں اس کو اگرچہ پھر ان کی قبر میں یہ دونوں حدیثاں دونوں ہاتھوں میں اُن کے دھری تھی اور پھر اسی فتوح الاوراد میں ہے کہ وہ پہلی حدیث مرفوع جامع صغیر میں اس عبارت سے لکھی ہے۔ مَنْ عَلِمَ اَنِّیْ ذُوْ قُدْرَۃٍ عَلٰی مَغْفِرَۃِ الذُّنُوْبِ غَفَرْتُ لَہٗ وَلَا اُبَالِیْ مَالَمْ یُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا اور طبرانی جلد ۲ صفحہ ۲۷ نے اس حدیث کو جامع کبیر میں روایت کری ہے اور حاکم اس حدیث کو مستدرک میں ابن عباس سے روایت کری ہے اور یہی حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶ میں شرح السنۃ سے وارد ہے اور امام احمد نے اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو اس مضمون سے روایت کری ہے۔ مَنْ عَلِمَ اَنِّیْ ذُوْ قُدْرَۃٍ عَلَی الْمَغْفِرَۃِ الذنوب واستغفرنی غَفَرْتُ لَہٗ رَوَاہُ احمد و ترمذی وابن ماجہ من حدیث طویل۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶
صفحہ ۲۰۲ دوسری حدیث صحاح میں وارد ہے اس عبارت سے اَنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اور جامع صغیر میں یہ حدیث اس عبارت سے مرفوع لکھی ہے من علم انّ اللہ ربہ وانی نبیہ موقنا بہ من قلبہ حرم اللہ علی النار رواہ البزار عن عمران عرضیکہ فتح الاوراد والا لکھتا ہے کہ جبکہ ان حدیثاں کے قبر میں رکھنے سے بے ادبی نہیں ہوئی تو شجرہ کے رکھنے سے قبر میں کب بے ادبی ہوگی۔ فتح الاوراد میں یہ لکھا ہے وَعَلٰی ھٰذَا فَالْاِعْتِرَاضُ عَلٰی اَکَابِرِ الَّذِیْنَ لِوَضْعِ الشَّجَرَۃِ الْمُتَعَارِفَۃِ وَغَیْرِہٖ فِی الْقَبْرِ مِنْ سُوْءِ الْاَدَبِ۔

یعنی اوراو پر اس دلیل کے پھر انکار کرنا اوپر بزرگان دین کے واسطے رکھنے شجرہ مشہور کے یا سوائے اس شجرہ کے اور دعایاں وغیرہ رکھنے کے قبر میں بے ادبی بزرگان دین کے ہے۔

فائدہ یعنی جو کوئی شجرہ قبر میں رکھنے کا جواب نامہ وغیرہ دعایاں رکھنے کا قبر میں انکار کرے اس نے بے ادبی بزرگان دین سے کری کیونکہ جب آیت اور حدیث قبر میں رکھنی روا ہوئی تو شجرہ اور دعایاں کیونکر روا نہ ہونگے۔

اصحابوں کے کلام کو قبر میں رکھنے کی دلیل

سبع سنابل میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک رباعی تصنیف کری تھی اور آپؓ نے وصیت کری تھی کہ اس رباعی کو میرے سینہ پر دفن کے وقت رکھدیں پھر رکھدی تھی۔ وہ رباعی یہ ہے۔

رُباعی

تَدَمْتُ عَلَی الْکَرِیْمِ بِغَیْرِ زَادٍ
مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبُ السَّلِیْمِ
نَحْمِلُ زَادٍ اَتْبَعُ کُلَّ شَیْئٍ
وَکَانَ الْقُدُوْمُ عَلَی الْکَرِیْمِ

اس کے معنی یہ ہیں کہ آیا ہوں میں اوپر دوار سخی کے بغیر توشے کے اور خرچ نیکیاں اور قلب سلیم کا نہیں ہے اور اٹھانا اور ساتھ لے جانا خرچ راہ میں بہت بری چیز ہے جبکہ کوئی چلا کر جاوے سخی کے پاس تو خرچ لے جانے کی کیا حاجت ہے۔

اخبار الاخیار میں شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اپنے باپ مولانا سیف الدین ترک کے ذکر میں لکھا ہے کہ جبکہ میرے باپ فوت ہوئے

لگے مجھ کو وصیت کری اور فرمایا کہ جبکہ مجھ کو کفن دو اس وقت بعض ابیات اور کلمات جو کہ مناسب معنی عفو اور مغفرت کے ہوں کاغذ پر لکھ کر میرے کفن میں رکھ دینا شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ رباعی قدمت علی الکریم کو آخر لکھی اور یہ فارسی رباعی بھی لکھ کر دھری تھی وہ ابیات یہ ہیں۔

ابیات

دارم دل غمگین بیامرز مپرس　　　صد واقعہ درکمین بیامرز مپرس

میں مغموم دل والا ہوں مجھے بخش دے (اور) باز پرس نہ کر سو حادثے گھات میں ہیں بخشدے

شرمندہ سوم اگر بپری علم　　　اے اکرم الاکرمین بیامرز مپرس

پوچھ نہ کر میرے اعمال کے بارے میں پوچھنے پر شرمندگی ہوگی اے اللہ بخشدے اور باز پرس نہ کر

اور یہ میرے باپ نے فرمایا تھا کہ جواب منکر نکیر میں بھی کچھ لکھ کر رکھنا سو میں نے اس عبارت سے جواب نامہ لکھا تھا۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ وَنَبِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَیْخِیْ شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

فائدہ۔ اس روایت اخبار الاخیار سے کئی فائدے معلوم ہوئے

اول:۔ تو جواب نامہ کاغذ پر سیاہی سے لکھ کر قبر میں سینے پر میت یعنی استیہ پر رکھنا۔

دوسرے:۔ شجرہ کا رکھنا قبر میں سینہ پر مردہ کے روا ہوا اور معلوم ہوا کہ بڑے بڑے علماء نے شجرہ اپنی قبر میں رکھا ہے کس واسطے کہ شیخ عبدالقادرؒ کا لفظ اس جواب نامہ شیخ عبدالحق کے لکھے ہوئے ہیں موجود ہے اور شجرہ میں نام پیران عظام کے لکھے جاتے ہیں بس ایک نام لکھو یا زیادہ۔

تیسرے:۔ ہر دعا اور بیتاں فارسی عربی وغیرہ کہ جس میں خدا کی مغفرت اور بخشش کی آرزو ہو ان کا قبر میں میت کے لکھ کر رکھنا روا ہوا اس

واسطے مسلمانوں میں جواب نامہ لکھ کر سینہ میت پر قبر میں رکھ دینے کا کا جواز پڑا۔

ذکر جواب ناموں کی عبارت کا

بعضے تو جواب نامہ اس طرح پر لکھتے ہیں اور میت کے قبر میں سینہ پر رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَ بِالاسْلَامِ دِیْنًا وَ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَ بِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور یہی عبارت مذکور عورتوں کی بیعت کے وقت دامنی پر لکھ کر دیتے ہیں اور وہ دامنی ان عورتوں کی قبر میں دھری جاتی ہے۔

بعضے اس طرح لکھتے ہیں۔

اَللّٰہُ اِلٰھُنَا وَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا وَالاسلام دِیْنُنَا وَالْقُرْاٰنُ اِمَامُنَا وَالْکَعْبَۃُ قِبْلَتُنَا وَ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفِیْعُنَا الاسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔

رسالہ فیض عام جو کہ مولوی نعیم الدین سکنہ پردوان پرگنہ حویلی رجلال پور نے تصنیف کیا ہے اور یہ نعیم الدین مرید اور شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ہے سو جو جو سوال اپنے مرشد اور استاد مرحوم سے کئے ہیں اور انھوں نے جواب دئیے ہیں وے سب سوال اور جواب اس رسالہ میں لکھے ہیں سو اس میں لکھا ہے کہ میں نے میرے مرشد سے سوال کیا کہ حضرت سوال و جواب قبر کا اپنے دستخط اور مہر سے لکھ کر مجھ کو مرحمت کیجئے۔

جواب دیا اور فرمایا کہ جواب قبر کا موافق حدیث اس کے لکھا جاتا ہے حاجت مہر کرنے کی نہیں ہے اس جواب کو اپنی زبان سے بھی پڑھنے کا ورد رکھے اور ایک پارچہ لٹ پر خوشبو سے لکھ کر اپنے پاس رکھے تا قبر میں رکھنے کے کام آوے وہ جواب نامہ یہ ہے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَاحِدًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَرَسُوْلًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَتَنَا وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا وَّبِالصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ وَبِذِی النُّوْرَیْنِ وَبِالْمُرْتَضٰی اَئِمَّۃً رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ مَرْحَبًا بِالْمَلَکَیْنِ الشَّاھِدَیْنِ الْحَاضِرَیْنِ وَاشْھَدْ بِاَنَّا نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلٰی ھٰذِہِ الشَّھَادَۃِ نَحْیٰی وَعَلَیْھَا نَمُوْتُ وَعَلَیْھَا نُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

نقل ہے کہ حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب میرے حضرت پیر و مرشد خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے فرزند رشید جبکہ فوت ہونے لگے اور حالت نزع ان پر وارد ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور شجرہ ان کے سینے پر رکھ کر فرمایا اے گل محمد اپنے پیران عظام خواجگان چشت کی طرف رجوع ہو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں تو آپ کی طرف متوجہ ہوں کس واسطے کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے اور آپ ہی میرے پیر و مرشد اور باپ ہو اب تم میرے واسطے پیران عظام کی طرف متوجہ ہو و پس حضرت تو فاتحہ پڑھ کر اپنے بنگلے میں تشریف لے لئے اور صاحب زادہ صاحب گیارہویں تاریخ رمضان شریف کی ۱۲۶۰ھ میں فوت ہو گئے اور پھر جبکہ ان کو غسل دیکر کفن دیا صدہا علماء اس جگہ حاضر تھے داہنی طرف میں ان کے یہ رباعی حضرت علی کی تصنیف لکھ کر رکھی قدمت علی الکریم آخر

تک اور بادیں ہاتھ میں ان کے یہ رباعی فارسی لکھ کر رکھی۔

رباعی

توبعلم ازل مرا دیدی　　دیدی آنکہ بعیب نخریدی

تونے علم ازلی میں مجھے دیکھا　　(اور) میں جیسا ہوں تونے انہیں عیبوں کے ہوتے مجھے خرید لیا

توبداں علم من بعیب ہماں　　ردمکن آنچہ خود پسند یدی

توانے اسی علم پر ہے اور میں اپنے اسی عیب میں　　تو جسے تونے پسند فرمالیا اسے رد نہ کر

ایک رسالہ پنجابی زبان میں تجہیز و تکفین کے باب میں ہے اس میں یہ لکھا ہے۔

ابیات

دو چٹھیاں لکھ ہتھ وچ دیوس　　تاں رب نال فضل بخشیوس

دو چٹھیاں لکھ کر میت کے ہاتھ میں دو　　تاکہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے بخش دے

سجی ہتھ وچ یہ دعائیں　　عربی بیتاں چاہ لکھاویں

دائیں ہاتھ میں یہ دعائیں لکھ تھما دو　　جو عربی شعروں کی صورت میں ہیں

قَدِمْتُ عَلَى الْكَرِيمِ بِغَيْرِ زَادٍ　　مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِيمِ

میں بغیر توشہ کے رب کریم کا مہمان بن کر جا رہا ہوں　　اعمال صالحہ سے تہی دامن اور قلب سلیم کے بغیر

فَحَمْلُ الزَّادِ أَقْبَحُ كُلِّ شَيْءٍ　　وَكَانَ الْقُدُومُ عَلَى الْكَرِيمِ

صرف اس اعتماد پر کہ جب کرم والے کی طرف جانا ہو تو زاد راہ کے ساتھ جانا بدترین عیب ہے۔

معنی اس دے بھی سنوائیں　　پر کاغذ اولی تا لکھوائیں

ان عربی اشعار کے معنی بھی سنوا دیے جائیں　　مگر کاغذ پر نہ لکھوائے جائیں

میں عملوں باجھوں تند ہوں آیا　　نا کچھ کیتا نہ کچھ کمایا

میں اس وجہ سے عملوں کے بغیر آگیا ہوں　　اس حال میں کہ میں نے نہ کچھ نیکی کی ہے نہ کچھ کمایا ہے

جہند اوبح مہماں تھیوی　　اوھواگون سکھی سینوی

کیونکہ میں جس کا مہمان بننے جا رہا ہوں　　وہ آگے سے سخی سنا جاتا ہوں

جو منگے باجھوں بخشش دھوے کتکوں اتھوں خرچ جو پوے

وہ ایسا سخی ہے کہ بن مانگے بخش دیتا ہے

کبھی تھھ وچ یہ دعائیں فارسی بیتاں چاہ لکھوائیں

میت کے بائیں ہاتھ میں دعا لکھوا کردو جو فارسی اشعار کی صورت میں ہے

تو بعلم ازل مرا دیدی دیدی آنکہ بعیب نخریدی

تو نے علم ازلی میں مجھے دیکھا اور میں جیسا ہوں تو نے انہیں عیبوں کے ہوتے مجھے خرید لیا

تو بداں علم من بعیب ہماں رو مکن آنچہ خود پسندی

تو اسی علم پر ہے اور میں اپنے اسی عیب میں تو جسے تو نے پسند فرما لیا تو اسے رد نہ کر

اے عزیز اگر حاجت لکھنے ان پنجابی بیتاں کی اس رسالہ میں نہیں ہے لیکن اس واسطے ان کو لکھی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ملک سندھ میں بھی علماء نے یہ رواج لکھنے جواب نامہ وغیرہ دعایاں کا اور رکھنا ان کا قبر اور کفن میت میں جاری کیا ہے۔

تابعین کے کلام کو قبر میں میت کے کفن اور سینے پر رکھنے کا تذکرہ

مترجم تذکرۃ الاولیاء[ص ۱۳۱] میں حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نے خواجہ حسن بصریؒ کے ذکر میں لکھا ہے کہ ایک شخص سمعون نام یہودی آگ کا پوجنے والا خواجہ حسن بصریؒ کا پڑوسی تھا اور ستر برس تک اس نے آگ پوجی تھی آخر جبکہ وہ مرنے لگا خواجہ اس کے پوچھنے کو پڑوسی کا حق سمجھ کر اس کے پاس گئے اور اس کو کہا اے سمعون اب تو خدا سے ڈر اور اس واحد لاشریک پر ایمان لا اور آتش پرستی سے توبہ کر۔ جوں اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے اور تجھ کو بخشے اور کچھ رونق زندگی کی تجھ میں باقی ہے اس کو غنیمت سمجھ سمعون بولا اے خواجہ حسن

میں بھی جانتا ہوں کہ دین تمہارا برحق ہے لیکن تین باتوں کے سبب میں مسلمان نہیں ہوتا ہوں۔

اوّل :۔ تم مسلمان لوگ دنیا کو بری کہتے ہو اور پھر اس کی طلب اور چاہ میں رات دن پھنسے رہتے ہو۔

دوسرے :۔ تم کہتے ہو کہ مرنا برحق ہے لیکن کچھ توشہ اور خرچی موت کے واسطے تیار نہیں کرتے ہو۔

تیسرے :۔ تم کہتے ہو کہ قیامت کو خدا کے روبرو تمام جاویں گے اور اس کا دیدار کریں گے اور آج کے دن تمام کام اس کی مرضی کے خلاف کرتے ہو۔

خواجہ حسن نے یہ بات اس کی سن کر فرمایا اے سمعون تم نے یہ تینوں بات خوب کہی اور یہ جاناں تم نے اولیاء اللہ جیسی کہی مگر اتنا تو سمجھ کہ ہم مسلمان لوگ اگرچہ یہ تینوں کام تو کرتے ہیں لیکن اس کے سوا دوسرے کو پوجتے تو نہیں ہیں اور اس کو وحدہٗ لاشریک تو جانتے ہیں اور اس کے وحدانیت کا اقرار تو کرتے ہیں اور تو نے اپنی تمام عمر اس آتش پرستی میں خرچ کی اور ستر برس تک خدا کے ساتھ شرک کیا اور آگ ایسی پوجی کہ بسبب آگ پوجنے کے رنگ تیرا سیاہ ہو گیا تو نے آتش اس اُمید پر پوجی ہے کہ یہ آگ تجھ کو آتش جہنم سے بچا دیں گی اے سمعون تو نے تو ستر برس تک آگ کو پوجی ہے اور میں نے اس کو نہ پوجی ہے اگر میں اور تو دونوں آگ میں پڑ جاویں گے تو آگ تجھ کو تو جلا دے گی اور تیرا حق اس کے پوجنے کا نہیں سمجھے گی اور میرے خدا کو وہ طاقت اور قدرت ہے کہ اگر وہ چاہے تو آگ کو طاقت نہیں کہ میرے بدن کا ایک بال بھی جلا دے کس واسطے کہ یہ آگ خدا کی پیدا کی ہوئی ہے اور مخلوق خدا کے تابع ہے۔ اے سمعون اب آؤ ہم تم دونوں اس آگ میں ہاتھ ڈالیں تا آگ کی صفت اور خدا کی قدرت تجھ کو معلوم ہو اور یہ تماشہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے یہ بات کہہ کر خواجہ حسن نے اپنا ہاتھ آگ میں

رکھ دیا اور کئی دیر تک اس میں رہنے دیا اور ایک بال بھی ان کا نہ جلا سمعون یہ قدرت خدا کی دیکھ کر حیران رہا اور اس کے دل پر نور ایمان کا چھا گیا اور پھر اس نے کہا کہ اے حسنؒ میں نے اس آگ کو ستر برس تک پوجی اور خدا کے ساتھ شرک کیا اور اب کوئی دم میرا باقی ہے کیا تدبیر کروں خواجہ حسن نے فرمایا تو مسلمان ہو جا اور کلمہ طیب کہہ اس نے کہا اگر تم مجھ کو ضامنی کا خط لکھ دو اسی بات کا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش دیگا اور عذاب نہ دیگا تو میں ابھی ایمان لاتا ہوں اور اگر تم ضامنی کا خط نہ لکھو گے تو ایمان نہ لاؤں گا خواجہ حسنؒ نے خط اپنی ضمانت کا لکھ دیا اور مہر اور دستخط اس پر اپنے کر دیئے سمعون نے کہا کہ تمام علماء اور مشائخ بصرہ کی اس پر مہریں اور گواہیاں کروا دیں پھر خواجہ حسنؒ نے وہ بھی لکھوا دیئے اور وہ خط اس کے حوالے کیا اس وقت سمعون ہائے ہائے کر کے رویا اور مسلمان ہو گیا اور خواجہ حسن بصریؒ کو اس نے وصیت کری کہ جب کہ میں مروں تو تم مجھ کو غسل اور کفن دینا اور قبر میں میری تم ہی برتنا اور یہ خط تمہارے ہاتھ سے میرے ہاتھ میں رکھ دینا کہ میری بخشش واسطے یہ سند ہوگی یہ کہہ کر پھر کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ پڑھا اور جان نکل گئی خواجہ حسنؒ نے بموجب وصیت اسی کے اسکو اپنے ہاتھ سے غسل اور کفن دے کر دفن کیا اور وہ خط اس کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کے جنازہ کی نماز تمام شہر بصرہ کے علماء اور صلحاء اور مشائخین اور خاص وعام بصری والوں نے پڑھی۔

جبکہ رات ہوئی خواجہ حسنؒ کو تمام رات فکر سے نیند نہ آئی اور اپنے دل میں اندیشہ کر کے کہتے تھے کہ میں نے یہ کیا نادانی کری کہ اس کو اپنی ضامنی کا خط لکھ دیا میں تو خود ڈوبا ہوا ہوں دوسرے ڈوبے ہوئے کا کیا ہاتھ پکڑے مجھکو خود اپنے ملک کا ہی اختیار اور قدرت نہیں ہے خدا

کے بلک کا مجھ کو کیا اختیار تھا کہ اس کو میں نے خط بخشش کی ضامنی کا خط لکھ دیا میں نے بہت برا کیا اسی اندیشہ میں تھے کہ ان کو نیند آ گئی خواب میں اس شمعون کو دیکھا کہ بہشت کے باغ میں سیر کرتا ہے اور لباس بہشتی اس کے بدن پر ہے اور ایک تاج بہشتی اس کے سر پر ہے کہ مثال شمع کے روشنی سے چمکتا ہے خواجہ حسن نے اس سے پوچھا کہ اے شمعون تیرا حال کہہ تو کس طرح ہے اور تیر ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا کہا اے خواجہ حسن کیا پوچھتے ہو تم دیکھتے نہیں ہو میرے حال کو اللہ تعالیٰ نے مجھکو بخش دیا اور بہشت میں میرا اونچا مکان کیا اور اپنا دیدار مجھکو دیا اور جو جو عنایت کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کری اس کی صفت اور کیا بیان کروں اب مجھ کو تمہارے اس ضامنی کے خط کی حاجت نہیں ہے یہ خط تمہارا لو وہ خواجہ حسن بصری کو دیدیا جب کہ خواجہ حسن خواب سے بیدار ہوئے وہ خط بخیر بخشش ان کے ہاتھ میں پایا خواجہ حسن یہ حال دیکھ کر بہت روئے کہ تمام وجود ان کا اشکوں سے تر ہو گیا اور کہا خداوندا معلوم ہوا کہ کام تیرا ساتھ علت کے نہیں ہے محض فضل پر ہے اس کافر ستر برس کے مشرک کو ایک بار کلمہ کہنے پر اپنے نزدیک کر لیا مومن ستر برس والے موحد کو کب تک اپنے فضل اور کرم سے محروم رکھے گا۔ تذکرۃ الاولیاء مترجم صہ ۱۳۱

فائدہ:۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ تابعینوں نے بھی کاغذ پر لکھ کر حروف قرآنی اور خطوط ضمانی قبروں میں رکھے ہیں تا معلوم ہوئے کہ یہ طریقہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔

نقل ہے کہ حجاج بن یوسف جو کہ حاکم مکہ معظمہ کا تھا اور بادشاہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے وہ نائب اس جگہ کا تھا اور وہ بڑا ظالم اور خونریز مشہور تھا چنانچہ اس شخص نے بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا تھا اور ایک لاکھ اور مسلمان کو اس نے قتل کیا تھا

حضرت انس بن مالک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خواجہ حسن بصری اور بہت سے اصحاب اور تابعین اس کے زمانے میں تھے سو جس وقت کہ وہ مرنے لگا علما اور صلحا تابعین اور اصحابہ مکہ معظمہ کو اس نے بلایا اور کہا کہ میں مرتا ہوں سو تم ایک گواہی نامہ میرے عدل اور نیک بختی کا مجھ کو لکھ دو جو اس کو قبر میں اپنے کفن میں رکھوں یعنی اس کا مضمون اس عبارت سے لکھ دو کہ یہ حجاج بن یوسف بڑا عادل اور بڑا نیک بخت تھا ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ یہ گواہی نامہ ہم کبھی تیرے واسطے نہیں لکھیں گے کس واسطے کہ تو نے تمام عمر اپنی میں ہزاروں مسلمانان عام اور خاص اور رسول علیہ السلام کے اصحابوں کو قتل کیا اور خانہ کعبہ کو ڈھوایا پس ایسے ظالم بدبخت کو ہم کیونکر عادل اور نیک بخت لکھ دیں۔

حجاج نے کہا کہ اگر میں رسول علیہ السلام کی حدیث سے اپنی عدالت اور نیک بختی ثابت کروں تب تو مجھ کو عادل اور نیک بخت لکھ دو گے کہا ہاں البتہ اگر کوئی حدیث کی دلیل سے اپنی عدالت اور نیک بختی ثابت کرے گا تو ہم کو کیا جگہ عذر کی ہے۔ پس اس نے کہا کہ اگرچہ میں نے ظلم کیا اور ہزار ہا خلق کو قتل بھی کیا لیکن میرے زمانے میں اور کسی کو ظلم نہ کرنے دیا یعنی کسی کو میرے زمانے میں نہ ستانے دیا تو فی الحقیقت میں عادل ہوا یا نہیں کہ اپنی رعیت پر ظلم نہ کرنے دیا سبھی نے کہا ہاں البتہ یہ بھی عدل ہے کہ کسی کو کسی پر ظلم نہ کرنے دے پس اس وجہ سے تو عادل ہے پھر اس نے کہا دوسری اگرچہ خانہ کعبہ کو میں نے ڈھوایا اور تڑوایا لیکن پھر میں نے چنوایا اور تیار بھی تو کروا دیا اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے بدترین خلق کا وہ ہے کہ خانہ کعبہ کو پھوڑ دا دے اور نیک بخت ترین خلق کا وہ ہے کہ خانہ کعبہ کو چنوا دے پس بموجب حدیث شریف کے اگرچہ پھوڑنے کے وقت تو میں بدترین خلق کا تھا لیکن جب کہ خانہ کعبہ میں نے پھر چنوایا تو میں نیکبخت

ترین زمانہ کا ہو گیا اس دلیل سے تمام علماء تابعین اور صلحاء قائل ہو گئے اور اس کو گواہی نامہ اس کی عدالت اور نیک بختی کا لکھ دیا اور اس کی قبر میں وہ رکھا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ تابعینوں نے بھی اس طرح کی گواہی نامہ لکھ لکھ کر مسلمانان کی قبریں دھرے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ذکر ان دعاؤں کا کہ جو قبر میں میت کے سینے اور کفن پر لکھ کر دھری جاتی ہیں

درمختار میں لکھا ہے کہ اذا اوصیٰ بذالک کتب علی جبہتہ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیتہ یعنی جبکہ وصیت کری جاوے ساتھ اس کے لکھ دیں اوپر پیشانی میت کے یا اوپر عمامہ اس کی کے یا اوپر کفن اس کی کے دعا عہد نامہ کو امید ہے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ اس میت کو۔ درمختار صفحہ ۶۶

غنیۃ الشتیملی شرح منیۃ المصلی میں جو کہ تصنیف ابراہیم حلبی کی ہے اور بہت معتبر مفتی کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ

ذکر البزازی عن الصغار لو کتب علی جبہتہ المیت او علی عمامتہ او علی بطن کفنہ عہد نامۃ یرجی ان یغفرہ اللہ تعالیٰ یعنی ذکر کیا بزازی نے امام صغار سے کہ وہ کہتے تھے جو کوئی لکھ دے پیشانی میت پر یا عمامہ اس کے پر یا ہتھیلی اس کی پر اس عہد نامہ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میت کو بخش دے وہ عہد نامہ یہ ہے۔

دعا عہد نامہ: اللّٰھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انی اعہد الیک فی ھذہ الحیوۃ الدنیا انی اشہد انک انت اللہ لا الٰہ الا انت وحدک لاشریک لک وان محمدا عبدک ورسولک

فلا ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر و تبعدنی من الخیر و انا لا اثق الا برحمتک فاجعل لی عہد عندک توفیتہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد (در مختار ۹۶۰)

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اس دعا کو قبر میں مردہ کے سینہ پر لکھدے اس میت کو عذاب قبر کا نہ ہو وہ دعا یہ ہے۔ سبحانک انت ربی و انا عبدک فاغفرلی وارحمنی برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مفتاح الجنان میں یہ بھی لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں لکھا ہے کہ اللہ نے وحی کری موسیٰؑ پر کہ جو کوئی اس دعا کو جمعہ کے روز پڑھیگا ہزار برس تک گنہ نہ لکھیں اور جو کوئی اس دعا کو مردہ کے سینہ پر لکھدے یا لکھ کر دھرے ہزار برس تک اس کو عذاب قبر نہ ہو۔ وہ دعا یہ ہے۔

اللھم انی اسئلک باسمک العظیم الذی ھو قوام الدین و اسئلک باسمک العظیم الذی ترزق بہ العلمین و اسئلک باسمک العظیم الذی تحیی بہ الموتی و تمیت بہ الاحیاء و اسئلک باسمک العظیم الذی قامت بہ السموٰت والارض باسمک العظیم الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سئلت بہ اعطیت رب جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و محمد علیہ السلام یا بدیع السموٰت والارض یا ذالجلال والاکرام اللھم ارزقنی العفو والعافیۃ والامان من عذاب القبر و اھوالہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و الہ واجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ط

مفتاح الجنان میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آتش میں قرآن

شریف تمام جل گیا تھا مگر اس میں یہ آیت نہیں جلی تھی الا الی اللہ تصیر الامور لازم ہے کہ یہ بھی میت کے سینے پر دھر دیں۔

فتوح الاوراد میں لکھا ہے کہ ترمذی شریف میں حدیث مرفوع لکھی ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی یہ کلمات قبر میں میت کے لکھ کر سینے میت پر رکھدے تو اس کو عذاب قبر نہ ہووے کلمات یہ ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

فتوح الاوراد میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول علیہ السلام کے پاس ایک دن جبرائیلؑ یہ دعا لائے اور اس کی فضیلت بہت بیان کری چنانچہ جامع کبیر میں یہ دعا لکھی ہے پھر مصنف فتوح الاوراد کا یعنی شیخ فتح محمد قادری بن عیسیٰ الوفا کہتا ہے کہ میں نے اپنے مرید شیخ محمد محدث کو کہدیا ہے کہ اس دعا کو جس کی تعریف پہلے اوپر ہو چکی ہے یہ میرے کفن میں لکھ دیں معہ اس دعا عہد نامہ کے کہ طاؤس ؓ نے وصیت کری تھی اپنے کفن پر لکھوانے کی اور لوگوں نے ان کے کفن پر لکھدی تھی اب اپنے فرزند کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ یہ دونوں دعا میرے کفن میں معہ شجرہ قادریہ کے رکھدیں یعنی ایک تو دعا جو عبداللہ بن عمرؓ سے جامع کبیر میں مروی ہے اور ایک عہد نامہ جو طاؤس نے اپنے کفن پر لکھوایا تھا۔

اوراد مذکور والا لکھتا ہے کہ کفایہ شعبی میں روایت بسم اللہ لکھنے کی سنی اور ماتھے میت پر لکھی ہے سو وہ بھی لکھدیں غرضیکہ وہ دعا جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جامع کبیر میں لکھی ہے وہ یہ ہے۔

یَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ الْقَبِیْحَ یَا مَنْ لَا یُؤَاخِذُ

بالجریرۃ ولا تہتک الستر یا عظیم الغفور یا حسن
التجاوز یا واسع المغفرۃ یا باسط الیدین یا الرحمۃ
یا صاحب کل نجوی یا منتھی کل شکوی یا کریم الصفح
یا عظیم المن یا مبدی بالنعم قبل استحقاقہا
یا ربنا یا سیدنا و یا مولانا و یا غایت رغبتنا یا اللہ
اسئلک ان لا تشوی خلقی بالنار۔ اس دعا کو حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے
اور بعد اس کے وے دونوں حدیثیا مخدوم جہانیاں والی لکھی ہے جو کہ
حدیث قبر میں رکھنے کی دلیل کے ذکر میں لکھی گئی ہیں۔
جنت الفردوس کے انیسویں فصل میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول صلعم
نے کہ جو شخص کہ مر جاوے اور کفن میں اس کو لپیٹیں تو ایک کاغذ پر یہ دعا
لکھ کر اس میت کے سینے پر رکھدیں تو ہرگز اس کو عذاب قبر کا نہ ہو قسم
ہے اللہ کی قسم ہے اللہ کی اگرچہ اس کے گناہ مثل جھاگ دریا کے ہوں اور اگر
نعوذ باللہ وہ مردہ بے ایمان ہوا ہو اور کافر مشرک ہوا ہو تب بھی اس
کو عذاب قبر کا نہ ہو۔ وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم احفظنی بلا سلام قائما ولا تشمت بی عدوا
ولا حاسدا برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم یا اثبوت
اثبوبا یا اخذوتا احفظنا لا تخاف درکا ولا تخشی
تحصنت علی الحی الذی لا یموت ابدا او رمیت
کما رمی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و
انہ تعالیٰ جد ربنا ما تخذ صاحبۃ ولا ولدا و
انہ کان یقول سفیہنا علی اللہ شططا۔
کاتب الحروف کہتا ہے کہ بموجب اس روایت جنت الفردوس کے

چار فائدے معلوم ہوئے۔
اول :۔ قرآن شریف کی آیت قبر میں رکھنا درست ہوا۔
دوم :۔ کاغذ پر سیاہی سے لکھنا۔
سوم :۔ سینے پر رکھنا۔
چہارم :۔ اگر کافر کی قبر میں رکھدیں تب بھی اس کو عذاب قبر نہ ہوگا۔
جنت الفردوس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جوکوئی ان ناموں خدا کو کفن میت پر لکھدیں تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا وہ یہ ہیں یاکریم الغفور ذوالعدل انت الذی ملأکل شیٔ عدلہ۔
ارشاد الطالبین میں لکھا ہے کہ جس کسی شخص کی قبر میں یہ دعا دھردیں تو بدن اس کا نہیں گلتا ہے اور ہڈیاں اس شخص کی برہنہ نہیں ہوتی ہیں اور بنداس کے بدن کے جدائی جدی نہیں ہوتے ہیں اور اس کی قبر میں مشعلیں نور کی چستی (جلتی) ہیں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول علیہ السلام سے کری ہے جوکوئی شک لاوے گا کافر ہوگا استاد اس دعا کی بہت ہے تھوڑی سی لکھی ہے اور اس دعا کے سات اسم ہیں وہ یہ ہیں۔
اسم اول :۔ اَللّٰھُمَّ یَا جَلِیْلُ تجللت بالجلال والجلال فی جلال جلالك یا جلیل یا دائم المقبول و یا منعم المنصور یا من لا الٰہ الا انت یا احکم الحاکمین۔
اسم دوم :۔ اللھم یا لطیف بِاُوْصَفَ کمالہ تلطفت بالطافۃ واللطافۃ فی لطافۃ لطافتك یا لطیف ان سمعنا کتابا انزل من بعد موسٰی مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم یا خیر الرازقین برحمتك یا ارحم الراحمین۔
اسم سوم :۔ یا سمیع البرھان ولقد صرفنا الیك من

الجن يسمعون القرآن تسمعت يا السمع والسمع فی
سمع سمعك يا سميع وان الذين آمنوا وعملوا
الصالحات آمنوا بما انزل على محمد وهو الحق اليقين
يا احسن الخالقين برحمتك يا ارحم الراحمين ۔

اسمِ چهارم :۔ يا معز المنزل يا عليم العظيم يا عظيم
تعظمت بالعظمة والعظمة فی عظمة عظمتك
يا عظيم انه لا اله الا الله واستغفر لی وللمومنين
والمومنات والله يعلم وانتم لا تعلمون وخير الناصرين

اسم پنجم :۔ يا رحيم ترحمت بالرحمة فی رحمت
رحمتك يا رحيم يا حفيظ تحفظت بالحفظ و
الحفظ فی حفظ حفظك يا حفيظ يا اصدق الصادقين
يا منعم الحافظين ۔

اسم ششم :۔ يا كريم تكرمت بالكرامة والكرامة
فی كرامة كرامتك يا كريم ان الله يعلم غيب
السموات والارض والله بصير بما يعلمون يا
اصدق الصادقين ۔

اسم هفتم :۔ اللهم يا غفور تغفرت بالمغفرة و
المغفرة فی مغفرة مغفرتك يا غفور، لم يلد
ولم يولد ولم يكن له كفوًا احد برحمتك يا
ارحم الراحمين ۔

بیان شجرۂ طریقت قبر میں رکھنے کا

سوال: آیات اور حدیثیاں اور دعایاں کا قبر میں سینے میت پر لکھنا تو روایات صحیحہ سے ثابت ہوا لیکن شجرہ لکھنا کونسی کتاب میں لکھا ہے اور کون سے علماء و صلحا نے لکھا اور فرمایا ہے۔

جواب: مولوی نعیم الدین رہنے والے بردوان پرگنہ حویلی ڈھاکہ جلال پور نے جو کہ مرید اور شاگرد مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی کے ہیں ایک رسالہ فیض عام جو فارسی میں ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پبر شاہ عبد العزیز دہلوی سے قبر میں شجرہ رکھنے کی اجازت چاہی اور سوال کیا تو حضرت شاہ صاحبؒ نے

"شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان است لیکن ایں او دو طریقست اول ایں کہ بر سینہ مردہ درون کفن یا بالائے کفن گزارند ایں طریق را فقہا منع می کنند و می گویند کہ از بدن مردہ خون در زخم بیلاں می کند و موجب سوئے ادب باسمائے بزرگا می شود طریق دوم ایں است کہ سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگذارند و دراں کاغذ شجرہ را نہند"۔

یعنی شجرہ قبر میں رکھنا بزرگان دین کے معمولات سے ہے لیکن اس کے رکھنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ میت کے سینہ پر کفن کے اندر رکھتے ہیں لیکن اس طریقہ کو فقہا منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں بدن میت سے خون در زخم بہتا ہے اس طرح رکھنے سے بزرگوں کے ناموں کی بے ادبی ہوتی ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ میت کے سرہانے طاقچہ بنا کر شجرہ رکھتے ہیں یہ بہتر اور جائز ہے۔

فائدہ: طریقہ اول میں فقہا بے ادبی اسما کے لحاظ سے منع فرماتے ہیں یہ بے سود ہے اسکی تشریح اوپر لکھی جا چکی ہے۔ تا فہم و تدبر۔

واللہ اعلم بالصواب

باب چہارم کی فصل اکیسویں

حضرت رسول علیہ السلام کے مزار مقدس کی زیارت اور درجہ کی فضیلت کے ذکر میں

جان اے عزیز زیارت مزار شریف حضرت رسول علیہ السلام اور مدینہ شریف کی طرف جانا واسطے زیارت مزار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت درجہ ہے اس مقدمہ میں رسول علیہ السلام کی بہت سی حدیثیں ہیں مگر اس جگہ بطور تبرک ۱۳ تیرہ حدیثیں چودہ ہویں باب جذب القلوب سے لکھتا ہوں۔

حدیث اول: مَن زَارَ قَبرِی وَجَبَت لَہُ شَفَاعَتِی۔
یعنی جو کوئی زیارت کرے میرے قبر کی واجب ہوئی اس کے واسطے شفاعت میری۔ اس حدیث سے دو بات ثابت ہوئی ایک تو حضور کے مزار کی زیارت کرنے والے کیلئے شفاعت حضور کی۔ دوسری مرنا اس کا دین اسلام پر اور خاتمہ ہونا اس کا ایمان پر کیونکہ حضورؐ کی شفاعت کا مستحق وہی شخص ہوگا جو اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے گا۔

دوسری حدیث: مَن زارقبری حلت لہ شفاعتی
یعنی جس نے زیارت کی میری قبر کی حلال ہوئی اس کے لئے شفاعت میری۔

تیسری حدیث من جائنی زائرا لا تعلمہ حاجۃ الا زیارتی کان حَقًا عَلیّ ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ۔ دارقطنی السنن ج ۲ ص ۲۷۸

یعنی جو شخص کہ آوے میری زیارت کو اور میری زیارت کے سوا اس کو مدینہ میں کچھ اور حاجت نہ ہو خاص کر میری ہی قبر کی زیارت کو بعد وفات میری آوے تو ہو گیا حق اس کا مجھ پر کہ اس کی شفاعت کراؤں قیامت کے روز۔

چوتھی حدیث:۔ من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ مشکوٰۃ باب کسب طلب الحلال صفحہ ۲۴۱

یعنی جو شخص حج کرے اور پھر آوے میری قبر کی زیارت کو بعد وفات میرے تو وہ شخص ایسا ہے کہ جیسے زیارت کری اس نے میری زندگی میں۔ اس حدیث سے زندہ ہونا حضرت کا قبر میں اور حضور کی قبر کی زیارت کرنے والے کا صحابی ہونا ثابت ہوا۔

پانچویں حدیث:۔ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ یعنی جو کوئی حج کرے اور میری قبر کی زیارت کو مدینہ منورہ نہیں آوے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

چھٹی حدیث:۔ مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَ شَہِیْدًا۔ یعنی جو کوئی زیارت کرنے میری مدینہ آئے اس کا میں شفیع یعنی شفاعت کرنے والا اور شاہد یعنی گواہ دوں گا اس کی بندگی کی یعنی وہ اگر گنہگار ہوگا تو اس کو بخشاؤں گا اور اگر وہ نیکبخت ہوگا تو اس کی عبادت کی شاہدی بھروں گا۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۰

ساتویں حدیث:۔ مَنْ زَارَنِیْ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا یعنی جو کوئی زیارت کرے میری قبر کی اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ بیہقی ج ۵ صفحہ ۲۴۵

آٹھویں حدیث:۔ من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الامنین یوم القیامۃ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۰ یعنی جو کہ زیارت کرے میری اور اس کو وہ اپنا مقصود اصل جانے تو قیامت کو بہشت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور میری

حمایت کے سائے میں ہوگا اور جو کوئی مکہ مدینہ میں مرجاوے گا عذاب جہنم سے امان میں ہوگا۔

نویں حدیث: مَنْ حَجَّ حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسال اللہ عزوجل فیما افترض علیہ۔ یعنی جو شخص کہ حج کرے اور میری قبر کی زیارت کرے اور کافروں سے جنگ کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے تو نہیں پوچھے گا اللہ تعالیٰ وہ چیز کہ جو فرض لکھا ہے اس پر۔

فائدہ: یعنی جس نے یہ چار کام کیے اللہ تعالیٰ اس کے ان فرائض کو نہیں پوچھے گا جذب القلوب میں لکھا ہے کہ نہ پوچھنے فرائض سے مراد، فرائض خاص باحتمال ان امور مذکورہ کی ہے یا ہر ایک کی ان سے۔

دسویں حدیث: مَنْ حَجَّ الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتب لہ حجتان مبرورتان یعنی جو کہ حج کرے مکہ کی طرف آکے پھر ارادہ کرے میرا۔ میری میں لکھی جاتی ہیں اس کے واسطے دو حج مقبول مبرور کے یعنی مقبول کے ہیں بلکہ سبب قبولیت حج کا ہے زیارت حضرت ﷺ کی اوپر حج مبرور کا ثبت ہے اور حج مبرور اس کو کہتے ہیں کہ جس میں کچھ گناہ اور منہیات نہ کئے ہوں اور سمعیت اور ریا واسطے نہ ہو۔

گیارھویں حدیث: من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجب لہ شفاعتی یوم القیامۃ ومامن احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر یعنی جو کہ زیارت کرے میری بعد موت میرے کے پھر وہ ایسا ہے کہ زیارت کری میری اس نے زندگی میں اور جو کوئی زیارت کرے میری قبر کی واجب ہوئی اس کو میری شفاعت قیامت کے دن کی اور جو شخص کہ ہو میری امت اور اس کو فراخی رزق ہے اور پھر آکر مدینے میں میری زیارت نہ کرے پھر اس کو

عذر نہیں یعنی اس کو پھر بولنے کا ٹھکانا نہیں۔

بارھویں حدیث:۔ مَن زَارَ قبری بعدَ موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی ۔ طبرانی اور معجم الکبیر ج ص ۲۰۴

یعنی جس نے زیارت کی میری قبر کی بعد موت میرے کے پھر ایسا ہے کہ زیارت کری ہو میری زندگی میں اور جو کوئی زیارت نہ کرے میری قبر کی اس نے ظلم کیا مجھ پر۔

تیرویں حدیث: عن علیؓ من سال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجة والوسیلة حلت له شفاعة یوم القیامة ومن زار قبری کان فی جوار رسولؐ یعنی جو کوئی سوال کرے خدا سے رسولؐ واسطے درجہ اور وسیلہ حلال ہوئے اس کے واسطے شفاعت قیامت کے دن اور جو کہ زیارت کرے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگا قیامت کو بہشت میں ہمسایہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اور وسیلہ حضرتؐ واسطے اللہ تعالیٰ سے یوں سوال کرے

اللّٰهمّ آتِ محمّد الوسیلة والدرجة الرفیعة ۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب کے پندرہویں باب میں لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت رسول علیہ السلام کے مزار شریف کی باجماع علمائے دین قولاً و فعلاً افضل سنت موکدہ و مستحب ہے۔

قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ زیارت قبر حضرتؐ کی ایک سنت ہے باجماع علیہا اور ایک فضیلت ہے مرغبت فیہا اور بعضے علمائے مالکیہ کے نزدیک واجب ہے اور دوسرے علماء نے تاویل اس قول کی یوں کی ہے کہ سنت واجب ہے کہ مراد سنت موکدہ ہے نہایت تاکید کے ساتھ اور امام اعظم فرماتے ہیں کہ افضل مندوبات اور اوکد مستحبات سے ہے قریب درجہ واجبات کے اور زیارت کرنا رسول علیہ السلام کی قرآن شریف سے ثابت ہے قولہ تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك یہ آیت دلالت

کرتی ہے اوپر رغبت دلاتی ہے حضورؐ درگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور طلب استغفار کی ان سے پس یہ آیت رتبہ عظیم ہے کہ ہمیشہ تک منقطع نہیں، ہوتا بسبب برابر ہونے حیات اور ممات حضرتؐ کے اور ثبوت استغفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص امت کے واسطے بعد موت کے وقت عرض کرنے ملائک کے ان کے اعمال کو حضرت کے روبرو چنانچہ یہ ذکر پہلی فصل میں لکھا ہے اور تمام علماء اس آیت اوپر والی سے برابر ہوتا موت حیات حضرت کا لکھتے ہیں یہاں تک کے آداب زیارت حضرت میں سے لکھے گئے ہیں کہ جس وقت کہ مزار مبارک حضرتؐ پر زیارت واسطے جاوے تو یہ آیت پڑھے اور استغفار کرے اور وہ بات اعرابی والی تو مشہور ہے کہ بعد رحلت حضرتؐ کی قبر کی زیارت واسطے آیا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی چنانچہ اب آگے لکھی جاوے گی تمام چاروں مذہب کے علمانے جو مناسک حج کی تصنیف کی ہیں اس اعرابی کی حکایت کو بھی لکھی ہے اور تعریف کی ہے اور بڑے بڑے اماموں علماؤں نے اپنی اپنی سندوں سے وہ حکایت اعرابی کی حکایت یوں روایت کری ہے کہ محمد بن حرب ہلالی ایک شخص تھا وہ کہتا ہے کہ میں ایک دن مدینہ منورہ میں آیا اور حضرتؐ کے مزار کی زیارت کری اور مزار شریف کے مقابل بیٹھا تھا کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور حضرتؐ مزار شریف کی زیارت کری پھر یوں کہا یا خیر الوسل یعنی اے سب پیغمبروں سے اچھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پر قرآن بھیجا ایسی کتاب سچی اور اس میں فرمایا قولہ تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ آخر تک سو اب تیرے پاس آیا ہوں واسطے بخشوانے گناہوں اپنوں کے اور طلب شفاعت کی کرتا ہوں تجھ سے کہ تو میرے گناہوں کو اللہ تعالیٰ سے کہکر بخشواوے۔ یہ کہہ کر بہت رویا اور یہ بیت اس نے تصنیف کر کے کہی ہے

یاخیر من دفنت لقاع اعظمۃ　　فطاب علیھن لقاع والاکم
اے وہ جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے جنکی عظمت کا حصہ مدفون ہے (تو) اس حصہ اور گوشہ پر خوشی ہو

نفسی الفداء بقبر انت ساکنہ　　فیہ العفاف وفیہ الجود والاکرم
میرا دل آپ کی قبر انور سے مطمئن و پرسکون ہے　　جس میں پاکدامن اور جود و سخاوت ہے

محمد بن حرب ہلالی مذکور کہتا ہے کہ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں نے رسول ع کو اسی وقت خواب میں دیکھا کہ حضرت نے فرمایا اے محمد اٹھ کر اس اعرابی کو پہونچ (یعنی اس اعرابی کے پاس جا) اور یہ بشارت سنا دے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے ترے تمام گناہ بخش دیئے حافظ ابو عبد اللہ نے مصباح الظلام اپنی کتاب میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کری ہے کہ رسول علیہ السلام کی وفات کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور اپنے آپ کو حضرت کی قبر مبارک پر ڈال دیا اور قبر کی مٹی اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہ تم نے خدا سے یاد کیا تھا وہ ہم نے تمہیں سے یاد کیا ان تمام سے یہ آیت ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا آخر تک ۔ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ط

یعنی میں نے اپنے پر ظلم کیا اور بہت سے گناہ کئے ہیں سو اب تمہارے پاس آیا ہوں سو میرے واسطے خدا سے استغفار کرو اور میرے گناہ بخشاؤ اسی وقت قبر سے آواز آئی قد غفر لک یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ بخش دیئے۔ پس قرآن شریف سے تو رسول علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کرنا اور ان سے مدد شفاعت کی کرنا اور حاجت مانگنا ثابت ہوا اور حدیث سے یہ ہے کہ سنت ہونا زیارت کا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے فضیلت کے باب میں کر دیا ہے یعنی جو تیرہویں حدیث فضیلت زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی ہیں اور

ان کے سوائے سنت صحیحہ متفق علیہ وہ حدیث ہے کہ جو عام قبروں کی زیارت
کے مستحب ہونے میں آئی ہیں رسول علیہ السلام کی قبر تو سید القبور ہے سو ان
کی زیارت کے حق میں تو کافی ہے کیونکہ اجماع امت کا اوپر فضیلت زیارت
اس کی کے اور مستحب ہونے اسکی کے ذکر پہلے ہی ہو چکا ہے لیکن اختلاف
جو ہے وہ عورتوں کے زیارت کرنے میں ہے۔ سو بعضے علما کہتے ہیں کہ عورتوں
کو زیارت کرنا قبر کی منع ہے بسبب آنے حدیثوں کے کہ جس میں منع لکھا ہے
لیکن صحیح وہ ہے کہ زیارت قبر رسول علیہ السلام کے اور حضرت ابا بکر رضی اللہ عنہ
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عورتوں اور مردوں سب کو مستحب ہے اور
اوروں کی قبروں کے لئے عورتوں کو مخصوص کیا ہے لیکن بعض علما نے کہا ہے کہ
وہ حدیث منع والی جو عورتوں کے حق میں آئی ہے اس حدیث نے منسوخ کر دی
کہ نُهِيتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴) منہوری کہ متاخرین علمائے
شافعیہ کے سے اس نے تو لکھا ہے کہ زیارت قبور اولیاء و صالحین کے عورتوں کو
کرنا جائز ہے بدلیل اس کی کہ حضرت فاطمہ زہرا کہ جو سردار سب عورتوں کی ہے
احد کے شہداء کی زیارت کے واسطے جاتی تھیں اور سید الشہداء امیر حمزہ کی
زیارت کو بھی جاتی تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر اسی کتاب فصل بقیع میں ہو چکا ہے
اور دو روایتوں میں زیارت کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا قبر عبد الرحمن
ابن ابو بکر رضی کا مکہ میں مؤید قول منہوری کا ہے اور بعض علماء تو کہتے ہیں کہ مقصود
زیارت قبر سے فقط یاد کرنا موت اور آخرت کا ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے
زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴) اور کبھی مقصود زیارت
سے دعا اور استغفار ہے واسطے قبر والوں کے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے
کہ رسول علیہ السلام جنت البقیع میں جا کر قبر والوں کے لئے دعا استغفار
پڑھتے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع لینا ان قبر والوں سے ہے یعنی انکے
مزار پر واسطے فائدہ لینے کے اور مراد حاصل ہونے کے واسطے جاتے ہیں جیسے کہ

اولیاء اللہ کی قبروں پر زیارت کے واسطے جاتے ہیں اس مقدمہ میں حدیثیں اور روایتیں آئی ہیں امام حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ نے کہا ہے کہ جس بزرگ سے اس کی زندگی کی حالت میں تبرک ڈھونڈیں اور فیض فائدہ چاہیں اس کے فوت ہونے کے بعد بھی اس کی قبر سے فیض اور تبرک لیں اور امام شافعی نے کہا ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم کی تریاق اکبر ہے دعا قبول ہونے واسطے اور بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ پایا ہم نے چار بزرگوں کو اولیاء اللہ سے کہ تصرف کرتے ہیں قبروں میں فوت ہونے کے بعد بھی جیسا کہ تصرف کرتے ہیں حالت زندگی میں زیادہ اس سے۔ ایک ان میں سے خواجہ معروف کرخیؒ ہیں۔ دوسرے شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی اور دو اور ہیں۔ جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۲۲

فائدہ کاتب الحروف کہتا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے یہ بیان تکمیل الایمان میں بھی لکھا ہے لیکن نام ان دو بزرگوں آخر کا ان دونوں کتابوں میں نہیں لکھا ہے واللہ اعلم اس کا کیا سبب ہے مگر قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسرے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور چوتھے خواجہ نظام الدین اولیاء ہیں اور تحقیق بات تو یہی ہے کہ ان چار پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ ہزارہا اولیاء اللہ سے بعد وفات کے تصرف اور کرامات ان کی قبروں سے ظاہر ہوتی ہیں بلکہ خود قبروں سے نکل کر فیض دیتے ہیں اس میں کچھ شبہ اور شک نہیں جیسے خود حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ سید یوسف گردیزی ملتان میں بڑے ولی کامل تھے۔ بعد وفات قبر سے ہاتھ نکال کر لوگوں کو مرید کرتے تھے اور ان کا ہاتھ پکڑتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب پھر ترجمہ ہوتا ہے عبارت جذب القلوب کا

بعضے علمائے اختلاف کرتے ہیں مدد مانگنے قبروں سے اور نفع لینے ان سے۔ جیسے کمال الدین نے لکھا ہے سام اور ابو محمد مالکیؒ نے لکھا ہے کہ قصد کرنا نفع لینے کا میت سے بدعت ہے مگر امام تاج الدین سبکی نے لکھا ہے کہ انبیا کی قبروں سے نفع لینا

اور مدد مانگنا درست ہے اور غیروں سے بدعت اور کبھی مقصود زیارت قبور سے ادا کرنا حق اس قبر والے کا ہے جیسے زیارت کرنا قبر یاروں آشناؤں اور ماں باپ وغیرہ کا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس میت کے آشنا ان کی قبر پر زیارت کے واسطے جاویں تو اس قبر والے کو بہت محبت اور انس ہوتی ہے اور وہ بہت خوش ہوتا ہے جیسے کہ کسی یار سے حالت زندگی میں ملکر خوش ہوتا ہے اسی مقدمہ میں حدیث بہت سی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن ماں باپ کے قبروں کی یا ان میں سے ایک کی زیارت کرے تو بخشا جاتا ہے اور ماں باپ اسکے اس سے راضی ہوتے ہیں اگرچہ دنیا میں ان کو عاق کیا ہوا ہو۔

فائدہ:۔ اس کتاب کی رو سے معلوم ہوا کہ زیارت کرنا چار نیت کا ہوتا ہے۔

اوّل:۔ قبر پر جانے سے آخرت اور موت کو یاد کرے کہ مجھکو بھی مرنا ہے۔

دوسرے:۔ دعائیں اور بخشش قبر والوں کے حق میں مانگنا اور کلمہ کلام بخشنا۔

تیسرے:۔ ان قبر والوں سے مدد مانگنا اور فیض چاہنا۔

چوتھے:۔ حق ادا کرنا قبر والوں کا۔

پس دو نیت اول تو عام قبر والوں پر جاوے یعنی جب کہ کسی مسلمان بھائیوں کی قبرستان پر جاوے تو ان کے حق میں بخشش اور مغفرت کی دعائیں مانگ کر کلمہ کلام پڑھ کر بخشے اور پھر موت اور آخرت کو یاد کرے کہ ہم کو بھی یہی راہ درپیش ہے اور تیسری نیت یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی قبر پر جاوے۔ چوتھی نیت یہ ہے کہ ماں باپ اور پیر استاد اور یار دوست وغیرہ مستحقوں کی قبروں پر جاوے اسی باب کی پہلی فصل میں لکھا ہے کہ اختیار کرنا سفر کا واسطے زیارت قبر رسول علیہ السلام اور مسافرت کی سختی اٹھا کر مدینہ منورہ جانا مستحب ہے کیونکہ جبکہ

حضرتؐ کے مزار شریف کی زیارت کا مستحب ہے اور فضیلت اور درجہ زیادہ ہوا تو سفر کرنا اس واسطے بھی مستحب ہے اور افضل ہو کس واسطے کہ جبکہ نزدیک والوں کو ثواب مستحب ہونے کا حاصل ہوا تو جو لوگ کہ مسافرت کی سختی اٹھا کر جائیں گے ان کو درجہ زیادہ حاصل ہوگا اور مراد اس حدیث سے کہ جو رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ الْمَسَاجِدِ مشکوٰۃ ۶۸ یعنی مراد اس سے اس تشد الرحال کی ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوائے اور کسی مسجد کا ارادہ کر کے نماز پڑھنے واسطے جاوے نہ کہ زیارت مزار شریف حضرتؐ کی یا اور کسی مدد میں دنیا کی مطلب ذاتی کرنا یا اور کسی ولی کے مزار کی زیارت کی پس منع کر مطلق سفر سے سوائے سفر ان تین مسجدوں کے لازم نہیں آتا اور کیونکر منع کریں اور سفروں سے ان تین سفروں کی کہ سفر کرنا حج واسطے اور جہاد واسطے اور ہجرت واسطے دار کفر سے اور سوداگری واسطے اور مصلحت دین دنیا واسطے جائز اور مشروع ہو گیا تمام علما چاروں مذہب کے نزدیک اور کتاب مذکور میں اس کے آگے حدیث مذکور کے معنوں کی بہت سی تاویل کریں ہیں اس میں ان کی گنجائش نہیں اور پھر اس میں لکھا ہے واجب ہونا وفا کرنے نذر زیارت مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف نہیں ہے اور مزاروں کی وفا کرنے میں خلاف ہے یعنی جس نے نذر کری ہو کہ میں حضرتؐ کے مزار کی زیارت کروں گا تو اس نذر کا وفا اس پر واجب ہو گیا اور اختیار کرنا سفر کا واسطے زیارت رسول علیہ السلام کے بہت سے بزرگوں اور علمائے منقول ہے از آنجملہ آنا بلالؓ کا زمانہ خلافت عمرؓ میں شام سے مدینہ کو مشہور ہے کہ ابن عساکر نے ابی درداؓ سے روایت کری ہے کہ رسول علیہ السلام نے بلالؓ کو خواب میں کہا کہ اے بلال کہ یہ کیا جفا ہے جو تو ہماری زیارت واسطے نہیں آتا ہے پس بلالؓ مدینہ منورہ میں آئے اور جبکہ حضرت عمرؓ نے شام فتح کری اور بیت المقدس والوں سے صلح کر لی اور کعب الاحبار آکر ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے حضرت عمرؓ ان کے مسلمان ہوتے سے بہت خوش ہوئے اور مدینہ کی طرف چلے کس واسطے کہا

اے کعب تو بھی ہمارے ساتھ رسول علیہ السلام کے مزار کی زیارت کو چلے گا نعم یا امیر المومنین انا افعل ذالک پھر وہ حضرت عمرؓ کے ساتھ آئے اور رسیدھے حضرت کے مزار پر آئے اور کہا السلام علیکم یا رسول اللہ اور مسند امام اعظم میں لکھا ہے روایت ابن عمرؓ سے کہ سنت وہ ہے کہ قبر شریف حضرت پر قبلہ کی طرف سے آوے اور پشت بقبلہ کر کے منہ حضرت صلعم کے مزار کی طرف کرے اور کہے السلام علیکم یا یہا النبی و رحمتہ اللہ برکاتہ عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ منورہ حضرت کو لوگوں کے ہاتھ سلام بھیجا کرتا تھا اور یہ فعل اس کا تابعین کے زمانے میں تھا اور یہ روایت مشہور ہے۔ جذب القلوب باب ۱۵ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳

ذکر حیات النبی اور دیگر انبیاؑ کا زندہ رہنا اپنی اپنی قبروں میں

جذب القلوب میں شیخ عبدالحق محدثؒ لکھتے ہیں کہ زندہ ہونا انبیاء کا بعد عام ہونے آیت قرآن کے کہ شہیدوں کی زندگی کے حق میں ہے بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں یعنی اگرچہ آیت بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ عام شہیدوں کے حق میں ہے اور انبیا اور اولیاء بھی اس میں شامل ہیں لیکن اس کے سوائے احادیث صحیح بھی بہت انبیا کی حیات کے حق میں ہیں ازانجملہ یہ ہے کہ ابوالعلی نے روایت انس بن مالکؓ سے کری ہے۔

قال علیہ السلام الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

یعنی سب پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور خاص ہمارے رسول علیہ السلام کی حیات النبی ہونے میں یہ ہے کہ قولہ علیہ السلام ما من احد یسلم عَلَیَّ الا ردَّ اللہ عَلَیَّ رُوحِی حَتّٰی اَرُدَّ علیہ اسلام۔ یعنی نہیں ہے کوئی ایک جو سلام کرے مجھ پر مگر بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو تو رد (لوٹانا) کرتا ہوں میں اس پر سلام کو۔ بیہقی ج ۱۵ صفحہ ۲۴۳

فائدہ یعنی جو کوئی مجھ کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میرے بدن میں بھیجتا ہے تو اس کے سلام کا جواب اس کو دیتا ہوں شیخ عبدالحق محدث

اس کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ علماء کا اختلاف ہے اس بات میں کہ یہ فضیلت جواب سلام کی پاس والوں کو جو قبر پر جاکر حضرت کو سلام کرتے ہیں انہیں واسطے ہے یا دوسرے جو حضرت پر سلام بھیجتا ہے ان واسطے ہے۔
بعضے علماء تو کہتے ہیں کہ یہ بزرگی خاص ان لوگوں واسطے ہے جو حضرت کے مزار شریف پر جاکر سلام عرض کرتے ہیں بموجب اس حدیث کے جو امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کری ہے قولہ علیہ السلام ما من ـــ یسلم علی عند قبری الخ یعنی میری قبر پر آکر سلام کرے اس کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن تحقیق مسئلہ وصحیح روایت یہ ہے کہ متاخرین علما لکھتے ہیں کہ سلام بھیجنا حضرت پر دو طرح ہوتا ہے ایک تو وہ جو درود میں پڑھتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ درود سلام بھیج حضرت پر بس وہ سلام تو خواہ بلفظ خطا ہو یا بصیغہ غیب اور کہنے والا خواہ غائب ہو یا حاضر جیسے السلام علی محمدؐ یا السلام علیک یا رسول اللہؐ اس طرح کا سلام بعضے علمائے خاص حضرتؐ واسطے ہی رکھا ہے اوروں کے واسطے منع ہے مگر بعد سلام حضرتؐ کے نام لے تو درست ہے۔
دوسری طرح کا سلام وہ ہے جو تعظیم اور تحیت اور بزرگی واسطے حضرتؐ کے ہو کہ قبر شریف حضرتؐ پر جاکر سلام کرے جیسے کہ مجلس میں آنے والا مجلس کو سلام کرتا ہے۔ پس اس طرح کا سلام خاص حضرتؐ واسطے ہی نہیں ہے سلام عام ہے ہر مسلمانوں واسطے اور جواب اس کا بھی بحکم شریعت واجب ہے خواہ وہ سلام کرنے والا حاضر منہ رو برو یا کے غائب ہو یا کسی اور کے ہاتھ سلام بھیجے پھر جب کہ سلام کرنا عام ہوا تو حضرتؐ تو سب سے مستحق سلام کے ہیں پھر جواب اس سلام غائب کا بھی حضرتؐ دیتے ہیں اور یہ جواب سلام کا دینا اگر پہلی طرح کے سلام میں بھی جائز ثابت ہو تو دور نہیں۔
دوسری حدیث میں آیا ہے نسائی میں عبداللہ بن مسعود سے کہ حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کئی فرشتے ہیں کہ سیر کرتے پھرتے ہیں زمین پر جو

کوئی مجھ پر سلام کرتا ہے وہ فرشتے لاکر اس کا سلام مجھ کو پہونچاتے ہیں پس یہ فضیلت غائب واسطے ہے لیکن جو کہ قبر مبارک پر جاکر حضرتؐ کو سلام کرے تو خود آپؐ اس کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں جیسے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ قولہ علیہ السلام من صلی علی فی قبری رددت علیہ وان صلی علی فی مکان آخر بلغونیہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۸۰

یعنی جو میرے اوپر درود میری قبر پر آکر پڑھے تو اس کا جواب میں دیتا ہوں اور جو کوئی دور جگہ سے مجھ پر درود سلام پڑھتا ہے وہ مجھ پاس پہنچایا جاتا ہے یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں لیکن ایک اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرتؐ کے قریب جو کوئی جاکر سلام کرے تو وہ سلام فرشتے پہنچاتے ہیں جیسے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ قولہ علیہ السلام ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہا ملکا یبلغنی وکفی امر آخرتہ ودنیاہ وکنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیامۃ یعنی جو بندہ سلام کرے میری قبر پر آکر تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ موکل کے ہاتھ مجھ کو وہ سلام پہنچاتا ہے اور کفایت کرتا ہے بدلہ آخرت اور دنیا اس کی کا اور میں اس کا شفیع اور شاہد قیامت کو ہوں گا۔

فائدہ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے جذب القلوب میں بعد اس حدیث کے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حضرت کے مزار پر موکل کر رکھا ہے سو ہر سلام کرنے والے کا سلام حضرت کو پہنچاتا ہے جیسے کہ درگاہ بادشاہ اور سلاطین میں چوبدار کھڑے رہتے ہیں اور سلام لوگوں کا عرض کرتے ہیں پس پھر بھی جو بھی خاص لوگ امیر امرار بادشاہ کے ہوتے ہیں بلکہ تمام شکستہ دلاں کا سلام خود بادشاہ سنتا ہے اور لیتا ہے اور جواب سلام کا دیتا ہے اسی طرح ہمارے حضرتؐ محمد مصطفےٰ خود نفس نفیس اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں بلکہ امام عبدالحق نے احکام صغریٰ میں ابن عباسؓ سے روایت کری ہے کہ ہر مسلمان مردہ سلام کا جواب قبر میں دیتا ہے اور پہنچاتا ہے زندہ کو

جو اس کی قبر پر آتا ہے اور ابن عبداللہ نے بھی یہ حدیث صحیح لکھی ہے اور پھر امام عبدالحق نے کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ قال علیہ السلام مامن رجل یزور قبر ابیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتی یقوم۔

یعنی جو مرد زیارت کرے اپنے ماں باپ کے قبر کی اور پھر بیٹھے ان کی قبر کے پاس تو ان کی انس اور محبت پیدا ہوتی ہے جب تک وہ اٹھے ان کی قبر اوپر سے۔ اور ابن ابی دینار نے ابو ہریرہؓ سے روایت کری ہے کہ اگر کوئی کسی آشنا کی قبر پر جاوے اور سلام کرے تو اس کو پہنچاتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور سمہودیؒ نے لکھا ہے کہ اس مقدمہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں پھر جبکہ پہنچانے مردوں عام کا اور ان کے سلام کا جواب دینا ثابت ہے تو پھر رسول علیہ السلام سلام کا جواب کیونکر نہیں دیں۔

بازری نے توثیق عری الایمان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول علیہ السلام کو دیکھا کہا یا رسول اللہ جو لوگ آپ کی قبر کی زیارت کو آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں کیا ان کے سلام کو سنتے ہو اور تم جواب دیتے ہو فرمایا نعم وارد علیہم یعنی ہاں سنتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں اور ابن نجار ابراہیم بن بشار سے روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت کی قبر پر جاکر سلام کیا تو ظاہر آواز قبر شریف سے آئی کہ وعلیکم السلام اور ایسی ایسی روایات اور بہت سے اولیاء اللہ سے ہیں پس تمام علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے اس مسئلہ پر کہ حضرت رسول کریم کے حیات سے ہوتے ہیں بعد وفات کے کچھ شبہ نہیں اور اسی طرح تمام انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں زندگی کامل کے ساتھ۔ اور حدیث قال علیہ السلام علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی۔

یعنی علم میرا بعد وفات میری کے ایسا ہے جیسے کہ علم میرا تھا میری زندگی

ہیں۔ روایت کی اس حدیث کو حافظ منذری اور ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ قولہ علیہ السلام الانبیاء لایترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور۔ یعنی انبیاء کو نہیں چھوڑتی ہیں ان کی قبروں میں بعد چالیس راتوں کے لیکن وہ نماز پڑھتے ہیں خدا کے سامنے نفخہ صور تک بیہقی روایت کرتے ہیں کہ مراد اس حدیث سے یہی ہے کہ حیات انبیا کی ان کی قبروں میں ہمیشہ تک ہے لیکن مدت ان چالیس راتوں کی ان میں طاقت نماز کی اور عبادت ظاہری کی نہیں رہتی ہے۔

بیہقی لکھتے ہیں کہ گواہی پیغمبروں کے زندہ رہنے کی اپنی قبروں میں بہت سی صحیح حدیثوں میں ہے پھر لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ تو ان کی روح بدن سے نکالتے ہیں پھر بعد موت کے ان کی روح ان کے بدن میں ڈالتے ہیں اس طرح وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ لوگ خدا کے پاس زندہ ہیں مثل شہداء کے بعد صاعقہ نفخہ اولیٰ میں یعنی وقت پہلے پہونچنے کے پھر فوت ہو جانے کے بحکم قول تعالیٰ نص فصعق من فی السموات و من فی الارض۔ یعنی بیہوش ہو جائے گی وہ جو کہ آسمان میں ہیں اور زمین میں سو اس آیت سے بھی تمام طرح کی موت مراد نہیں بلکہ مراد چلے جانے ہوش حواس سے ہے۔ اور بعضے علماء لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بعد اس آیت عقیبہ کے فرمایا کہ الا ما شاء اللہ سو شہیدوں کو اس حکم صاعقہ سے مستثنیٰ فرمایا اور رسولؐ نے فرمایا کہ اللہ نے حرام کیا ہے بدن زمین پر انبیا کا اور حدیث میں ہے کہ اعمال میری امت کے فرشتے سیاح میرے پاس پہنچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں نیک عملوں سے شکر کرتا ہوں اور بد عملوں سے استغفار امت واسطے کرتا ہوں۔ استاد منصور بغدادی کہتا ہے کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسولؐ زندہ ہیں بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہیں امت کی بندگی سے اور بدن انبیاء کا قبر میں گلتا نہیں ہے بیہقی لکھتے ہیں کتاب الاعتقاد میں کہ ارواح انبیا کی بعد قبض روح کے

پھر بھیجی جاتی ہے ان کے پاس اور یہ زندہ ہیں خدا کے پاس مثل شہداء کے
لیکن حیات ان کی خاص تر کامل تر اور تمام تر ہے حیات شہدا ایسے ہی
مذہب مختار ہے کسی امام کے جواب میں اس نے کہا تھا کہ مات رسول اللہ کہتا
ہے کہ ماحیاۃ اللہ تعالیٰ اور شہرستانی غایۃ المرام میں کہتا ہے رسول علیہ السلام
زندہ ہیں درود اور سلام سنتے ہیں اور سبکی شفاء السقام میں لکھتے ہیں کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موت ہمیشہ کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بعد چکھانے
ذائقہ موت کے اور بعد جاری کرنے سنت موت کی زندہ کیا اور ان کی زندگی
اعلیٰ واکمل ہے حیات شہداء سے ثابت ہے اور بدن مبارک حضرت کا ہی
نہیں بلکہ تمام انبیاء کا نہ گلنا زمین میں حدیثوں سے ثابت ہے اور داخل
ہو جانا اور عود ہو جانا یعنی پھر کر ان کے بدن میں ان کی روح کا بعد وفات
آجانا ثابت ہے بلکہ یہ عود ہونا اس کا بدن میں ہر میت کا ثابت ہے اگرچہ
شہداء بھی نہ ہو لیکن عام لوگوں کی روح بدن میں ہمیشہ قبر میں رہنا جیسے کہ دنیا
میں زندہ رہتا ہے خود بھی روح ہونا ان کا مشیت خدا پر ہے لیکن انبیاء کے
واسطے ہمیشہ یہ بات ہے کیونکہ واسطے کہ

حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور یہ
بغیر جسد کے ہوتی نہیں ہے کیونکہ یہ محل حیات کا ہے وہ جو معراج کی رات
تمام انبیاء نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی وہ بھی تمام صفتیں جسم کی تھی یہ نماز
کی عبارت شفاء السقام کی ہے جذب القلوب میں لکھا ہے۔

فائدہ تمام اہل سنت والجماعت کا اعتقاد

یہ ہے کہ ہر میت اور اک علم اور سماعت اپنی قبر میں رہتی ہے پھر انبیاء علیہ السلام
کو تو بطریق اولیٰ قبر میں موت وحیات بھی ہر میت کے واسطے حدیثوں سے ثابت
ہے اور یہ صحیح حدیثوں میں نہیں آیا کہ بعد عود حیات قبر میں پھر موت عود کرتی ہے
یا نہیں۔ بلکہ نعمتیں اور عذاب قبر میں قیامت تک ادراک کرنا ثابت ہے اور

اس میں شک نہیں کہ ادراک حیات کے ساتھ ہوتا ہے مگر یہ حیات دنیاوالی جیسی نہیں ہے عام میتوں کے بدن کو البتہ حیات انبیاء کے بدن کی ان کی قبروں میں دنیا کے حیات جیسی ہے لیکن کھانا پینا عالم میں آنا جانا یا نہیں کرتی کیونکہ یہ غذا بدن طعام کے واسطے ایک اسباب عادت کیا گیا ہے کہ دنیا میں بدن کو اس کی حاجت ہوتی ہے لیکن خدا کو قدرت ہے کہ بغیر خوراک کے بھی بدن کو زندہ رکھے۔ اور قدوۃ المحققین شیخ کمال الدین ابن الہمامؒ نے مسائرہ میں لکھا ہے کہ محققین کا اتفاق ہے اس پر کہ ہر میت کی روح قبر میں بدن میں اس قدر عود کرتی ہے کہ جس سے ثواب اور عذاب قبر کا معلوم کرے لیکن بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے عود ہونے قبر میں تردد کیا ہے تلازم روح اور حیات کو منع کیا ہے اور بعضے علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ روح کو بدن ہر میت کی قبر میں رکھتے ہیں اور بعضے حنفی علماء کہتے ہیں کہ روح اور مٹی بدن کی مل جاتی ہے پھر عذاب و ثواب ان دونوں کو ساتھ ہوتا ہے لیکن انبیاء علیہ السلام کا کسی اہل سنت کو اختلاف نہیں البتہ انبیاء کے حق میں اتنا اختلاف کرتے ہیں آیا ان کا بدن روح کے ساتھ قبر میں رہتا ہے یا نہیں۔ سو شیخ علاؤ الدین قونوی شافعی نے لکھا ہے انبیاء اعلیٰ بہشت میں ہیں قبروں میں نہیں اگرچہ زندہ ہیں مگر خدا کے پاس ہیں اور ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونچے آسمان پر رفیق اعلیٰ کے پاس نزدیک سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنت کے ہیں پس یہ حالت اکمل وافضل ہے اس سے کہ قبر میں ہوویں۔ اگرچہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہر مومن کی قبر اتنی فراخ ہو جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہونچے پس انبیاء کی قبر کا کیا انتہا لیکن رہنا اُن کا جنت اعلیٰ میں اکمل اور اعلیٰ ہے اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ انبیاء کو بعد چالیس روز کے قبر میں نہیں چھوڑتے ہیں اور یہ خدا کے پاس نماز پڑھتے ہیں نفخہ صور تک اور دوسری

حدیث میں ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا کے نزدیک بہت بزرگ ہوں اس بات سے کہ مجھ کو تین دن کے بعد میں نہیں چھوڑے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہمیشہ تک دلالت نہیں رکھتا اس حیات کے ساتھ جو دنیا میں ان کی بدن کو تھی اور وہ جو موسیٰ علیہ السلام کے حق میں حدیث آئی ہے کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں سو یہ دلیل ہمیشہ تک قبر میں رہنے کی نہیں کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہ السلام سے معراج کی رات آسمان پر ہوئی تھی پس تحقیق یہ بات ہے کہ یہ انبیاء کبھی تو آسمانوں پر اور کبھی قبروں میں اور کبھی اور جگہ حاضر ہوتے ہیں یہ نہیں کہ ہر وقت قبر میں رہیں یہاں تک یہ کلام شیخ علاؤالدین قولوی شافعی کا ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں کہ شیخ علاؤالدین بھی حیات ہونے ان کے بعد وفات کے قائل تو ہیں لیکن ہر وقت رہنا ان کا قبر میں ثابت نہیں کرتے ہیں لیکن ہم ان کا جواب دیتے ہیں کہ اس نے جو دلیل ان حدیثوں کی پکڑی کہ الانبیا

کون دانا اکرم علی ربی یعنی نہیں چھوڑے جاتے ہیں قبروں میں بزرگ تر ہوں خدا کے پاس اور دوسرے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون یعنی انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں سو ان دونوں حدیثوں سے ثابت کرتا ہے کہ کبھی آسمان پر کبھی خدا کے پاس یہ انبیاء رہتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ ان کے وجود کو قبر میں خدا رکھے اور اس جگہ سے بہشت اور سموات اور مقامات اعلیٰ کو دیکھیں اور قبر میں نہیں رہیں پس ثابت ہوا کہ زندگی ان کی قبروں میں ہے نہ کہ آسمانوں پر اور محققین اہل حدیث اور شرح والوں نے لکھا ہے کہ وہ حدیث الانبیاء لا یترکون صحت کو پہونچی اور نہ ثابت ہوئی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں یہ حدیث آئی ہے کہ آپ نے فرمایا

کہ کوئی پیغمبر نہیں کہ جس کو بعد تین روز قبر سے اٹھا کر آسمان پر نہ لے گئے ہوں سوائے میرے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ مجھ کو میری امت کے پاس رکھ قیامت تک تاکہ میری امت بحکم اس قولہ تعالیٰ کے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ نازل ہوئی بلاؤں اور اتری عذابوں سے امن رہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا امت تیری کو اس وقت تک کہ تو ان میں ہوئے اے محمدؐ پس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ قیامت تک قبر میں زندہ ہیں اور پیغمبر خدا کے پاس۔

نقل ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو بلوائیوں نے گھیر لیا تھا تو بعضے صحابہ نے ان کو صلاح دی تھی کہ تم شام کی طرف جاؤ تاکہ اس بلا سے خلاصی پاؤ فرمایا ہرگز یہ روا نہیں ہے کہ رسول علیہ السلام کا پڑوس چھوڑ کر میں کہیں جاؤں۔ نقل ہے یزید پلید نے جبکہ مسلم مشرف کو اہل مدینہ پر قتل واسطے بھیجا مع فوج کثیر کے اور اس نے چھ ہزار صحابہ وغیرہ اہل مدینہ کا قتل کیا اور مسجد نبوی ویران ہوگئی اور شام کے تشدد والوں نے اس میں گھوڑے باندھے کوئی شخص بھی نماز واسطے اس مسجد میں نہیں جاتا اور اذان نہ کہتا سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ ایک میں اس مسجد میں جاتا تو رسول علیہ السلام کے مزار شریف سے اذان کی آواز آتی تھی ان دونوں نقلوں سے بھی ثابت ہے کہ رسول علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور وہ جو علاؤ الدین قونوی شافعی نے لکھا ہے کہ حضرت کا بہشت اعلیٰ میں رہنا یہ قول افضل اور اعلیٰ ہے اول سے جو قبر میں ہمیشہ رہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ ہر مومن عام کی قبر روضہ یعنی ایک باغ ہے بہشت کے باغوں سے پس قبر رسولؐ کے اعلا باغ بہشت سے ہے اور دوسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرتؐ کا قبر میں بھی ایسا تصرف ہو کہ آسمان اور زمین اور بہشت کے تمام حجاب آپ سے اٹھ گیا ہو . . بغیر تشریف لیجانے قبر سے ان جگہ میں کیونکہ آخرت کے کام اور احوال برزخ کی دنیا جیسے کام نہیں

ہیں۔ ابن ابی حمزہ نے لہجہ میں لکھا ہے کہ رسول علیہ السلام نے معراج کی رات جو انبیا کو آسمان پر دیکھا اس کی کئی وجہہ ہے۔

اول :۔ تو حضرتؐ نے ان کو آسمانوں سے ان کی قبروں میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو ایسی بصیرت اور بصر عنایت کی تھی۔

دوسرے :۔ یہ کہ ان کی ارواحوں کو متمثل بے بدن ایشان کر کے آسمانوں پر بھیجی ہو۔

تیسرے :۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معہ بدن کے ان کی قبروں سے آسمانوں پر واسطے تعظیم حبیب اپنے کی لایا ہو تاکہ حضرتؐ کو ان کے سبب سے انس اور بشارت ہو۔

علاؤ الدین قونوی نے بعد ذکر مذکور کے لکھا ہے کہ اس میرے لکھنے سے یہ گمان نہ کریں کہ انبیا کا علاقہ بعد چلے جانے کے آسمانوں پر قبروں سے منقطع ہو گیا ہے بلکہ درمیان ان کی اور ان کی قبور کے علاقہ خاصہ مستمرہ غیر منقطع ایسا ثابت ہے اور مکانوں سے (دوسری جگہوں سے) وہ ایک ثابت نہیں۔ اسی طرح اور انبیا کی روح کا علاقہ ان کی قبروں کے ساتھ ہے کہ اس کے سبب سے زیارت کرنے والوں ان کی قبروں کو پہنچانتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں اس دلیل سے کہ زیارت کرنا قبروں کا ہر وقت مستحب ہے اور اس مقدمہ میں بہت سی حدیثیں لایا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ تمام حدیثیں دلالت رکھتی ہیں اس بات پر کہ مردوں کو آواز زندوں کی سنتی ہے حال بھی دریافت زندوں کا ہوتا ہے اور وہ حیات سے علاقہ رکھتے ہیں پس وہ تمام مونز زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی شہید کی حیات کامل ہے اور شہدا کی حیات سے انبیا کی حیات کامل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال :۔ اگر کوئی کہے کہ رسول علیہ السلام کے حیات ہونے قبر میں جو اس حدیث کو لائے ہیں

یعنی جو کوئی سلام کرے مجھ کو تو اللہ تعالیٰ میری روح کو بھیجتا ہے میرے پاس تو اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ سو اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت ؐ کی روح آسمان پر ہے اور وجود قبر میں۔

جواب:۔ جذب القلوب میں اس کے کئی جواب لکھے ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ مراد رد کرنے روح سے یہ نہیں ہے کہ آسمان سے ان کی روح کو لاکر ان کے بدن میں ڈالتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضرت کی روح قبر میں بھی متوجہ اور مشغول خدا کی مشاہدہ اور ملاحظہ ملا اعلیٰ میں ہے پس جبکہ کوئی حضرت کو سلام کرتا ہے تو آپ کی روح مبارک اس طرف سے اس سلام کرنے والے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس سلام کا جواب دیتی ہے۔

سوال:۔ اگر کوئی کہے کہ انبیا کا نماز پڑھنا قبر اور شب معراج میں حضرت کے ساتھ اور تلبیہ کا کہنا یونس ؑ اور موسیٰ ؑ کا حج کے دنوں میں کہ رسول علیہ السلام نے ان کو دیکھا تھا عالم مثال میں یہ کیا سبب ہے حالانکہ نماز تمام عبادت اعمال دنیا سے ہیں جو کہ گھر تکلیف اور امتحان کا ہے اور دار آخرت میں کوئی تکلیف اور امر ہی نہیں ہے کیونکہ دنیا تو اعمال کا گھر ہے اور آخرت اس اعمال کے بدلوں کا گھر ہے پس بدلوں کے گھر میں اعمال کی کیا حاجت اور کیوں تکلیف۔

جواب: جذب القلوب میں اس کے کئی جواب لکھے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ نماز سے مراد اس جگہ ذکر اور دعا کے ہیں اور یہ ذکر اور دعا اعمال آخرت سے ہیں۔

دوسرے یہ کہ انبیا افضل ہیں شہیدوں سے اور شہید زندہ ہیں خدا کے نزدیک انبیا کی زندگی ان سے زیادہ کامل ہے پس اگر حج اور نماز کریں تو بعید نہیں۔

تیسرے:۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی زمانہ حضرت ؐ کو دکھایا تھا اور

بعضے علماء اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ عالم برزخ میں احکام دنیا کا جاری ہونا ثابت ہے اور یہ عالم منافی زیادتی اعمال اور زیادتی اجر کا نہیں اور انقطاع اعمال کا تو مخصوص ہے اور آخرت کو اور پھر آخرت کے روز بھی امتحان اور تکلیف کے اعمال منقطع ہیں۔ اور اگر عمل بے ثبوت تکلیف اور مجاہدہ کے ہو جیسے لذت ذکر مولیٰ اور خضوع اور محبت کے طور پر تو یہ مانع نہیں جیسے حدیث میں آیا ہے کہ حضرتؐ شفاعت کے وقت سجدہ میں جائیں گے اور سجدہ عبادت اور عمل ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

مشکل کے وقت انبیا اولیا سے مدد مانگنے کے ذکر میں

جان اے عزیز مدد مانگنا مزارات اولیا اللہ پر جاکر یا بغیر مزاروں کے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کی روح سے جائز ہے نزدیک فرقہ اہل سنت اور جماعت کے اور منکر امداد اولیا اللہ کے معتزلہ ہیں یا خارجی اور وہ جو بعض فقہا اہل سنت نے انکی امداد کا انکار کیا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں سو ان پر اثر صحبت معتزلہ کا اور ان کی کتابوں کا ہو گیا ہے کیونکہ زمانہ خلفائے بنی عباس میں اکثر خلیفہ معتزلہ مذہب ہو گئے تھے اس سبب سے اکثر فقہائے بھی مذہب ان کا اختیار کیا تھا اور منکر سماعت موتے اور امداد انبیا اولیاء کے اور ان کی کرامات کے ہو گئے تھے اور قرآن کو مخلوق بتاتے تھے سو ان کی صحبت اور ان کی کتابوں کی صحبت سے اکثر فقہائے اہل سنت پر بھی اثر ہو گیا تھا اور بعضے مسائل میں ان کے شک ہو گئے تھے پس ان میں بعضوں نے تو مطلق انکار مدد اولیا اللہ اور انبیاؤں کا کیا یعنی کہنے لگے کہ انبیاء اولیاء سے مدد مانگنا درست نہیں اور بعضوں نے یہ مذہب اختیار کیا کہ انبیاء سے مدد مانگنا درست ہے اور اولیاء سے

درست نہیں جیسے کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث محقق دہلوی نے لکھا ہے کہ اکثر فقہا غیر قبر انبیا علیہم السلام سے مدد مانگنا درست نہیں جانتے ہیں لاکن (لیکن) بعضے فقہا اور جمہور صوفیہ ثابت اور موثر جانتے ہیں اور اسی طرح کشف الغطا میں شیخ اسلام نے لکھا ہے کہ قبر غیر سے بھی اور انبیاء سے بھی مدد مانگنا مختلف فیہ ہے لاکن (لیکن) جواب اہل سنت نے یوں دیا ہے کہ اکثر فقہا کہ مذہب معتزلہ رکھتے تھے اور سماعت موتی کے منکر تھے وہی منکر مدد کے بھی تھے یعنی وہ کہتے بھی تھے کہ میت کو زندہ کی آواز نہیں سنتی پھر وہ کیا مدد کرے گا اور بعضوں کو ان کی صحبت کا اثر ہو گیا تھا تو کئی مسئلوں میں ان کی متابعت اختیار کر کے اپنی کتابوں میں مدد مانگنے وغیرہ کے سلسلے میں انکار لکھ گئے ورنہ اصل مذہب اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ انبیاء اور اولیا کی قبروں سے مدد مانگنا درست ہے اور فیض ہونا ان کی مزاروں سے مشہور اور ظاہر ماہر ہے پس جو فقہ والے مردے کے سننے کے قائل نہیں وہی مدد کے قائل نہیں اور جو سننے کے منکر ہیں وہ مدد کے بھی منکر ہیں پس کشف الغطا اور کلام شیخ عبد الحق سے یہ ثابت ہوا کہ اکثر فقہاء کہ منکر مدد غیر انبیا کے ہیں ان کے نزدیک بھی مدد انبیا کی قبروں سے جائز ہے اب اختلاف رہا تو اولیاء کی قبروں سے مدد کا۔ سلف علماء بھی قبور انبیاء سے تو مدد مانگتے تھے اور روا جانتے تھے اب دلیلیں انبیا اولیا سے ان کی قبروں پر جا کر مدد مانگنے کی لکھی جاتی ہیں۔

انبیا کے مزارات سے مدد مانگنے اور خدا کی جناب میں انکا وسیلہ پکڑنے کے دلائل

جذب القلوب میں شیخ عبد الحق محقق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ وسیلہ اور شفیع پکڑنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کے نام کا اور مرتبہ کا ذریعہ سمجھ کر خدا کی جناب میں فریاد کرنا فعل انبیا اور مرسلین اور سلف

اور خلف صالحین کا ہے یعنی حضرت کے پیدا ہونے کے اول بھی جبکہ روح پاک ان کی وجود میں نہیں آئی تھی اور حضرت دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے تب بھی ابنیا اور صالحین نے ان کی روح پاک کو خدا کی جناب میں وسیلہ پکڑا تھا اور جبکہ دنیا میں تشریف لائے اور اس عالم میں جبتک تشریف رکھی تب بھی وسیلہ پکڑا اور جبکہ اس عالم سے تشریف لے گئے تب بھی وسیلہ پکڑتے ہیں اور قیامت کو بھی ان کا وسیلہ پکڑیں گے کہ اس وقت تمام ابنیا اور اولوالعزم کو مجال بولنے کی اور تاب دم مارنے کی نہ ہوگی۔ پس رسول علیہ السلام تمام اولین اور آخرین کی شفاعت کریں گے۔

اب ان چاروں مقاموں میں وسیلہ اور شفیع رسول علیہ السلام پکڑتے کی دلیلیں ثابت کرتا ہوں

اما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے جو حضور کا ابنیا وغیرہ سے وسیلہ پکڑا اس کی دلیل یہ ہیں

حضرت عمر ابن الخطابؓ یہ حدیث روایت کرتے ہیں اور علماء محدثین نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جبکہ آدم علیہ السلام سے وہ گندم کی خطا ہوئی تو اس کے معاف ہونے کے واسطے خدا سے آدمؑ نے یہ دعا کی تھی یا رب اسئلک بحق محمد ان تغفرلی (بیہقی ج ۱ص ۱۴۲)
یعنی اے رب میرا سوال کرتا ہوں میں تجھ سے طفیل محمد علیہ السلام کے یہ کہ تو مجھ کو بخشدے۔ حکم خدا ہوا اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر پہچانا وہ تو اب تک پیدا ہی نہیں ہوا ہے عرض کیا الٰہی تو خوب جانتا ہے جبکہ مجھ کو تو نے ید قدرت سے پیدا کیا تھا اور جان میرے بدن میں ڈالی تھی اس وقت میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش عظیم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اس وقت میں نے جان لیا تھا کہ یہ ایک بندہ خدا کا محبوب اور مقرب زیادہ ہے اس وقت حکم

ہوا اے آدم تو نے جو میرے اس محبوب کا وسیلہ پکڑا تو ہم نے تیرا گناہ بخش دیا اے آدم اگر میں محمدؐ کو پیدا نہ کرتا تو تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا اور بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی تقصیر معاف کرنے کے لیے یہ کلمہ لکھا ہے اور فرماتا تھا کہ اگر تو یہ کلمہ کہے گا تو ہم تیری تقصیر معاف کر دیں گے پھر آدم علیہ السلام نے وہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ کو بخشدیا وہ کلمہ یہ ہے۔

الٰہی بحرمت محمد والہ اغفرلی۔ یعنی الٰہی بحرمت محمدؐ اور آل اس کی کہ بخشدے مجھ کو اور سبکیؒ نے لکھا ہے کہ جبکہ وسیلہ اعمال نیک کا باوجود اس کے کہ فعل انسان کا ہے اور فعل انسان کا ناقص ہوتا ہے تو پھر شفیع پکڑنا اور وسیلہ لینا رسول علیہ السلام کا جائز ہوا اور مقبول اور مستجاب ہوا خدا کی درگاہ میں کہ محب اور محبوب خدا کے ہیں بطریق اولیٰ جائز ہے اسی واسطے علمائے کاملین نے حضرت کا وسیلہ پکڑا اور یہ قصیدہ تصنیف کرکے پڑھنا شروع کیا۔

یا اکرم الرسل مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

یعنی اے بہت بڑے بزرگ پیغمبروں کے نہیں ہے میرے واسطے کوئی ایسا کہ میں اس کی پناہ کراوٹ (سہارا) پکڑوں سوائے تیرے بوقت آنے عام حادثوں اور بلاؤں کے۔

اما وسیلہ اور ذریعہ بعد پیدا ہوتے حضورؐ کے اور ان کی زندگی میں ان کے روبرو جو خدا کی جناب میں پکڑتے ہیں اس کی دلیلیں یہ ہیں۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضورؐ کی زندگی کے زمانے ایک شخص اندھا دونوں آنکھوں سے حضورؐ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرو میرے حق میں جو اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو شفا دے۔ فرمایا

اگر تو آنکھوں کی بینائی چاہتا ہے جو تیرے واسطے دعا کروں جو تیری آنکھیں کھل جاویں اور اگر عافیت کا اجر چاہے تو صبر کر کہ وہ اچھا ہے تیرے واسطے اس نے کہا آپ دعا کریں جو میں بینا ہو جاؤں فرمایا اٹھ وضو کر اور یہ دعا پڑھ

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھٰذہٖ لتقضی لی اللھم شفعہ فی۔ (ابن ماجہ ص ۹۹) پھر اس نے اسی طرح کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں کھول دی اور اچھا ہو کر اپنے گھر گیا امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے بیہقی نے اس کو صحیح لکھا ہے اور یہ عبارت اس حدیث میں بیہقی نے زیادہ روایت کری ہے کہ فقام وقد ابصر وفی روایۃ ففعل الرجل فبرا۔ یعنی پھر کھڑا ہوا وہ شخص اور اچھا ہو کر آنکھوں سے دیکھتا ہوا چلا گیا اور ایک روایت ہے کہ پھر وہ فعل کیا اس مرد نے اور اچھا ہو گیا۔

فقرات میں حضرت عبید اللہ احرار نقشبندیؒ نے لکھا ہے کہ جس کسی شخص کو کچھ حاجت اور مشکل درپیش ہو تو اس کو لازم ہے کہ وضو کر کے اور بعد دوگانہ نفل پڑھ کر یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل دور کرتا ہے اور مراد اس کی حاصل ہوتی ہے اس حدیث کے سوائے اور بہت سی احادیث حضورؐ کا وسیلہ پکڑنے کے سلسلے میں اور حضورؐ سے مدد مانگنے اور اپنی حاجات طلب کرتے ہیں مثل فراخی رزق اور اولاد ہونے واسطے اور مینہ برسنے واسطے اور مثل اس کے بہت ہیں۔

اما وسیلہ اور ذریعہ پکڑنا حضرت کا حضورؐ کی وفات کے بعد ان سے مدد مانگنا اور ان سے مراد چاہنا بہت سی روایات اور حدیثوں سے ثابت ہے جیسے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں عثمان بن حنیف سے روایت کری ہے کہ وہ روبرو میرے کہتا تھا کہ ایک شخص عثمان بن عفانؓ سے اپنی حاجت

رکھتا تھا مگر حضرت عثمانؓ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور وہ مراد اس کی پوری نہیں کرتے تھے وہ شخص میرے پاس آیا اور اس کا علاج پوچھا میں نے اس کو یہ ترکیب بتائی کہ وضو کر کے دو رکعت نماز کے یہ دعا بعد سلام کے پڑھ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبینا محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھل التقضی لی اللھم شفعہ فی

پھر اپنی حاجت کہہ وہ شخص گیا اور اسی طرح کیا اور یہ کر کے پھر حضرت امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے پاس گیا دربان نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمانؓ کے پاس لایا انھوں نے اس کو اپنے خاص فراش پر بیٹھا لیا اور حاجت پوچھ کر روا کری اور فرمایا کہ اگر کچھ تمکو حاجت پڑے تو کہنا میں تمہاری حاجت روا کروں گا وہ شخص خوش ہو کر میرے پاس آیا اور کہا جزاک اللہ خیرہ تم نے کچھ سفارش میری حضرت عثمانؓ کے پاس کری تھی جو میرے ساتھ انھوں نے یہ سلوک کیا پہلے تو وہ میری طرف التفات کبھی نہیں کرتے تھے۔ میں نے کہا واللہ میں نے کبھی تیرے واسطے ان کو نہیں کہا مگر انہوں نے جو تجھ پر شفقت کری اس کا یہی سبب تھا جو تجھ کو میں نے ترکیب بتائی تھی اور تو نے وہ کری کیونکہ میں نے یہ ترکیب رسول علیہ السلام سے سنی اور سیکھی تھی پھر وہ قصہ اس اندھے کے آنے کا اور رسول علیہ السلام کے اس دعا کے بتانے کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ اس دن سے میں نے جانا کہ رسول علیہ السلام کا وسیلہ پکڑ کے خدا کی جناب میں التجا اور دعا کرنا سبب حصول مرادات کا ہے۔

شفا میں قاضی عیاض مالکیؒ نے لکھا ہے کہ ایک روز مسجد نبوی میں امام مالکؒ اور خلیفہ ابو جعفر عباسی بیٹھے تھے اور ان کے آپس میں مناظرہ ہو رہا تھا اس درمیان میں خلیفہ ابوجعفر اونچا بولنے لگا امام مالکؒ نے کہا اے امیر المومنین مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بلند آواز سے

بولتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاس ہے اور خدا نے منع کیا ہے
قولہ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایۃ یعنی اپنی آواز
مت کرو اوپر آواز رسول علیہ السلام کے اور دوسروں کی شان اور تعریف
میں فرماتا ہے قولہ تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول
اللہ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ
یعنی جو لوگ کہ بند کرتے ہیں اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے پاس وہ لوگ
ایسے ہیں کہ امتحان کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے دل کا واسطے تقویٰ کے تو اب
تو سن کہ حرمت اور ادب رسول اللہ کا بعد موت کے مثل حرمت اور
ادب ان کی کے ہے بیچ حیات کے یہ بات سن کر خلیفہ رو پڑے اور عاجزی
کرنے لگا اور امام مالکؒ سے پوچھا اے ابا عبداللہ دعا کے وقت توجہ
قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا رسول اللہ کی طرف منہ کر کے دعا
مانگوں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ کیوں پھیرتا ہے وہ تو تیرا
وسیلہ ہیں اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کے وسیلہ ہیں خدا کے نزدیک حضورؐ
کی طرف منہ کر کے طلب شفاعت کی کر جو تیرے شفیع ہو دیں۔ اور پھر جذب
القلوب میں لکھا ہے کہ ہم نے باب آداب زیارت اور استحباب استقبال
رسول علیہ السلام وسیلہ اور طلب شفاعت کا بیان بہت لکھا ہے۔

قبر فاطمہ بنت اسد حضرت علیؓ کے ماں کے ذکر میں

لکھا ہے کہ رسول علیہ السلام اس کی قبر میں بڑ گئے (داخل ہو گئے) اور یہ
دعا پڑھی کہ اللھم اغفر لھا بحقی وبحق جمیع الانبیاء من قبلی
ایک روایت میں ہے کہ کہا اللھم اغفر لھا بحق نبیک والانبیا
الذین من قبلی۔
چنانچہ یہ ذکر پھر آگے آوے گا۔ پس اس حدیث سے دو دلیل ثابت

ہوئی۔

اول: وسیلہ پکڑنا حضورؐ کا حالتِ حیات میں۔

دوم: وسیلہ پکڑنا پیغمبروں کا حالتِ وفات کے بعد پس جبکہ اور انبیاء کا بعد وفات کے وسیلہ پکڑنا روا ہوا تو حضورؐ کا بطریق اولی جائز ہوا پس بدلیل اس حدیث کے اگر اولیاء اللہ کا بھی بعد وفات ان کے وسیلہ پکڑیں تو ڈر نہیں۔

ابن ابی شیبہ صحیح سند سے لائے ہیں کہ زمانہ عمر خطابؓ میں قحط سالی ہوگئی تھی ایک شخص حضرتؐ کی قبر پر آیا اور کہا یا رسول اللہ استسق لامتك فانهم قد هلكوا۔ یعنی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مینہ کی دعا مانگو اللہ تعالی سے آپ کی امت کے واسطے کہ وہ ہلاک ہوگئی اس شخص نے حضورؐ کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا اے شخص جا عمرؓ کو بشارت دے کہ مینہ برسے گا پھر برسا اور اس طرح کا توسل طلب دعا کا ہے حضورؐ سے دعا کی جناب میں جیسے کہ حالت حیات میں تھا اور ابن جوزیؒ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں قحط سالی ہوئی بعد وفات رسولؐ کے اہل مدینہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اب کیا حیلہ کریں خلق مدینہ قحط سالی سے مرتی ہے اور یہ بھی بی بی نے کہا کہ انظروا الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا فیہ کوًا الی السماء حتی لا یکون بینه وبین السماء سقف

یعنی نظر کرو اور دیکھو تم قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر کر دو ایک سوراخ حضرتؐ کے قبر مبارک کی چھت کے ایسا کہ نہ رہے آسمان اور آپ کی قبر میں چھت اور پردہ لوگوں نے ویسا ہی کیا تو بہت مینہ برسا جذب القلوب میں بعد اس حدیث کے لکھا ہے کہ امر کرنا بی بی صاحبہ کا واسطے کھول دینے چھت کے ایک مرتبہ ہے واضح یہ ہے کہ جب فتح باب مطلوب کا دعا و سوال حضرتؐ کے ہے درگاہ رب العزت سے

چوتھا وسیلہ اور ذریعہ پکڑنا حضرت کا روز قیامت سو وہ تو مشہور اور معروف ہے اور اس مقدمہ میں بہت سی احادیث اور روایات آئی ہیں کہ قیامت کے روز حضرت ﷺ تمام گنہگاروں کی شفاعت کروائیں گے اور لوگ ان کی خدمت میں جاکر شفاعت واسطے عرض کریں گے۔ حاجت لکھنے کی نہیں ہے اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اور ان کا وسیلہ پکڑنا بھی حدیثاں سے اور روایات سے ثابت ہے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب ؓ جب تک نماز استسقاء پڑھتے یعنی مینہ برسنے واسطے پڑھتے تو دعا میں حضرت عباس ؓ کا وسیلہ پکڑتے جیسے کہ حدیث ہے۔ عَنْ اَنَسِ ابنِ مالکؓ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ عُمَرَ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا قُحِطُوا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا ﷺ فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا ﷺ فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ۔

یعنی بخاری نے روایت کری انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق حضرت عمر بیٹے خطاب ؓ کے جس وقت کال پڑا مدینہ منورہ میں استسقا کرتے تھے ساتھ عباس ؓ بن عبد المطلب کے اس طرح کے یعنی نماز استسقا میں اس طرح دعا مانگتے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَاسْقِنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا۔ کہا انس ؓ نے پھر مینہ برستا تھا۔

فائدہ: یعنی جب کہ مدینہ منورہ میں قحط سالی ہوئی اور مینہ نہیں برسا تو حضرت عمر بن الخطاب ؓ نماز استسقا پڑھتے مینہ برسنے واسطے اور حضرت عباس ؓ کا وسیلہ دعا میں مانگتے اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ یا الٰہی ہم لوگ پہلے تو حضرت رسول علیہ السلام کے زمانہ زندگی میں وسیلہ ڈھونڈتے تھے رسول علیہ السلام کا مینہ برسنے واسطے تو مینہ برستا تھا اور اب ہم وسیلہ پکڑتے ہیں ان کے چچا حضرت ابن عبا کا سو توان کی برکت سے مینہ برسا دے حضرت انس ؓ فرماتے تھے کہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ مینہ خوب برساتا تھا۔

فائدہ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے

اوّل: پیغمبروں کا وسیلہ دعا میں خدا کی جناب میں پکڑنا دعاؤں میں ہر مشکل کے وقت۔

دوم: یہ دونوں حدیثیں دلیل ہیں پیغمبروں کو خدا کی جناب میں وسیلہ پکڑنے کی۔ یعنی دعا میں یوں کہنا کہ الٰہی فلانے پیغمبر کے ذریعہ اور وسیلہ سے یا بحرمت اس کے یا بطفیل اس کے یا صدقہ میں اس کے میری یہ مشکل آسان کر تو اس طرح کہنا درست ہے۔ کیونکہ اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین نے اس طرح دعائیں مانگی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ دعا کے ان کا مقصود حاصل کر دیا۔

اے عزیز ایک تو ذریعہ اور وسیلہ ہوتا ہے اور ایک مدد ہوتی ہے توسل اور ذریعہ تو اس کو کہتے ہیں کہ کوئی یوں کہے کہ الٰہی فلانے پیغمبر اور ولی کے وسیلہ سے میرا یہ کام حاصل کر دے اور میری یہ مشکل آسان کر اور مدد اور عون وہ ہوتی ہے کہ کوئی یوں کہے کہ اے فلانے پیغمبر یا ولی خدا کے واسطے تو میری مدد کر، ذریعہ اور توسل میں تو فاعل خدا ہوتا ہے اور مدد اور عون میں اگرچہ فاعل حقیقی تو خدا ہی ہے بموجب اس کے قم باذنی وقم باذن اللہ ہر دو یک نغمہ الست از لب یار لاکن (لیکن) ایک نوع کا فاعل وہ پیغمبر اور ولی ہوتا ہے پس یہ دونوں طور شریعت میں درست ہیں از روئے جواز اور وقوع کے چنانچہ پیغمبروں کا ذریعہ اور وسیلہ پکڑنا تو ان دونوں حدیثوں مذکور سے ثابت ہو گیا ہے جیسے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرتؐ کی قبر کے ذریعہ سے دعا مانگنا اور مینہ برسانا چاہا تھا اور برسا۔

مدد اور عون کا چاہنا انبیا سے بھی اور حدیث سے بھی ثابت ہے مشکوٰۃ میں لکھا ہے عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ اَنَّ رَجُلًا ضَرِیْرَ الْبَصَرِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ

يُعافِيَنِي فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔ یعنی عثمان بن حنیفؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد آنکھوں سے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۹) نابینا رسول علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ میری آنکھیں اچھی ہونے کی دعا کرو تاکہ مجھ کو آرام ہو فرمایا اگر تو چاہے تو تیری آنکھیں اچھی ہونے واسطے دعا کروں اور اگر تیری مرضی ہو صبر کر اس اندھار منے پر کہ وہ اچھا ہے تیرے واسطے کہا یارسول اللہؐ دعا کرو میری آنکھیں اچھی ہو جاویں۔ پھر حضرت نے اس کے واسطے دعا کری پھر امر کیا اس کو کہ یوں کر اول تو، تو وضو کر اور پھر یہ دعا پڑھ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (ترمذی ملت) یعنی یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف بحرمت اور بذریعہ محمد علیہ السلام کے جو کہ نبی تیری رحمت والے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں متوجہ ہوں تیری طرف ساتھ اپنے رب کے بیچ اس حاجت روا ہونے میری کی جو پوری ہوے اس جگہ اپنی حاجت اور مشکل کا نام لے پھر کہہ یا اللہ پھر شفیع کر اس محمدؐ کو بیچ حق میری کے پھر اس شخص نے اسی طرح کہا اور یہ دعا مانگی اللہ نے اس کی آنکھ کھول دی۔

فائدہ احمد بن محمد صوفی کہتا ہے کہ مدت تین مہینوں تک میں جنگل میں پھرتا رہا اور میرے بدن کا تمام چمڑا پھٹ گیا پھر مدینہ

منورہ میں آیا حضرتؐ اور حضرت کے دونوں یاروں کو سلام کیا۔ رسولؐ نے مجھ کو فرمایا اے احمد کیا حال ہے تیرا میں نے کہا انا جائع وانا فی ضیافتک یا رسول اللہ یعنی میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں فرمایا ہاتھ کھول میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو کئی درم مجھ کو دی جبکہ میری آنکھ کھلی وہ درم میرے ہاتھ میں تھے میں اٹھ کر بازار میں گیا اور ان کا فالودہ اور طعام خرید کر کھایا اور پھر جنگل میں چلا گیا۔ ایسی ایسی حکایات بہت سی ہیں کہ اولیا اللہ نے اپنا حال بیان اس میں کیا ہے جو رسول علیہ السلام نے ان پر عنایت کی ہیں غرضیکہ بعد ان حکایات کے شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ رسول علیہ السلام کی مدد جو ان چاروں مقامات مذکور میں ہم نے بیان کی۔

اول :۔ تو عالم مثال میں حضرت کے پیدا ہونے سے پہلے کی۔

دوم :۔ حضرت کے پیدا ہونے سے حضرت کی وفات تک۔

سوم : حضرت کی وفات سے حشر تک۔

چہارم :۔ قیامت کے دن کی۔ روایات صحیحہ اور دلیل مضبوط سے اس کو ثابت کیا سوان چاروں میں سے پہلے مقام کی مدد اور توسل تو۔ جو کہ حضرتؐ کے پیدا ہونے سے پہلے کی تھی خاصہ حضرتؐ کا تھا۔ یہ درجہ کسی اور انبیا اور اولیا کو نہ ملا اور کوئی ان میں سے اس درجہ میں شریک نہیں بدلیل اس کے کہ کوئی نص اس مقدمہ میں اوروں کے حق میں نہیں آئی۔

اما توسل اور مدد حالت حیات میں اور بعد ممات کے اور روز حشر کو ان تینوں مقاموں میں یہ خاص حضرتؐ واسطے نہیں ہے بلکہ آپ کے طفیل بعض حضرتؐ کی امت کے اولیا اللہ کو اور آل اصحاب حضرتؐ کو بھی بسبب متابعت حضرتؐ کے یہ رتبہ ملا ہے کہ ان تینوں حالت مذکور میں مدد کرتے ہیں اور مشکلات حاجت والوں کی روا کرتے ہیں چنانچہ بہت سی حدیثوں

اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے اور ثبوت کرامات وتصرف ان کا بعد ممات کے ظاہر وباہر ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کا وسیلہ پکڑ کر مینہ واسطے دعا کری تھی پھر مینہ برسا تھا اور کسی علما اہل سنت وجماعت کو اس میں اختلاف نہیں ہے اور اس طرح توسل اور استمداد بوسیلہ شفاعت روز آخرت کو انبیا اور صالحین امت سے جائز ہے جیسے کہ عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے لیکن تبرک اور توسل عالم برزخ میں قبروں پر جا کر غیر حضرت رسول علیہ السلام اور انبیا اولیا اللہ سے اس میں تردد ہے لیکن ظاہر میں جائز اور سوائے انبیا کے اور اولیا اللہ سے جائز ہے بدلیل اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں اور متابعت رسول علیہ السلام کے حاصل کری ہے۔ فیجوز التوسل بہم یعنی پھر جائز ہے وسیلہ پکڑنا ان کے ساتھ البتہ بعض فقہا اس کا انکار کرتے ہیں ولکن الحق حق لیکن حق ہے سو حق رہی ہے ان کے انکار کا کچھ نہیں چلتا کیونکہ بہت سی کتاب معتبرہ مشائخ کبار میں ان کی امداد اور توسل کا بیان لکھا ہے۔

سوال:۔ اگر کوئی کہے کہ سوائے انبیا کے کسی اور کے حق میں معصومیت اور ایمان جانا اور حاصل ہونا قرب الٰہی کا معلوم اور متیقن نہیں پھر کیونکر اس سے مدد چاہیں اور اس کا وسیلہ پکڑیں۔

جواب:۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کے امداد اور توسل ظاہر کر رکھی ہے حاجت یقینی اور غیر یقینی کی نہیں کیونکہ ایک تو امکان اور ایک وقوع۔ امکان تو سکنے کو کہتے ہیں یعنی یہ بات ہو سکتی ہے اور وقوع وہ ہوتا ہے کہ ہو گئی سو اولیا اللہ ہزاروں مردان خدا سے کرامتیں اور تصرفات حالت زندگی میں بھی اور بعد ممات ان کے مزاروں سے بھی ظاہر ہو گئے ہیں مدد ان کی مدد مانگنے والوں کو پہونچی ہے جیسے کہ لکھا ہے مفصل مشائخ کبار کی کتابوں میں۔

بیت

جو منکر اولیا کے فیض کا ہے　　حرامی ہے وہ نطفہ حیض کا ہے

فائدہ اے عزیز شیخ عبد الحقؒ نے جو جاذب القلوب میں لکھا ہے کہ رسول علیہ السلام کی مدد ان چار و مقام میں ہوئی اور آپؐ کا توسل بھی کیا ہے اور غیران کے اور انبیا اور اولیا سے پہلے مقام میں یعنی پیدا ہونے کے اول انھوں کی روحوں سے مدد پہونچا اور مانگنا اور توسل ان کا پکڑنا ثابت نہیں کیونکہ اس میں کوئی نص اور دلیل ثابت نہیں ہوئی۔

جواب یہ ہے کہ عجب نہیں کہ حضرتؐ کی امت کے اولیاء اللہ کی ارواحوں سے بھی قبل پیدا ہونے اس دنیا میں امداد پہونچی ہو اور اس کی دلیلیں بھی بہت سی ہیں جیسے مدد کو حضرتؐ علیؓ کی روح کا سلمان فارسی واسطے دشت ازلی میں اور سوائے اس کے اور بزرگوں کی روحوں کا حال آگے آتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے اور انکا ذریعہ اور توسل ڈھونڈنے کی دلیلیں

اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے یٰایُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ یعنی اے مومنوں ڈرو اللہ سے اور اس کی جناب میں وسیلہ پکڑو۔ وسیلہ کئی طرح کا ہوتا ہے از انجملہ ایک وسیلہ پکڑنا یہ بھی ہے کہ دعا کے وقت اپنے پیروں مرشدوں اور اولیاء کے ذریعہ مانگے یعنی یوں کہے کہ الٰہی بطفیل اس بزرگ کے میری یہ دعا قبول کر تو اللہ تعالی جلدی اس کی دعا قبول کرتا ہے اس واسطے حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر دعا خدا سے مانگے تو اول آخر رسول علیہ السلام پر درود پڑھ کر مانگے کہ وہ دعا قبول ہوتی ہے کس واسطے کہ خدا کے حبیب کا نام اول آخر آیا اور ان پر درود پڑھی۔ ذریعہ نبی کا اس میں ڈھونڈا اور اسی واسطے مرقعہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ نے کہ اگر دعا مانگے تو اول

اپنے مرشد سے مانگے پھر خدا سے مانگے تو وہ دعا قبول ہو اور مرقعہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی کا پانو جگہ سے ڈگجائے اور خوف چوٹ لگنے کا ہو تو جو شخص کہ اس کا زیادہ دوست ہو اس کا نام لے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا پانو جگہ سے ڈگ گیا تھا تو اس وقت کہا تھا یا محمدؐ سو پانو ڈگنے سے رہ گیا تھا۔ اسی وقت حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کا ذریعہ دعا استسقا میں پکڑتے تھے یہ ذکر تو ذریعہ پکڑنے اولیا کا خدا کی جناب میں تھا۔

اولیاء اللہ کی قبروں سے مدد مانگنے کے دلائل

اولیاء اللہ کی قبروں سے مدد مانگنے کے دلائل یہ ہیں کہ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ قبر حضرت امام موسیٰ کاظم کے واسطے اجابت دعا کی تریاق اعظم ہے اور مجربات سے ہے۔

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جس شخص سے حالت زندگی میں دعا اور مدد مانگی جاوے بعد موت کے بھی اس سے دعا مدد مانگنا درست ہے۔

قواعد الایمان میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اگر کوئی خدا سے دعا مانگے اس طرح سے کہ الٰہی بحرمت فلانے نبی یا فلانے ولی کے میری حاجت روا کر تو درست ہے کیونکہ حدیث میں دعاء استسقا میں آیا ہے کہ بحرمت الشہر الحرام والمشعر العظام وقبر نبیک علیہ السلام اور حصن حصین میں صحیح بخاری سے اور دوسری کتابوں سے لکھا ہے دعا میں وسیلہ انبیا اور اولیا اور صلحا کا جائز ہے اور مستحب ہے۔

سوال:۔ فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے کہ ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ دعا میں بحق فلا کہنا مکروہ ہے کیونکہ خدا پر کسی مخلوق کا حق نہیں ہے سو موجب اس روایت کے دعا میں ایسا کہنا منع ہے۔

جواب:۔ ابو الفضل والے اس قول کی سند نہیں ہے کس واسطے کہ

بہت سی آیات اور حدیثوں کے مخالف اس نے یہ مسئلہ کہا ہے کیونکہ خود
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی حق ہے
ہمارے پر فتح دینا مومناں کو اور جذب القلوب میں شیخ عبدالحق
محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ جبکہ فاطمہ اسد کی بیٹی یعنی حضرت علیؓ کی ما فوت
ہوئی رسول علیہ السلام اس کے واسطے دعا مانگتے تھے اللھم اغفر لھا
بحقی وبحق جمیع الانبیاء من قبلی یعنی یاالٰہی بخش اس کو
ساتھ حق میرے کے جو تجھ پر ہے اور ساتھ حق اور تمام انبیاؤں کے
جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی اکثر تصنیفات میں لکھا ہے کہ قبر
انبیا اور اولیا سے مدد مانگنا درست ہے۔

تفسیر عزیزی میں مولوی شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے سورہ انشقت
کے معنوں میں لکھا ہے کہ بعض خاص اولیا اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک آلت
سبب کامل کرنے آدمیوں کا کیا ہے اور ان کی قبروں کو فیض کا چشمہ کیا ہے
اور ان کی قبروں سے اس بیت کی آواز آتی ہے۔

بیت

مرا زندہ پندار چوں خویشتن — من آیم بجاں گر تو آئی بتن
مجھے اپنی ہی طرح زندہ سمجھو — تم اگر جسم سے آتے ہو تو میں جان سے آتا ہوں

پس اس طرح کی مدد علما اہل سنت جائز کہتے ہیں اور کسی طرح کا شرک
اس میں نہیں ہے اور جو شخص کے اس طرح کی مدد کو شرک بتاوے اس
نے زیادتی کری۔

فایدہ اے عزیز اولیا اللہ کو مردہ نہ جان وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں
اور زیارت کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں
اور ان کے زندہ ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دی ہے قولہ تعالیٰ
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ

______ وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ یعنی اللہ کی راہ میں جو قتل ہوئے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو ان کے زندہ ہونے کا شعور نہیں۔

سوال:۔ اگر کوئی کہے کہ یہ آیت تو شہیدوں کے حق میں ہے اولیا اللہ کے حق میں نہیں۔

جواب:۔ اس کا یہ ہے کہ شہید دو طرح کے ہوتے ہیں ایک شہید ظاہری اور ایک باطنی۔ ظاہری جو تلوار وغیرہ ہتھیاروں سے قتل ہوئے جہاد اصغر میں اور باطنی وہ جو تلوارِ محبت اور عشق خدا سے قتل ہوئے کہ جنکو شہید محبت کہتے ہیں پس یہ آیت مذکور دونوں شہیدوں کے حق میں ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَوَاللّٰہِ مَا دَخَلْتُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِّنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ (مشکوٰۃ حدیث ۱۶۶۹) یعنی امام احمد بن حنبلؒ روایت کرتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جس وقت کہ دفن ہوئے حضرت عمر ابن الخطابؓ میرے حجرے میں پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں داخل ہوتی میں اس میرے حجرے میں مگر میں گھونگھٹ مکھ پر کرکے اور اپنے اوپر کپڑا ڈال کر شرماتی ہوئی حجرہ میں پڑتی (داخل) عمرؓ کی شرم سے۔

فائدہ یعنی جس وقت کہ رسول علیہ السلام فوت ہوئے اور میرے حجرے میں ان کو دفن کیا تو ہمیشہ حضرتؐ کی قبر مبارک پر جایا کرتی بے دھڑک اور بے پردہ پھر جبکہ میرے والد حضرت ابابکر صدیقؓ فوت ہوئے اور ان کو میرے حجرہ میں رسول علیہ السلام کے پاس دفن کیا تب بھی میں بے دھڑک اس حجرہ میں زیارت کے لئے جاتی اور جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کو میرے حجرہ میں دفن کیا تو اس دن کے بعد میں زیارت کو جاتی تو تھی مگر حضرت عمرؓ سے شرماتی ہوئی اور اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر اور گھونگھٹ نکال کر جاتی تھی پس اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا کہ اولیا

اللہ زندہ ہیں اپنی قبروں میں اس لئے ادب اور توقیر ان کا دنیا میں حالت زندگی میں تھا ویسا ہی بعد وفات کے کرنا چاہیئے۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قال علیہ السلام انّ اولیا اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دار الی دار یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ تحقیق اولیا اللہ نہیں مرتے ہیں بلکہ انتقال کرتے ہیں یعنی جاتے ہیں ایک گھر سے طرف دوسرے گھر کے اور انبیا اور پیغمبران کی زندگی کے باب میں تو بہت سی حدیثیں ہیں، از انجملہ یہ حدیث سیوطی نے اپنی کتاب شرح الصدور میں لکھی ہے۔ مترجم ص ۱۶۹ بحوالہ بیہقی

حدیث: قال علیہ السلام الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ سب پیغمبر زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور اولیا اللہ کی قبروں سے مدد مانگنا اور پہونچنا مدد ان کی زندوں کو مشکلوں اور حاجتوں کے وقت بہت سی روایتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے اگر ان تمام کو لکھوں تو کتاب بڑھ (طویل) ہو جائے گی۔

کتاب جذب القلوب میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے خوب بیان کیا ہے اور لکھا ہے قصہ ابن جلا اور ابن المتکدر کا بھی اس میں خوب مدد کے واسطے لکھا ہے اور ابن حجر مکی نے قلاید میں لکھا ہے کہ اعلم ان العلماء وذوی الحاجات یزورن قبر الامام الاعظم و یتوسلون عندہ فی قضاء حوائجھم و منھم الامام الشافعیؒ انہ قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیئ الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسألت اللہ عندہ فیقضی سریعاً (تاریخ بغداد ص ۱۲۳) یعنی جان کہ علما اور حاجت مند لوگ زیارت کرتے ہیں قبر امام ابو حنیفہؒ اور وسیلہ پکڑتے ہیں ان کی قبر کو بیچ ادا ہوتے حاجتوں اور

مشکلوں اپنی کے اور ان میں سے ایک امام شافعیؒ بھی ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ تبرک ڈھونڈ اور پکڑ ان میں امام ابو حنیفہؒ کو اور آیا میں طرف دو قبروں کے پھر جبکہ ہوتی کوئی حاجت مجھ کو پس پڑھتا ہیں دو رکعت اور سوال کرتا ہیں اللہ تعالیٰ سے ان کے پاس اس حاجت پر آنے کا پس پوری ہو جاتی وہ حاجت میری جلدی۔

مشکوٰۃ میں حدیث لکھی ہے کہ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام اذا انفلتت دابۃ احدکم فلیناد اعینونی یا عباد اللہ۔ یعنی جبکہ بھاگ جائے گھوڑا یا اونٹ وغیرہ چارپایہ ایک تمہارا پس لازم ہے اس کو یوں پکارے کہ اعینونی یا عباد اللہ یعنی مدد کرو تم اے بندو اللہ تعالیٰ کے اور مراد اس جگہ عباد اللہ سے یا فرشتے یا جنات یا رجال الغیب کے ہے اور مدد مانگنا ان سے موجب حدیث نوادر الاصول کے ثابت ہے۔

اور حصن حصین میں حدیث لکھی ہے کہ اذا اراد عونا فلیقل یا عبادَ اللہ اَعِینُونِی یا عبادَ اللہ اَعِینُونِی یا عبادَ اللہ اَعِینُونِی یعنی جبکہ کوئی ارادہ کرے مدد مانگنے کا پس اسکو چاہیئے تین مرتبہ یوں کہے یا عباد اللہ یا عباد اللہ یعنی اے بندو اللہ کے مدد کرو تم میری۔ اور ایک روایت میں یہ حدیث ان الفاظ میں آئی ہے۔ قال علیہ السلام من اراد عونا فلیقل اعینونی یا عباد اللہ الصالحین یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جو شخص کہ ارادہ کرے مدد مانگنے کا تو یوں کہے کہ مدد کرو تم بندو اللہ تعالیٰ کے نیکبختو۔ اور مرقعہ میں حضرت شیخ کلیم اللہ جہاناآبادی نے لکھا ہے کہ کنفال لینا درست ہے۔ شریعت میں اور اس کی ترکیب اس طرح لکھی ہے اور مرقعہ میں لکھا ہے جو کوئی دعا مانگنا چاہے حق تعالیٰ سے تو اول اپنے پیر و مرشد سے دعا مانگے پھر خدا سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام اذا تحیرتُم فی

الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے جبکہ حیران ہو تم اپنے کاموں میں پھر مدد مانگو تم قبر والوں سے۔

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنوں میں لکھا ہے کہ اولیا اللہ کو مظہر عون اور مدد حق تعالیٰ کا جان کر ایسی مدد مانگنا درست ہے۔ پس خاک ہے اس مردود فرقہ کے سر پر جو اولیا اللہ سے مدد مانگنے کا منکر ہے اور ایک طرف مولانا شاہ عبدالعزیز کو تابعینوں میں سے جانتے ہیں اور پھر مذہب اپنا برخلاف ان کے کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کسی اور سے مدد مانگنا مشکل کے وقت شرک ہے اور اس میں عام کر دیا ہے خواہ بھوت جن فرشتوں سے مدد مانگے خواہ اولیا اللہ انبیا سے مانگے سب شرک ہے سچ کہا ہے کسی نے۔

بیت

جو منکر اولیا کے فیض کا ہے　　　حرامی ہے وہ نطفہ حیض کا ہے

جب کوئی ان کو وہ حدیث حصن حصین والی سناتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس جگہ مراد اولیا اللہ مردوں سے نہیں ہے بلکہ فرشتوں سے ہے اور اس تقریر سے خود ان پر ہی اعتراض آتا ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں سے مدد مانگنے مراد ہے اس حدیث اعینونی یا عباد اللہ میں اولیاء اللہ سے نہیں ہے اور مذہب ان منکروں کا یہ ہے کہ سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنا شرک ہے پس ان کے مذہب میں فرشتے شاید خدا کے سوائے ہوں گے اور اگر سوائے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر فرشتوں سے مدد مانگنا حدیث میں کیوں آیا۔ پس اس جگہ معلوم ہوا کہ مدد مانگنا فرشتوں اور اولیا اللہ سے اس جہت سے کہ ان کو مظہر مدد الٰہی کا سمجھے تو درست ہے شرک نہیں کیونکہ واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کی مدد کرنے کا عہدہ ان کے حوالے کر رکھا ہے۔

اے عزیز اگر اولیا اہل تصوف کا مذہب دریافت کرے تو ان کی کتابوں

کا مطالعہ کرے تو تمکو معلوم ہو کہ اولیا اللہ کی مدد خلق کو کیسے پہونچتی ہے اور ان کی قبروں سے خلق کو کیسا فیض ہوتا ہے اور کیسی کیسی مشکلیں اور حاجتیں اللہ تعالیٰ ببرکت ان بزرگوں کے ادا کرتا ہے خصوصاً نقد نصوص مولانا جامی اور فتوحات مکی تصنیف شیخ اکبر محی الدین بن عربی میں اور لطائف اشرفی وغیرہ کتب اولیائے سلف میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ مگر اس جگہ ان وہابیاں کے پیشواؤں کی کتابوں کی عبارت پر یہ فصل تمام کرتا ہوں کہ شاید ان لوگوں کو شرم آئے اور مدد اولیا اللہ کا انکار نہ کریں اور جانیں کہ ہمارے پیروں کا عقیدہ یہ ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کہ جو باپ بھی اور استاد اور مرشد بھی حضرت شاہ مولانا عبدالعزیز دہلویؒ کے تھے اپنی کتاب انفاس العارفین میں لکھا ہے کہ اولیا اللہ کی روحوں کو بعد وفات کے ملاء اعلیٰ میں داخل کرتے ہیں یعنی فرشتوں میں شامل کرتے ہیں اور جو کام اللہ تعالیٰ فرشتوں سے لیتا ہے ان سے بھی لیتا ہے بموجب تقریر منکرین کے اور اس حدیث اعینونی یا عباداللہ سے فرشتوں کے لیتے ہیں اور اولیا اللہ کی روحوں سے بھی درست ہوئے۔

فائدہ: اے عزیز انبیا اور اولیا اللہ کی روحوں سے اللہ تعالیٰ خلق کو فیض اور مدد بہت پہنچاتا ہے خواہ قبل آنے دنیا میں خواہ بعد چلے جانے دنیا سے یعنی پیدا ہونے سے اول بھی ان کی روحیں فرشتوں میں داخل رہتی ہیں اور فیض اور مدد خلق کو پہنچاتے ہیں عالم مثال میں آکر یعنی مثالی بدن بنا کر ان کی روحیں مدد اور فیض خلق کو پہنچاتی ہیں چنانچہ اس کی مثال آگے لکھی جاوے گی اور اسی طرح بعد وفات کے بھی ان کی روحیں ملاء اعلیٰ میں یعنی فرشتوں میں داخل ہو جاتی ہیں اور خلق کو فیض اور مدد پہنچاتی ہیں۔

جذب القلوب کے چودھویں باب کی آخر فصل کی آخر میں لکھا ہے کہ شیخ علاؤ الدین قونوی کہتے ہیں کہ یہ بات دور نہیں کہ کہا جاوے کہ ارواح مقدسہ انبیا کے بعد مفارقت بدن کی بمنزلہ ملائک کے بلکہ افضل ان سے پھر جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قدرت دی ہے کہ چاہے جیسی صورت بنالیتے ہیں اور دنیا میں آتے ہیں اسی طرح انبیا کی ارواح کو قدرت دی ہے کہ صورت جدا جدا بنا کر ظاہر ہو جاویں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تصرف اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں اولیاء اللہ کو زندگی میں دے اور ایک روح اس کے بدنوں میں آکر ظاہر ہو غیر اصلی بدن کے یعنی وہ بدن تو اس کا اسی جگہ رہے اور پھر کئی بدن مثالی بنا کر ظاہر ہوں اور کرامات ظاہر کریں۔ جیسے بعضے محققین نے بیچ لمحہ ابدال کے لکھا ہے کہ یہ ابدال کبھی کسی مکان میں جاتے ہیں دوسرے اور اول مکان میں ویسا ہی بدن بنا کر اپنی جگہ چھوڑ جاتے ہیں۔

انتہا۔ مرات ضیا میں صفحہ ۲۷۴ لکھا ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ مرتضیٰ کی حضرت سلمان فارسیؓ سے خوش طبعی کری یہ رنجیدہ ہو کر بولے اے علیؓ میرے ساتھ کیا بچپن کرتا ہے حضرت علیؓ نے کہا اے سلمانؓ مجھ کو تم بچہ سمجھتے ہو تم بھول گئے کہ دشت ارژنہ میں تمہاری مدد کو وہ سوار برقعہ پوش کون آیا تھا اور کس نے تم کو اس شیر سے بچایا تھا وہ میں ہی تھا دو سو برس کی بات حضرت علیؓ نے ان کو یاد دلائی تب حضرت سلمان فارسیؓ قائل ہوئے اور کہا مجھ کو تمہارے درجہ کی خبر نہ تھی اب معلوم ہوا کہ آپ بڑے عالی مرتبت ہو اور وہ قصہ دشت ارژنہ کا یوں تھا کہ حضرت سلمان فارسی اول دین عیسیٰ رکھتے تھے اور عمران کے تین سو برس واللہ اعلم ہوئے بتاتے ہیں اور جبکہ انھوں نے حضرت محمد مصطفیٰ کی تعریف کتب آسمانی میں دیکھی تو ان کو حضرت علی کے ملنے کا شوق غالب ہوا اور ان کے دین اختیار کرنے کا ارادہ ہوا پس رات دن اسی تلاش میں پھرتے تھے اور سفر کرتے اور بزبان حال

اس بیت کا مضمون پڑھتے تھے کہ

بیت

اے نسیم سحر آرام گہی یار کجا است	منزل آں مہ عاشق کش عیار کجا است
اے صبح کی ٹھنڈی ہوا بتا کہ میرے یار کی قبر کہاں ہے	اس چاند جیسی صورت والے بے وفا کی منزل کہاں ہے

ایک دن ایسی تلاش میں ایک بڑے جنگل میں جاتے تھے اس جنگل کا نام دشت ارژنہ تھا سو ان کے کھا جانے اور پھاڑنے کو ایک شیر نے حملہ کیا قریب تھا کہ ان کو کھا جائے ناگہاں ایک سوار برقعہ پوش بھالا ہاتھ میں لئے پہنچا اور اس شیر کو تو مار ڈالا اور ان کو بچا لیا اور پھر غائب ہو گیا یعنی وہ سوار حضرت علیؓ کی روح تھی قبل ان کے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ملاء اعلیٰ میں داخل کر رکھا تھا اور اس واسطے مدد خلق کی ان کی روح سے کام لیا کرتا تھا۔ مراۃ الفضیلۃ مارہری

اسیطرح کتاب سیف المسلول میں کہ جس کو رد روافض بھی کہتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے امام کے معنوں میں کہ امام کے معنی اصطلاح صوفیا میں وہ ہیں کہ ایک قطب الارشاد بالاصالت ہوتا ہے کہ اس کو فیض بلا واسطے حق تعالیٰ کی طرف سے پہنچتا ہے اور وہ سردار تمام اولیا اللہ کا ہوتا ہے۔ پس وہ قطب الارشاد بالاصالت ہر ایک اولیا کو فیض دیتا ہے اور یہ عہدہ قطب الارشادی کا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر امام مہدی کے زمانہ تک رہے گا پس یہ عہدہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے تا زمانہ پیدا ہونے حضرت علی مرتضیٰ تک ان کی روح اقدس کو تھا یعنی حضرت علیؓ کی روح سے تمام اولیا اللہ کو جو دنیا میں زندہ تھے فیض پہنچتا تھا اور جبکہ پیدا ہوئے اس زمانے سے لیکر تا زمانہ ان کی وفات تک ان کے ساتھ یہ عہدہ تعلق رکھتا تھا۔ جبکہ یہ فوت ہوئے ان کی اولاد میں اماموں کو پہنچتا آیا اور جبکہ یہ امام آخر گزر گئے حضرت جناب غوث الاعظم پیدا ہوئے اس وقت سے لیکر تا زمانہ فوت ہونے تک ان کے ساتھ یہ عہدہ متعلق رہا اور بعد

وفات پانے حضرت غوث الاعظمؒ کے تا زمانہ آنے امام مہدی تک ان کی روح کے ساتھ ہے یہ عہدہ متعلق رہے گا پھر حضرت امام مہدی کو ملے گا انتہا۔ یہ مثال ہیں اولیا اللہ کی روح کی مدد پہنچے گا قبل آنے دنیا میں اور بعد ہونے فوت ان کی مدد اور فیض پہنچانے کی مثالیں۔

نقل ہے ایک دن میرے حضرت پیر و مرشد خواجہ سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ مولانا فخر الدین صاحب دہلویؒ کو جو علم کہ پہنچا ہے کامل بزرگؒ کامل بزرگ سے ہی پہنچا ہے حتیٰ کہ آپ کو علم پڑھنے کا جو بہت شوق تھا وہ بھی ایک کامل استاد سے پہنچا ہے یعنی اس کو بلا واسطے حضرت کی روح سے یہ علم پڑھنے کا پہنچا تھا اور اس کا قصہ یوں ہے کہ

اورنگ آباد میں یہ شخص علم پڑھانے کا بڑا استاد تھا بادشاہ وقت نے آپ کے مقابلہ کے واسطے ملکوں سے استادوں کو بلائے تب تو یہ گھبرائے اور روتا ہوا اور فکر کرتا ہوا جنگل میں چلا گیا یکایک حضرت علی مرتضیٰؓ کی روح اقدس ظاہر ہوئی اور فرمایا اے شخص کیوں گھبراتا ہے آ میں تجھ کو راہ پڑھنے کا بتاؤں حضرت نے اس کو تعلیم فرمایا اور کہا کہ اب جاؤ ان مدعیان سے مقابلہ کر یہ شخص آیا اور ان سب سے مقابلہ کیا کوئی بھی استاد اس سے ور نہ آیا تمام کو مات دی پس اس شخص سے حضرت مولانا صاحب کو علم پڑھنے کا پہونچا اور ایسی ایسی نقلیں صحیحہ بہت ہیں کہ اولیا اللہ نے بعد وفات کے ظاہر ہو کر اور عالم مثال میں آکر خلق کو فیض دیا ہے اور مدد کری ہے یہ بیان تو ان اولیا اللہ کے ظاہر ہو کر فیض پہونچانے کا ذکر ہیں، ان کی تنہا اور قبروں سے تو ہزارہا خلق عام خاص کو فیض پہونچا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز محمد اکرم خادم حضرت کے نے میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ سلیمان صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت اولیا کی قبروں سے بھی فیض ہوتا ہے فرمایا اولیا کی قبروں کے فیض کا حال اگر کوئی پوچھے تو مجھ سے پوچھے تو میں نے

ظاہری صحبت میرے حضرت پیرومرشد خواجہ نور محمدؒ مہاروی کی فقط پانچ برس کری ہے باقی جو کچھ کہ مجھ کو حاصل ہوا ہے حضرت کے مزار اقدس سے ہوا ہے کہ میں نے نو نو مہینے حضرت کے مزار شریف پر اعتکاف کیا اور فیض اٹھایا ہے۔

باب چہارم کی فصل چوبیسویں

اولیاء اللہ کے عرس کے ذکر میں

جان اے عزیز عرس کرنا ہر سال اپنے پیر و مرشد آبا اجداد کا ان کی وفات کے دن بڑی سعادت ہے اور بزرگوں کی ارواح اس عرس کرنے والے سے بہت خوش ہوتی ہیں اور اس کے حق میں وہ بزرگ دعا کرتے ہیں اور اس کی مدد پر رہتے ہیں جیسے صاحب الروایات والا لکھتا ہے اذا اراد ان یتخذ الولیمۃ فیتخذ بادراک ایام موتہ بحیطاط الساعۃ التی نقل روحہ فیہا الا ان ارواح الموت یوتون فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذالک الموضع فی تلک الساعۃ فینبغی ان یطعم الطعام والشراب فی تلک الساعۃ فان بذالک یفرح ارواحہ وان فیہ تاثیر بلیغا فاذا اراد شیئا من الماکولات و المشروبات فیفرحوا ویدعون بہم والا لایدعون علیہم انتہا ما فیہا یعنی جبکہ کوئی شخص ارادہ کرے طعام پکانے کا کسی بزرگ کی ارواح کی نیت سے تو لازم ہے کہ اس کو پکا دے

طعام اس دن اور اس ساعت میں کہ جس دن اور جس ساعت وہ بزرگ خدا کے پاس اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں کیونکہ ارواح مردوں کی آتی ہیں عرسوں کے دنوں میں ہر برس اس جگہ کہ جس جگہ ان کا عرس ہوتا ہے اسی ساعت میں کہ جس ساعت میں وہ بزرگ فوت ہوئے ہیں پھر لازم ہے کہ پکایا جاوے اور کھلایا جاوے طعام اور شیرنی پانی اور شربت اور دودھ وغیرہ ان پر بزرگوں کی اس دن اسی ساعت میں نیاز (فاتحہ) دلوانی چاہیے۔ کیونکہ ان کی ارواحوں کو طعام اور پانی کا ثواب بخشنے سے بہت خوش ہوتی ہے اور اس بات میں تاثیر بہت ہوتی ہے پھر جو کوئی کہ ان کی ارواح کو ثواب پہنچانے کیلئے کسی کو طعام وغیرہ کھلاتا ہے یا کوئی شئے اس دن دیتا ہے تو وہ بزرگ اس شخص سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اس کے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔

آداب الطالبین میں لکھا ہے کہ طالب خدا کو لازم ہے اپنے پیروں کے عرسوں کی رعایت کرے یعنی ان کی وفات کے دن اپنی مقدور کے موافق ہر سال کھانا شیرنی اور کلمہ کلام اور فاتحہ درود اُن کی ارواح کو بخشے اور اگر کوئی مفلس ہو تو اپنے بال بچوں واسطے جو کچھ کھانا پکا وے اسی پر ختم (فاتحہ) دیکر عرس کے دن کھلا دے یا آپ جو کچھ کہ اس دن کھانا کھاوے اس پر ختم فاتحہ دیکر کھالیوے اور اگر وہ دن ٹل جاوے تو جس دن ہو سکے اس دن ان کی فاتحہ دے کر کھلا دے یا کھالیوے بعد لکھنے اس مسئلہ کے لکھتے ہیں کہ اے محبوب رعایت کرنا عرسوں اولیاء اللہ کا اور اپنے پیران سلسلہ کا لازم ہے تاکہ ان کی مدد تجھ کو پہونچے اور نیک کاموں پر تجھ کو استعداد حاصل ہو اور دونوں جہان میں تیری عزت و آبرو رہے اور طالب کو چاہیے کہ جس جگہ عرس اپنے پیر و مرشدوں کا ہووے وہاں ضرور ان کی خانقاہ اور درگاہوں میں عرسوں پر پہونچے اور اگر اس جگہ

جانا دشوار ہو تو آپ جس جگہ ہو اسی جگہ ان کے عرس کے دن حتی المقدور کھانا پکا کر ختم فاتحہ دلا کر کھلا دے اور اگر عرس کی تاریخ و وقت اور ساعت یاد ہو تو اس دن یا رات کو یا اس وقت کو کہ جس وقت گزرا ہے ختم (فاتحہ) دلا دے اور اگر مہینہ عرس کا معلوم نہ ہو تو برسواں دن ایک مقرر کر لے اور اگر رجب کے مہینے کی پہلی جمعرات کہ جس کو لیلۃ الرغایب کہتے ہیں یا اس کے دن کو، یعنی جمعہ کو حتی المقدور تمام انبیا اور اولیاء اور اہل ایمان کی فاتحہ دلائے یا ستائیسویں رات جو شب معراج ہے یا اس کے دن کو فاتحہ دلائے تو زہے سعادت ہے کہ تمام انبیا اولیا اس کی مدد کریں گے اور شفیع ہوں گے اور اگر مفلس ہو تو جو کچھ کہ گھر میں کھانا پکا ہو ان کی ارواح پر ختم دیکر کھالے اور اس روز فاتحہ ہو تو اس پر سورہ فاتحہ اور اخلاص پڑھ کر بخش دے مگر ان کو اس روز بھولے نہیں تاکہ ان کی برکت سے فتوحات دارین اور نعمت کونین حاصل ہوں اور عمر میں اور مال اولاد میں برکت ہو اور محتاج خلق کا نہ ہو اور عزت و دولت پاوے عاقبت بخیر ہو اور ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھ کر ان کے پاس رہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے (بخاری ج ۲ ص ۲۲۳) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی مرد اس کے ساتھ رہے گا قیامت کے دن کہ جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور یہ بات آزمائی ہوئی ہے اور تجربہ میں آئی ہے اور ہر ایک شخص توفیق نہیں پاتا ہے ان کے عرسوں کو کرنے کی مگر صاحب دولت، دو جہاں کا یہاں تک ترجمہ و عبارت آداب الطالبین کا تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ میرا طریقہ ہر سال یہ تھا کہ بارہ وفات کے مہینے میں ہر سال کھانا شیرنی پکا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس کرتا تھا اور درویشوں کو حضرت کی ارواح کا کھانا کھلاتا تھا ایک سال وفات شریف کے روز میرے گھر میں فاقہ

تھا کچھ بھی نہیں تھا کہ میں حضرتؒ کی فاتحہ بدستور سابق دلاؤں اور درویشوں کو کھلاؤں لاچار دو فلوس کے چنے بھنے اور قند سیاہ منگواکر حضرتؒ کی ختم فاتحہ دلوائی اور تقسیم کردی۔ اس رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول علیہ السلام بیٹھے ہیں اور بہت سے اصحاب بھی رو بپیش حضرت کے بیٹھے ہیں اور خلق امیر امراء کے طرح طرح کے کھانے حضرت کے پاس جو وفات کے دن پکائے تھے لاکر حاضر کیئے ہیں اور حضرتؒ صاحب نے ان کھانوں کو صحابہ کو تقسیم کردیا ایک شخص نے وہ بھونگڑے اور گڑ جو میں نے حضرت کی ارواح پر ختم فاتحہ دیکر تقسیم کئے تھے وہ بھی لاکر حاضر کیئے اور کہا کہ یا حضرتؐ یہ بھونگڑے اور گڑ دہلی میں شاہ ولی اللہ محدث رہتے ہیں اس نے بھیجے ہے آپ نے وہ اپنے پاس دھر لئے اور بہت خوش ہوکر اس کو تناول فرمایا غرضیکہ جو شخص محبت اور خلوص دل سے جو ماحضر حضرتؐ کی ارواح یا پیران عظام کی ارواح عرس کے دن پکائے گا اس کی ارواح بہت خوش ہوگی۔

دُرِ مکنون میں مولوی عبدالرزاق کلانوی نے لکھا ہے۔

نظم

بشنوید ایں چند مسئلہ دلنشیں
یہ چند مسائل سن کر دلنشیں کر لو

بر خلاف نجدیہ گم کردہ دیں
جو کہ گمراہ فرقہ نجدیہ کے خلاف ہیں

عرس اہل اللہ حق را بس پسند
اہل اللہ کا عرس حق تعالیٰ کو بہت پسند ہے

حاضرانش را دہد اجر بلند
انکی بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو اجر عظیم عطا کرتا ہے

گر بعرس شاں رود از دور تر
اگر کوئی شخص دور دراز سے انکے عرس میں شریک ہوتا ہے

در عبادت ہمچو حج است آں سفر
تو اس کو حج کا ثواب عطا فرماتا ہے

ہست ایں مسئلہ میاں کیمیا
یہ مسئلہ کیمیائے سعادت میں مذکور ہے

از غزالیؒ امام رہنما
جو امام غزالیؒ رہبر دین کی تصنیف ہے

حاضر آید روح موتی زود تر
وصال فرمائے ہوئے بزرگ کی روح بہت جلد آتی ہے

فاتحہ را قصد چوں کردی پسر
جبکہ فاتحہ کا ارادہ کرتا ہے اے فرزند

گفت در مجموعہ داند ز سراج
مجموعہ میں سراج سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے

ایں چنیں مسئلہ بتبیان وہاج
ایسا ہی مسئلہ وہاج میں وضاحت سے تحریر ہے

ہم تقرر روز در جذب القلوب
اسی طرح جذب القلوب میں دن کے تعین کے بارے میں ہے

گفت ہم در شرح مشکوٰۃ از وجوب
مشکوٰۃ کی شرح میں بھی از قسم واجب کہا ہے

ہم چوں آن گاذرونی بوسعید
یونہی وہ گازرونی بوسعید نے بھی فرمایا ہے

اسم اعراس مشائخ برگزید
کہ مشائخ کرام کا عرس منعقد کرنا چاہئے

شیخ عبد الحق ستائش میکند
شیخ عبد الحق محدث نے اس کی تعریف کی ہے

رسم عرساں را فزائش میکند
اور عرس کے مراسم پر زور دیا ہے

ہمچناں دیگر اکابر ہا بسے
اس طرح بہت سے اکابرین نے کہا ہے

فعل سنت را پسندد ہر کسے
کہ فعل سنت کو ہر دیندار نے پسند کیا ہے

خیر موتی را کسے مانع نشدہ
ایصال ثواب کو کوئی روکنے والا نہیں

غیر بیدین ملحدان نجدیہ
سوائے ان بے دین ملحدوں کے جو نجدیہ کے پیروکار ہیں

گفت در تصحیح اسناد ایں بسے
تصحیح اسناد میں اکثر اس کو ذکر کیا ہے

داند او را گر بخواند آں کسے
جو پڑھا لکھا ہے اسے اچھی طرح جانتا ہے

قاضی دیں درمیان مظہری
دین کے قاضی نے تفسیر مظہری میں کہا ہے

آنچہ گفت است از پئے عرس ولی
جو کچھ کہ انھوں نے ولی کے عرس کے تعلق سے کہا ہے

آں نہ بر عرس ولی تکرار کرد
انھوں نے ولی کے عرس پر کوئی بحث نہیں کی ہے

بن ز فعل جاہلاں انکار کرد
بلکہ جاہلوں کی روش پر سخت انکار کیا ہے

روشنی گور ولی از خوش صفات
اللہ کے ولی جو پاکیزہ صفات ہوتے ہیں ان کی قبر پر چراغاں (اور)

ہم غلاف اوست از مستحسنات
اس پر غلاف پیش کرنا اچھا امور میں سے ہے

کل تکلف گورہائے اولیاء
تمام تر آرائش جو اولیا اللہ کے مزار پر ہوتی ہے

عالمان باخدا کردہ روا
باعمل علماء و خدا ترس نے اسے جائز کہا ہے

شیخ در سفر السعادت گفتہ است
شیخ عبد الحق محدث نے سفر السعادت میں فرمایا ہے

در معنیٔ ہدایت سفتہ است
جو ہدایت کے حصول میں تحریر فرمائی ہے

فخر بر گور ولی مستحسن است
ولی کے مزار پر فخر کرنا اچھا عمل ہے

ہم مباہات بر ولیس احسن است
اور اس پہ رشک کرنا بہت اچھا ہے

بر گروہِ کافرانِ ہر دیار
ہر ملک کے کافروں کی جماعت پر

شوکتِ دیں است از وے آشکار
اس سے دین کی سربلندی کا اعلان ہوتا ہے

چوں بہ ہندوستان بود اکثر ہنود
جب کہ ہندوستان میں اکثریت ہندوؤں کی تھی

یا بود ہر جا نصاریٰ و یہود
یا ان کے علاوہ پھر یہودی اور نصرانی تھے

خواب گاہِ اولیاء اللہ را
اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ

مرقدِ پاکیزہ مرد راہ را
پاکیزہ خواب گاہ ہوتے اہل دل کے

زینت انگیں از تکلف ہا کنند
زینت بخش اعمال کرتے ہیں

واں مباہاتے بر و پیدا کنند
پھر اس پر خوشبوؤں کا ماحول پیدا کرتے ہیں

ایں مباہاتِ از خلاف شرع نیست
یہ قابل رشک امور شریعت کے خلاف نہیں ہے

منکرش آگر ز اصل و فرع نیست
اس کا منکر شریعت کی اصل و فرع نا واقف ہے

روشنی را گاذر ونی بخدا
مرد با خدا حضرت گاذرونی نے اپنی

در کتابِ خویشتن دارد روا
کتاب میں روشنی کو جائز قرار دیا ہے

در ضرورت سرور خیر البشر
ضرورت میں سرور خیر البشر نے

ہم چراغ افروخت بر گور اے پسر
اپنے فرزند کے مزار پر روشنی فرمائی ہے

ایں چنیں پیدا بمرقات آمدہ
اسی طرح مرقات (شرح مشکوٰۃ) میں تصریح فرمائی ہے

صاف تر در شرح مشکوٰۃ آمدہ
اور مزید وضاحت سے شرح مشکوٰۃ میں مرقوم ہے

در مدینہ ہم چنیں رسمیست عام
اس طرح مدینہ منورہ میں بھی دستور عام ہے

ہم چنیں رسمیست در بیت الحرام
اسی طرح مکہ معظمہ میں بھی قدیم رسم ہے

ہم چنیں رسمی است در روئے زمیں   از جوار عالمانِ پاک دین
اس طرح تمام روئے زمین پر عام رسم   جو پاک دین کے علماء سے ثابت ہے

گر طعامی از نیاز اولیاء   یا تبرک ہا ز مردانِ خدا
اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کی فاتحہ کیواسطے کھانا بنائے   یا تبرک کا اہتمام کرے اللہ والوں کے لیے

از عقیدت برخورد مردِ یقیں   فاتحہ دادہ بر آں اے پاکدیں
عقیدت و محبت سے بپختہ یقین والے کھاتے ہیں   اس پر فاتحہ پڑھ کر بزرگوں کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں

حق دہد او را ثوابِ بے حساب   ایں چنیں من خواندہ ام اندر کتاب
ایسے شخص کو اللہ تعالی بے حساب ثواب عطا فرماتا ہے   میں نے ایسا ہی کتابوں میں پڑھا ہے

عمدۃ الاحکام می دارد روا   نیز جائز گفت در کشف الغطا
عمدۃ الاحکام میں اس کا جواب ہے   نیز کشف الغطا میں بھی جائز قرار دیا ہے

خوش بہ تصحیح المسائل گفتہ است   بیشتر کل دلائل گفتہ است
تصحیح مسائل میں بھی اچھا کہا ہے   اکثر علمائے دین نے بھرپور دلائل دیئے ہیں

ایک فتوی ۱۲۶۸ھ بارہ سو اڑسٹھ ہجری دہلی شہر میں چھپایا گیا تھا جو کسی نومسلم کے متعلق تھا جس میں تیسرا، چوتھا، پانچواں مسئلہ یہ تھا۔

تیسرا فتوی طعام اور شیرینی پر فاتحہ اور کلمہ کلام پڑھنا اور پنچایت بیٹھنے پر تھا جو وہابی نجدیہ فرقہ والے منع کرتے ہیں اور حرام بتاتے ہیں۔

چوتھا فتوی اولیا اللہ کے مدد مانگنے پر تھا جو وہابیوں کے نزدیک شرک ہے۔

پانچواں فتوی پنچایت بیٹھانا اور بطریق مستمرہ قدیم فاتحہ وغیرہ دلوانے پر تھا جو وہابیوں کے نزدیک بدعت سیہ ہے۔

مذکورہ بالا مسئلوں کے روا ہونے میں علمائے اہل سنت وجماعت دہلی والوں نے اپنے اپنے دستخط اور اپنی اپنی مہریں لگا کر فتوی جاری کیا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ سراج الدین ابو المظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی
۲۔ مفتی صدر الدین صاحب
۳۔ مولوی سید محمد، مدرس مدرسہ عربی۔ دہلی
۴۔ شاہ احمد سعید نقشبندی
۵۔ مولوی محمد مظہر صاحب
۶۔ مولوی محمد عمر ابن مولوی اسماعیل دہابی مصنف تقویۃ الایمان
۷۔ مولوی کرم اللہ صاحب
۸۔ مولوی فرید الدین، واعظ جامع مسجد
۹۔ حکیم مولوی محمد احسن اللہ خاں صاحب
۱۰۔ حکیم مولوی امام الدین خاں صاحب
۱۱۔ قاضی احمد الدین صاحب
۱۲۔ قاضی محمد علی صاحب
۱۳۔ مولوی محمد عزیز الدین صاحب
۱۴۔ مولوی سید تفضل حسین خاں صاحب
۱۵۔ سید بشیر علی صاحب
۱۶۔ مولوی حیدر علی صاحب
۱۷۔ مولوی داد ار بخش صاحب
۱۸۔ مولوی حسن الزماں صاحب

اتنے علمائے اہل سنت وجماعت کی مہریں اس فتوے پر ہیں اور وہ فتویٰ چھاپا گیا ہے اور نزدیک اس کاتب الحروف کے وہ فتویٰ بجنسہ موجود ہے۔ سو اگر اس فتوے کی تمام نقل اس رسالہ میں لکھوں تو کتاب بڑھ جاوے مگر اپنا مطلب اس سے اس رسالے میں نقل کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ ترجمہ فتویٰ مذکور کا مولانا شاہ عبد العزیز فتویٰ مشہور اپنے میں لکھتے ہیں

کہ بعد سال کے ایک روز مقرر کرنا یعنی عرس مقرر کرنا اور قبروں پر بزرگان کے جانا تین صورتوں سے ہے۔

صورت اول :۔ یہ ہے کہ ایک روز مقرر کر کے ایک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجماعیہ آدمیاں بہت کے قبروں پر محض واسطے زیارت اور استغفار کے جاویں تو اس طرح کا جانا سنت ہے اور روایات سے ثابت ہے۔

تفسیر درمنثور میں لکھا ہے کہ ہر سال میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستانوں میں جاتے اور دعا واسطے مغفرت قبر والوں کے کرتے اس قدر ثابت ہے اور مستحب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بہت سے آدمی اکٹھا ہو کر قبرستانوں میں جاویں اور ختم کلام اللہ کا کریں اور فاتحہ شیرینی یا طعام پر دلاویں اور حاضرین مجلس کو تقسیم کریں تو اس طرح کا معمول رسول علیہ السلام کے زمانے میں تو نہ تھا اور خلفائے راشدین کے وقت میں بھی نہ تھا لیکن اگر کوئی اس طریقہ سے کرے تو ڈر نہیں کیونکہ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے بلکہ فائدہ زندوں مردوں کو حاصل ہوتا ہے یعنی زندوں کو تو دین دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مردوں کو ثواب ملتا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے نواب علی محمد خاں مراد آباد کے رئیس کو اس کے خط کے جواب میں لکھا ہے کہ بارہ مہینوں میں دو مجلس میرے گھر میں ہوتی ہیں ایک مجلس ذکر وفات شریف رسول علیہ السلام کی اور دوسری مجلس ذکر شہادت امام حسین رضؓ کے عاشورہ کی دن یا ایک دو روز پیشتر اس روز قریب چار سو یا پانسو آدمی جمع ہو جاتے اور کبھی ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں پھر فقیر اپنے گھر

سے مجلس میں آتا ہے اور ذکر فضیلت حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کا کرتا ہے اور حدیثاں سے ان کے فضائل اور بزرگی بیان کرتا ہے اور جو کچھ حدیثاں میں خبریں شہادت ان دونوں بزرگوں کی اور تفصیل بعض حالات اور بد معاملات قاتلان جو ان کے ساتھ وارد ہوئے ہیں بیان کرتا ہے یعنی جنگ نامہ حسینؓ کا پڑھتا ہوں۔ بعد اس کے ختم قرآن اور پنجسورہ پڑھ کر جو کچھ موجود ہوتا ہے قسم طعام اور شیرینی سے اس پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس کو تقسیم کرتا ہوں اگر یہ باتیں میرے نزدیک ناجائز ہوتیں تو میں ہرگز نہیں کرتا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو کچھ کہ بے شرع کی باتیں ہیں ان کا یہاں بیان کرنا ضروری نہیں ہے انتہا اور پھر جواب مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی میں کہ اس نے عرس بزرگوں پر طعن کی تھی مولانا مرحوم نے لکھا ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہے طعن کرنا عرس بزرگان پر مبنی اوپر جہل طعن کرنے والے کی ہے کہ سوائے فرض شرعیہ مقررہ کے کوئی آدمی فرض نہیں جانتا ہے ہاں زیارت کرنا تبرک لینا قبریں اولیا اللہ اور صالحین کا اور امداد انہوں کی ساتھ مدد ثواب اور تلاوت قرآن شریف کی اور دعائے خیر کرنا اور تقسیم کرنا شیرینی کا اور طعام ان کی ارواح واسطے امر مستحسن اور اچھا ہے باجماع علمائے اور مقرر کرنا ایک دن کا واسطے عرس اور فاتحہ کے اس واسطے ہے کہ وہ دن یاد دلانے والا ان کے انتقال کا ہوتا ہے دار العمل سے طرف دار الثواب کے۔ حدیث شریف میں زیارت کرنا رسول علیہ السلام کا قبور شہدائے احد کا ہر برس میں مولانا عبدالعزیز صاحبؒ نے روایت کیا ہے اوپر دلیل مقرر کرنے ایک دن کے اور دوسری روایت ہے چاروں خلفائے راشدین کا بھی جانا ہر سال میں مثل رسول علیہ السلام کے قبور شہداں پر اور مقرر کرنا ایک دن کا مقرر کیا۔

انتہا۔ مولوی رفیع الدین صاحبؒ مرحوم نے فتویٰ مشہور میں بعد ثابت کرنے صحت عرس کی اور روا ہونے اس کی دلیل عاشورہ اور حکم صوم دوشنبہ سے واسطے بلالؓ کی بسبب ولادت اور ہجر اور نازل ہونے وحی کے روز دوشنبہ کو اور خبر دینا رسول علیہ السلام کا فوت ہونے اپنی کے روز دوشنبہ اور رفع ہونا انتظاری مردوں کا اس دن اور دریافت ہوا اجتماع ارواح دوستوں کا اسی دن میں عالم میں بیچ معاملات مکاشفہ کے لکھتے ہیں کہ پھر امداد کرنا ساتھ دعا اور ختم اور طعام کے بدعت مباح ہے اور اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔

انتہا۔ مولوی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کہ جو باپ اور استاد اور مرشد شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ہیں اپنی تصنیف کردہ کتاب ہمعات میں لکھتے ہیں کہ ازیں جا است حفظ اعراس مشائخ ومواظبت زیارت قبور ایشاں والتزم فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں واعتنائے تمام کردن بتعظیم آثار واولاد ومنتسباں ایشاں۔ ترجمہ

اسی جگہ سے ہے کہ مشائخ کا عرس منانا اور ان کے مزارات کی زیارت پر ہمیشگی کرنا اور فاتحہ خوانی کا التزام کرنا اور صدقہ دینا ان کے واسطے اور مکمل توجہ سے ان کاموں کو انجام دینا آثار اور اولاد اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی تعظیم کرنا ثابت ہے۔

پھر کتاب انفاس العارفین شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ واقعات والد اپنے میں لکھتے ہیں کہ میرے والد اور پیر مولانا شاہ عبدالرحیم محدث دہلویؒ نے فرمایا رسول علیہ السلام کی وفات کے دنوں میں میرے پاس ختم دلوانے کے واسطے کچھ حاضر نہیں تھا کہ حضرتؐ کی نیاز کے لئے کچھ کھانا پکاؤں لیکن تھوڑے

سے بھنے ہوئے چنے اور قند سیاہ، جو میرے پاس تھے ان پر میں نے حضرت کی نیاز دلائی۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ طرح طرح کے طعام اور نعمتیں رسول علیہ السلام کے پاس حاضر رکھے ہوئے ہیں اور چنے اور گڑھ کہ جس پر میں نے حضرتؒ کی نیاز دلائی تھی حاضر رکھے ہوئے ہیں سو حضرتؐ بہت خوش ہو کر وہ چنے اور گڑھ کھانے لگے اور کچھ اپنے صحابہ کو بھی بانٹ دیئے (تقسیم کر دیئے) غرضیکہ یہ تمام دلیلیں عرس کے اس فتویٰ میں لکھی ہوئی ہیں جب ایسے کلام بزرگوں سے مثل مولانا شاہ عبد العزیز اور مولوی شاہ رفیع الدینؒ اور مولانا شاہ ولی اللہؒ محدث اور شاہ عبد الرحیمؒ سے ظاہر ہوئے کہ عرس اولیا اللہ اور رسول علیہ السلام کے کرتے ہیں یہ فائدہ اور برکتیں ہیں پس ان جاہل لوگوں کا یہ قول کہ جو کہتے ہیں کہ عرس کرنا عام و خاص مردوں کی ارواح پر طعام پر فاتحہ دینا بدعت سیئہ اور حرام ہے، باطل ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں سند میں علم دین کی انہیں بزرگان دین پر ختم ہوتی ہے اس زمانے میں تمام علمائے دہلی مثل مولوی اسحاق اور مولوی جو عرس اور فاتحہ خوانی کو حرام اور بدعت سیئہ کہتے ہیں یہ سب ان بزرگان موصوف کی اولاد اور خاندان اور شاگردوں میں سے ہیں اگر عرس کرنا حرام ہوتا یا بدعت سیئہ ہوتا تو وہ لوگ کیونکر حلال جانتے اور کرتے اور نسبت کرنا ان بزرگوں پر حرام کو حلال جاننے کی کمال بے ادبی ہے اور اپنے سلسلہ کی بربادی ہے۔

تفسیر عزیزی میں ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ کے معنی مولانا عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں کہ بنا بر آنیست کہ از اولیائے صالحین و دیگر مومنین اشفاع و استفادہ جاری است و آنہا را نیز منصور

اس بنا پر ہے کہ اولیا، صالحین سے اور دوسرے ایمان والوں کا مخلوق خدا کو فائدہ پہونچانا اور انکی شفارش کرنا انکے پیڑ (وصال کرنے) سے بعد بھی جاری ہے اور منصور بھی ہیں۔

تفسیر عزیزی میں سورہ استفسار میں لکھتے ہیں کہ

بعضے از خواص اولیا اللہ را آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی
نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت تصرف در دنیا دادہ اند و
استغراق بہت کمال وسعت مدراک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد
و اولیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات الرب
حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند و زبان حال آنہا
وقت ہم مترنم بایں مقالات است ۔ مصرع

من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن یعنی اگر تو میرے بدن میں داخل ہوتا ہے تو میں زندہ ہو جاتا ہوں

ترجمہ عبارت مذکورہ :۔ اور بعض خاص الخاص اللہ کے بندوں کو جنہیں اپنے بنی نوع
انسان کی رشد و ہدایت کی تکمیل کی راہ کا ذریعہ بنایا ہے انھیں اس حالت میں بھی یعنی دنیا
سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی دنیا میں عمل دخل رکھنے کی قوت اور صلاحیت عطا فرمائی
ہے اور جدائی (ان کا فنا ہونا) ان کا حوصلہ کمال اور فہم و ادراک اس جانب متوجہ ہونے
میں رکاوٹ نہیں بنتی ہے یہ لوگ اپنے باطنی کمال کی تعلیم انھیں حضرات سے حاصل
کرتے ہیں اور حاجتمند لوگ اپنے مطلوب مشکلات کا حل انھیں سے چاہتے ہیں اور
حاصل کر لیتے ہیں اس کیفیت میں زبان حال بھی اس قول سے ہم آہنگ اور اس
کی بازگشت بن جاتی ہے ۔

اور مولوی موسیٰ صاحب بیٹے مولوی رفیع الدین صاحب نے تہیہ
العمل میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے
کے معنوں میں لکھا ہے کہ مدد مانگنا خدا کے سوائے

نوٹ :۔ کتاب نجم الآخرت میں مذکورہ بالا دونوں عبارتیں یعنی تفسیر عزیزی میں لکھی
ہوئی سورہ استغفار اور مولوی رفیع الدین صاحب کی لکھی ہوئی کتاب تہیۃ العمل کٹی
پھٹی ہونے کی وجہ سے مکمل نہیں مل پائی ہے جسکی وجہ سے ادھوری رہ گئی ہے ۔

=

رسالہ حبیب العارفین میں حافظ شاہ حبیب علیشاہ سلیمانی حیدر آبادی نے لکھا ہے اس کی عین عبارت نظم یہ ہے

نظم

بعد حمد خالق ارض و سما — بعد نعت حضرت خیر الوریٰ
عرض کرتا ہے حبیب خاکسار — خدمت احباب میں با انکسار
یہ رسالہ ہے حبیب العارفین — مشتمل بر حال عرس اہل دین
معنی لفظ "عروس" "عرس و عروس" — سن لو تا کام آوے وقت باز پرس
ہے عروس آیا ز برسی جان لو — اس کے معنی دو لہ تم پہچان لو
عرس ہے ہاں زیر سے دلہن کی ذات — عرس ہے جو پیش ہے وہ ہے برات

دربیان تحقیق عرس

اس بیاں سے عرض یہاں کچھ اور ہے — عرس کی تحقیق کا اب طور ہے
اولیا نقل مکاں کرتے ہیں جب — طالب ان کی فاتحہ کرتے ہیں سب
عرس اس کا نام ٹھہرا کس لئے — وجہ اسکی مجھ سے اب سن لیجئے
اولیا اللہ کبھی مرتے نہیں — شک نہ لاؤ اس کو تم جانو یقین
بلکہ جب نقل مکاں کرتے ہیں وہ — زندہ رہتے ہیں نہیں مرتے ہیں وہ
جب مجرد جسم سے ہوتے ہیں وہ — مثل دلہن لحد میں سوتے ہیں وہ
ذات حق سے ان کا ہوتا ہے وصال — عام لوگوں پر نہیں کھلتا یہ حال
جیسے فرماتے ہیں حضرت مولوی — کہی اسی مضمون کو اندر مثنوی
آمد آں وقت کہ من عریاں شوم — جسم بگذارم سراسر جاں شوم
نقل جب کرتے ہیں خاصان خدا — جلوہ گر ہوتا ہے فیضان خدا
ایک تجلیٰ خاص ان پر ہوتی ہے — ہوش ہر فرد بشر کے کھوتی ہے
سال میں رحمت کے دن اے ذی شعور — اس تجلی کا نو ہوتا ہے ظہور
ایسا جلوہ ان براتوں میں نہیں — غیر عرس اولیا دیکھا نہیں

اس لیئے اس دن کا ٹھہرا نام عرس — اس سے ہوں تا بہرہ ور سب خاص و عام

دربیان آدابِ عرس

حضرت شیخ المشائخ نورِ حق — رحمت باری کے جو ہیں مستحق
ہیں محمد ان کا نام اور چشتی ہیں — طالبوں کے واسطے وہ کشتی ہیں
ایک ہے ان کی کتاب مستطاب — ہے ادب میں طالبوں کے وہ کتاب
اس میں یوں ارشاد فرماتے ہیں وہ — راہ حق اس طرح دکھلاتے ہیں وہ
اولیا اللہ کے اعراس کا — تم کرو حق رعایت سب ادا
تا مدد سے ان کے تم ہو بہرہ ور — دسترس حاصل ہو تم کو خیر پر
اولیاؤں کے تم ایامِ وفات — یاد رکھو مثل فرض و واجبات
بلکہ وہ وقت اور گھڑی بھی رکھو یاد — اس گھڑی اس دم زروی اعتقاد
جو تمہیں مقدور ہو کھانا پکاؤ — یا کہ شیرینی بصد جاں منگاؤ
فاتحہ دلواؤ ان کے نام پر — چست باندھو تم کمر اس کام پر
عرس میں ارواح پاکِ اولیاء — ہوتے ہیں حاضر نہ لاؤ شک ذرا
خیر ان کے نام پر جو کرتے ہو — صدق سے اس کام پر دل دھرتے ہو
دیتی ہیں ان کو دعائیں ارواح پاک — ورنہ پھر جاتی ہیں ہو کر دردناک
گر مزاروں پر نہ طالب جا سکے — اور خدمت کچھ بجا وہ لا سکے
حسب مقدور وہ سامان کرے — فاتحہ ان کا بصدق جاں کرے
گر نہ ہووے یاد رحلت کی گھڑی — رات دن میں رحلت جب انکی ہوئی
فاتحہ دے ان کا دن یا رات کو — ہاتھ سے کھووے نہ اس حسنات کو
گر نہ اس کو یاد روز و ماہ ہو — وقت رحلت سے نہ وہ آگاہ ہو
جب رجب کا ماہ آوے طالبو — پہلے رات آدینہ کے یا روز ہو
انبیاء اور اولیاء کی روحوں پر — فاتحہ دلوا کے ہو تم بہرہ ور
قطب الاقطاب جہان نیکوئی — ہے نصیر الدین چراغ دہلوی

عرس ان کا حضرت گیسو دراز ۔۔۔ کرتے تھے کس دھوم سے با صد نیاز
جب جہاں میں آتا تھا ماہ صیام ۔۔۔ ہوتی جب اٹھارہوی شب نیک نام
کھانا کھلواتے تھے ان کے نام پر ۔۔۔ خرچ کرتے تھے بہت اس کام پر
دن کو وہ دیتے تھے ان کی فاتحہ ۔۔۔ فاتحہ کا کرتے تھے یوں خاتمہ
فاتحہ دینے میں ہاں اے طالبو ۔۔۔ ہیں برابر رات دن تم جان لو
اور جانو رات دن آئندہ کے ۔۔۔ ہیں برابر فاتحہ کے واسطے
اور اگر طالب کوئی محتاج ہو ۔۔۔ نیک بختی میں مگر سرتاج ہو
جو میسر ہو اسے کھانا پکائے ۔۔۔ فاتحہ دیکر وہ کھانا آپ کھائے
عرس سب کا گر نہ اس سے ہو سکے ۔۔۔ تو رعایت بعضے عرسوں کی کرے
جو کرے اس طرح عرس اولیا ۔۔۔ اجر دے گا دو جہان کبریا
عمر دولت اس کی ہووے گی زیاد ۔۔۔ پاوے گا دونوں جہاں کی وہ مراد
اور نہ محتاج خلائق ہوگا وہ ۔۔۔ نور وافضال خالق ہوگا وہ
اس عمل سے عاقبت ہوگی بخیر ۔۔۔ اس جہان میں بھی نہ ہوئے محتاج غیر
ہے حدیثوں میں یہ مضمون صحیح ۔۔۔ ترجمہ اس کا سنو مجھ سے صریح
ہر بشر کا حشر ہوگا اس کے ساتھ ۔۔۔ ہوگی دنیا میں محبت جسکے ساتھ
عرس کے آداب سارے ہو چکے ۔۔۔ جو کہ مطلب تھے وہ سارے ہو چکے
بعد ازیں کہتا ہے نجم الدین فقیر ۔۔۔ تھے سلیمان شاہ میرے دستگیر
تھا طریقہ ان کا ہر ماہ بس ۔۔۔ فاتحہ دلواتے ہر پیران شیخ عرس
یعنی ہر ماہ میں آداب طالبین ۔۔۔ پاس منگوا دیکھتے اس کے تئیں
اس مہینے میں جو ہوتا جن کا عرس ۔۔۔ فاتحہ پڑھ کرائے بخشیں تھے بس
لیک عرس پیر خود با ازدہام ۔۔۔ کرتے تھے اس عرس میں بس دھوم دھام
اور طعام افرادے پکواتے ۔۔۔ پیر کی ارواح آئے کھلواتے

باب چہارم کی فصل تیسویں

روح اور اس کی کیفیت کے ذکر میں

جان اے عزیز انسان میں ایک تو روح ہے اور ایک رُوان ہے سو روح کا مکان تو بدن میں مقرر نہیں ہے لیکن وہ روح تمام بدن میں ساری ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکان اس روح کا تو دل ہے اور فیض اس کا تمام بدن میں ہے جیسے کہ چراغ طاق میں ہوتا ہے اور روشنی اس کی تمام گھر میں ساری ہوتی ہے اور مقام رُواں کا درمیان دونوں بھواں کے ہے سو روح تو جس وقت کہ بدن سے نکل جاتی ہے تو پھر اُلٹے (واپس) بدن میں نہیں آتی اور بعد نکل جانے روح کے بدن میں حس اور حرکت باقی نہیں رہتی ہے اور نام نکل جانے اس روح کا موت رکھا گیا ہے یعنی جبکہ وہ روح بدن سے نکل جاتی ہے تو آدمی مرجاتا ہے اُس روح کا نام حیوانی ہے اور ایک روح انسانی ہے وہ اس بدن میں نہیں لیکن فیض اس کا روح حیوانی کو پہونچتا ہے یعنی اس روح انسانی کا عشق اس روح حیوانی سے ہے سو اس کا توفیض اس روح کو پہونچتا ہے اور اس کا فیض تمام بدن کو پہونچتا ہے اور وہ روح انسانی موصوف صفات الٰہی سے ہے اور وہ روح انسانی عالم خلق سے نہیں ہے بلکہ عالم امر سے ہے سو اس

کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہٗ تعالیٰ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ط یعنی اے محبوب تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے تم کو علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

اور رواں (روحیں) بدن سے نکل جاتی ہے اور پھر بدن میں آجاتی ہے اور اس کے نکلنے سے آدمی وغیرہ کو نیند آجاتی ہے لیکن حس و حرکت اس کے نکلنے سے بدن میں باقی رہتا ہے پس اس روح کو روح سیلانی کہتے ہیں اور عذاب ثواب کے شامل روح حیوانی ہوتی ہے۔

اے عزیز مقدمہ روح میں علماء کا بڑا اختلاف ہے اور گفتگو ہے اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں کتب صوفیہ سے اس کو دریافت کیا جائے خصوصی کیمیائے سعادت میں امام غزالیؒ نے روح کا بیان خوب مفصل لکھا ہے لیکن کچھ اس جگہ بطور اختصار یہ فقیر بھی لکھتا ہے وہ یہ ہے۔

بعض علما کہتے ہیں کہ روح ایک جسم لطیف ہے اور جنس مخلوق سے ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ کو ذی۔ یعنی روح والا کہنا جائز نہیں کس واسطے کہ محال ہے کہ حق تعالیٰ جگہ جسموں کی ہو۔ بعضے علما کہتے ہیں کہ روح جنس مخلوق سے نہیں ہے کس واسطے کہ روح امر حق تعالیٰ ہے اور امر خدا کے کلام کو کہتے ہیں اور کلام خدا کا قدیم ہے اور مخلوق حادث ہے حادث کے معنی پیدا ہوا اور مر جاوے اور روح کی یہ صفت نہیں ہے جیسے قولہ تعالیٰ قل الروح من امر ربی کہا اے محمدؐ روح امر رب ہے میری سے ہے خدا کی۔ پیدائش اوپر دو طرح کی ہے اس جگہ ایک فائدہ سننا چاہئے۔

فائدہ:۔ اے عزیز ایک تو خلق ہے اور ایک امر ہے خلق وہ چیز ہوتی ہے کہ جو مادہ اور وجود کہ ساتھ پیدا ہوئی ہو اور امر وہ جو بے مادہ اور وجود سے ہو۔ جیسے قولہ تعالیٰ فللہ الخلق والامر یعنی پس

واسطے اللہ تعالیٰ کی ہے مخلوق بھی اور امر بھی پس معلوم ہوا عالم روح امر سے ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ قل الروح من امر ربی مراد اس جگہ اپنے تکوین ربی سے ہے یعنی روح تکوین رب میرے سے ہے کہ کلمۂ کن سے اس کو ہست کیا ہے۔

فائدہ: اے عزیز امر حق کا بھی اوپر دو طرح کا ہوتا ہے ایک امر لازمی کہ میرا حکم عبادت اور بندگی کرنے سے ہے۔ جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ وغیرہ فرائض ادا کرو۔

دوسری امر تکوین جیسے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنی بدرستی امر اس کا وہی ہے کہ جبکہ ارادہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کسی شئی کا اس بات کا کہ کہے اس کو ہو جا پھر ہو جاتا ہے یہ ذکر تو اس روح کا تھا کہ جس سے زندگی اور قیام ہووے روحوں کا ہوتا ہے اور بعضے مراد روح سے جبرائیل علیہ السلام کے قرآن شریف میں آئی ہے جیسے قولہ تعالیٰ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ یعنی نازل ہوا ساتھ قرآن اور روحی کی روح الامین یعنی جبرائیل اور دوسری جگہ قولہ تعالیٰ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا یعنی اس دن کھڑا ہوگا روح اور فرشتے صفیں باندھ کر ان دونوں جگہ مراد روح سے جبرائیل علیہ السلام کی کی ہے اور سوائے جبرائیل کے ایک اور فرشتہ ہے کہ اس کا نام روح ہے اس کا بہت بڑا قد ہے ایک صف میں تو وہ ایک فرشتہ کھڑا ہے اور ایک صف میں تمام فرشتے کھڑے ہیں اور وہ روح فرشتہ دنیا میں کبھی نہیں آتا ہے مگر ایک شب قدر کو جیسے قولہ تعالیٰ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ یعنی نازل ہوتے ہیں اس رات شب قدر کو فرشتے اور وہ روح فرشتہ کہ جس کا ذکر ہو چکا ہے اور مراد اس روح سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے کہ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ یعنی پھونکی

میں نے اس آدمی میں اپنی روح یہی ہے کہ وہ اضافت بزرگی تعظیم اور بزرگی آدمی کی ہے جیسے کہ نَاقَۃُ اللّٰہِ اور بَیْتُ اللّٰہِ کی اضافت ہے خدا کی طرف اور مراد اس روح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا کہ فَنَفَخْنَا فِیْھَا مِنْ رُّوْحِنَا اور پھونکی ہم نے روح اپنی اس عیسیٰ علیہ السلام میں روح سے یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ جبرائیل علیہ السلام کے دَم سے پیدا ہوئے ہیں۔ بعضے علماء کہتے ہیں کہ اس جگہ روح کے معنی رحمت کے ہیں واللہ اعلم بالصواب اور زیادہ بیان روح کا اس واسطے نہیں کیا کہ یہ کتاب فقہ اور مسائل وعظ کی ہے ہر کسی کے فہم میں وہ بیان نہیں آنے کا اگر کسی کو خواہش ہے تو کتاب ہائے صوفیہ کا مطالعہ کرے کیونکہ عام آدمیوں کے روبرو بیان کرنا مثل اس کے ہے کہ مکھی کے منہ میں قند ڈالنا جیسے مولانا روم فرماتے ہیں مثنوی میں۔

بیت

تا نگوئی سرِّ سلطاں را بکس　　تا نریزی قند را پیشِ مگس

تاکہ تو بادشاہ کا راز ہر شخص کو نہ کہے　　تاکہ تو قند کو مکھی کے آگے نہ گرائے

رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے حدیث ؎

اَمَرَنَا اَنْ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ

یعنی ہم کو حق تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ بات کرو آدمیوں سے اوپر اندازہ عقل ان کی کے۔

روح بعد موت کے کس جگہ رہتی ہے کے ذکر میں

اے عزیز بعد موت کے روح کے رہنے میں بھی علماء کا بڑا اختلاف ہے اور اس مقدمہ میں بہت سی روایتیں مختلف فیہ ہیں دقائق الاخبار اور اس کے ترجمہ میں "صبح کا ستارہ" لکھا ہے کہ بعضے علماء تو کہتے ہیں کہ جب روح کو نکال کر دفن کے پہلے ملائک آسمانوں پر لیجاتے ہیں اور پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کو زمین پر لے جاؤ پھر اس کو بدن کے پاس لاتے ہیں اس میں بھی اختلاف ہے بعض روایت ہے کہ اس میت کے سر کے پاس اس کی روح کو بند کر دیتے ہیں اور بعض روایت میں ہے کہ بدن سے باہر اس کی گردن میں رہتی ہے پھر جنازہ کے ساتھ قبر تک جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منکر نکیر کے سوال جواب کے لئے قبر میں اس کے آدھے بدن تک اس کی جان داخل کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مابین بدن اور کفن کے اس کے سوال جواب منکر نکیر کا ہوتا ہے پھر منکر و نکیر روح کو اپنے ساتھ آسمان پر لیجاتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیل میں داخل کرتے ہیں پس وہ روح قیامت تک اسی جگہ رہتی ہے لیکن دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ پھر وہ روح آسمان سے

حق تعالیٰ کے حکم سے سیوم یعنی تیجے کے دن زمین پر آتی ہے اول تو اپنی قبر پر جاتی ہے اور بدن کا حال دیکھتی ہے کہ دونوں سُوراخ ناک سے اور منہ سے اس کے پانی بہتا ہے پس یہ حال دیکھ کر وہ روح روتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے مسکن بدن اور اے میرا محبوب مسکن اس گھر وحشت ناک اور بلا اور غم و فکر میں تو آپڑا تجھ کو اپنی زندگی کے دن یاد ہیں یا نہیں کہ تو کس طرح سے اپنے آپ کو ستھرائی سے دھویا رکھتا تھا یہ کہہ کر پھر اس جگہ سے گھر کو آتی ہے اور گھر والوں سے رو کر کہتی ہے کہ اے میرا بیٹا، بیٹی، جورو، خصم اور لائے لگتوں (دوست وغیرہ) دیکھو یہ گھر ہم نے چنائے تھے جس میں تم رہتے ہو اور کما کما کر (کماتے اور جمع کرتے) ہم تو قبر میں جا بسے اور تم بلستے (کام میں لینا) ہو اب ہم محتاج ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں خدا کے واسطے کچھ صدقہ خیرات، درود فاتحہ کلمہ کلام ہم کو بخشو یہ کہہ کر پھر آسمان کی طرف چلی جاتی ہے پھر اگر کوئی فاتحہ درود و طعام کلام بخشتا ہے خوش ہو کر اور دعا دیکر جاتی ہے پھر پانچویں دن اللہ تعالیٰ سے اذن لیکر آتی ہے اول تو قبر پر جا کر اسی طرح بدن کا حال دیکھتی ہے کہ رادھ (مواد) اور لہو ناک اور منہ سے اس کے بہتا ہے اور بدن سوج (ورم) رہا ہے پھر اسی طرح رو کر کہتی ہے کہ اے میرے مسکن بدن یہ کیا حال ہے تیرا کہ تو اس وحشت ناک گھر میں بلا اور غم میں پڑا ہے کچھ تجھ کو اپنی زندگی کے دن بھی یاد ہیں تو نہایا، دھویا، چکنا چوپڑا رہتا تھا پھر اس جگہ سے اپنے گھر آتی ہے اور درود فاتحہ طعام کلام کی آرزو کرتی ہے اور وہی کلام کرتی ہے اور پھر آسمان کی طرف چلی جاتی ہے پھر ساتویں دن آتی ہے اول تو قبر پر بدن کا حال دیکھتی ہے کہ پھٹ رہا ہے اور پیٹ پھوٹ رہا ہے پس رو کر اور اسی طرح بکھان کر کے پھر گھر آتی ہے اور درود اور فاتحہ اور طعام مانگتی ہے۔ دقائق الاخبار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت لکھی ہے کہ روح مومن کی وفات کے بعد ایک مہینے تک گرد گھر کے پھرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کے مال کو آدمی کیونکر حصہ کرتے ہیں اور قرض

اس کا کیونکر ادا کرتے ہیں اور بعد ایک ماہ کے برسی دن تک گرد قبر کے پھرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کے واسطے کون لوگ زیارت کے واسطے اس کے آتا ہے اور صدقہ خیرات اور درود و فاتحہ دلاتا ہے بعد ایک سال کے پھر اسی کی روح کو جس جگہ کہ تمام ارواحیں جمع رہتی ہیں وہاں لے جا کر رکھتے ہیں اور نفخہ صور تک اسی جگہ رہتی ہے۔

فائدہ:۔ اے عزیز اس حدیث حضرت ابوہریرہؓ والی سے معلوم ہوا کہ سیوم اور دسواں بیسواں اور مہینہ اور برسینے کی ختم دلانا رسم مسلماناں میں مشہور ہے وہ خوب رسم ہے۔ کس واسطے کہ ارواح مومناں کی منتظر ختم اور درود و فاتحہ طعام صدقہ خیرات کے اپنے اقربا کی طرف سے رہتی ہے۔

اور پھر اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو وہابی لوگ دن کے مقرر کرنے کو منع کرتے ہیں سو محض غلط اور مخالف حدیثوں کے ہے کس واسطے کہ سیوم کے دن اور پانچویں اور ساتویں دن اور مہینے اور سالانہ کے دن تک روح کا رہنا دنیا میں حدیث اوپر والی سے ثابت ہے اور بڑی دلیل تو ایک دن مقرر کرنے کے حق میں یہ حدیث ہے جو سیوطیؒ نے ابن جریر سے اور اس نے محمد بن ابراہیم سے روایت کری ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ بِأُحُدٍ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال کے شروع میں شہیدوں کی قبروں پر تشریف لاتے تو کہتے سلامتی ہو تم پر اس کی وجہ سے جو تم نے صبر کیا تو کیا ہی بہتر آخرت کا گھر اسی صبر کا پھل ہے۔ فتاویٰ شامی ص ۶۶۵

اس حدیث سے صاف ایک دن مقرر کرنا ثابت ہوا بلکہ سنت ہونا اس فعل سے ثابت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین کا بھی یہی طریقہ تھا اور اب تک مدینہ منورہ میں یہ رسم جاری ہے ایک دن

شہدائے احد کی زیارت کے واسطے مقرر رکھا ہے کہ رجب کے مہینے میں جاتے ہیں اور رجبیہ وہاں کی مشہور ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحؒ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ بعد فوت میت کے سات دن میت کے واسطے صدقہ خیرات دنیا بہت اچھا ہے اس روایت سے بھی دنوں کا مقرر کرنا ثابت ہوا اور مولانا عبدالعزیزؒ نے تفسیر عزیزی میں میں لکھا ہے کہ اوائل حال میں مردہ منتظر صدقہ خیرات فرزنداں کا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح کوئی زندہ میرے اقرباء سے میری مدد کرے اور درود وفاتحہ صدقہ خیرات ہمارے نام پر دے جوں (تاکہ) ہم بخشے جاویں اور ثواب حاصل ہو جیسے کہ ڈوبنے والا دریا کا چاہتا ہے کہ کوئی کنارہ پر کھڑا رہنے والا مجھ کو ڈوبنے سے بچالے پس اس وقت درود و فاتحہ صدقہ خیرات مردے کے بہت کام آتا ہے اسی سبب سے بنی آدم ایک برس تک خصوص چالیسے تک بعد موت اس طرح کی مدد میں کوشش کرتے ہیں یعنی تیجا دسواں بیسواں مہینہ چہلم برسینہ کرتے ہیں اور صدقہ خیرات اور دعا فاتحہ سے اپنے مردوں کو یاد کرتے ہیں اور ارواح مردہ کی بھی اوایل حال میں خواب اور عالم مثال زندوں سے آکر ملاقات کرتی ہے اور حال اپنا بیان کرتی ہے یہاں تک ترجمہ عبارت تفسیر عزیزی کا تھا۔

فائدہ، اے عزیز اب ذرا غور کر کے مولوی اسحاق نے مسائل اربعین میں جو ایک دن مقرر کرنے سے اور سیوم چہلم وغیرہ سے منع کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے مخالف قول شاہ عبدالعزیز صاحب اور مخالف قول سلف کہا ہے اور مقدمہ ایک دن مقرر کرنے میں مولوی اسماعیل وہابی کے اور مولوی رشید الدین خان صاحب کے بہت گفتگو ہوتی تھی پس آخر یہی ٹھہرا کہ حق یہی ہے کہ اگر کوئی واسطے نیک کام کے مثل صدقہ وغیرہ کے دن مقرر کرے تو مضائقہ نہیں یہ عین عبارت صبح کے ستارہ کی ہے۔ صبح کا ستارہ اردو ص ۵۳

الغرض روح کی مکان میں رہنے بعد موت کے اختلاف علما کا بہت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ روح صور میں رہتی ہے اور اس صور میں برابر ہر جانور روح دار کے سوراخ ہیں یعنی اول دن سے قیامت تک جو جاندار پیدا ہوا ہے اور ہوگا ان کی روح بعد موت کے اس صور میں رہتی ہے اور جتنے اس میں سوراخ ہیں پس ہر نیک بد کی اس صور میں رہتی ہیں۔

ایک روایت ہے کہ ارواح نیک مومنوں کی علیین میں بہ لباس جانوراں سیر میں رہتی ہے اور روح کافر منافق کی سیاہ پرندوں میں دوزخ میں رہتی ہے اور بعضے روایت میں آیا ہے کہ روح مومن تو بعد قبض کے ملائک رحمت کے باعزاز تمام چوتھے آسمان پر لیجاتے ہیں اور بعد اس کے حکم ہوتا ہے کہ اس کی جگہ علیین میں رکھو پھر اس کو حکم زمین پر لانے کا ہوتا ہے پھر اس کی روح کو اس کے بدن کے پاس لاتے ہیں یعنی لاکر سر میں بند کرتے ہیں اور قبر میں جب کہ دفن کرتے ہیں دروازہ بہشت کا مومن کی قبر میں کھول دیتے ہیں پس قیامت تک اس کی روح قبر میں رہتی ہے اور اسی جگہ مقام اپنا بہشت میں دیکھتی ہے اور کافر منافق کی روح بعد عذاب ملائک کے اول تو آسمان کی طرف لے جاتی پھر دروازے آسمان کے اس کے واسطے نہیں کھلتے ہیں پھر جہاں کے لائق وہ رہتا ہے وہاں اس کو لے جاتے ہیں اور پھر اس کے بدن کے پاس لاتے ہیں پھر روح قبر میں بدن کے ساتھ جاتی ہے پھر دروازہ دوزخ کا اس کی قبر میں کھول دیا جاتا ہے پھر قیامت تک وہ روح اس قبر میں اپنے مکان دوزخ کو دیکھتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ مردہ زندوں کی نعلین کی آواز سنتا ہے لیکن ان کو بولنے کا حکم نہیں ہے یعنی بولتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے لیکن تم کو سنائی نہیں دیتا ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ ارواح شہدا کی فردوس بہشت میں سبز جانوروں کی شکل میں رہتی ہیں اور جس جگہ کہ چاہتی ہیں

اس جگہ اُڑ کر جاتی ہیں اور پھر قندیلوں میں عرش کے نیچے جا کر آرام کرتی ہیں۔

مومنوں کے بچوں کی ارواح چڑیاں بہشت کی شکل میں بنکر بہشت میں رہتی ہیں۔

کافروں کے بچوں کی ارواح کو قرار گاہ اور مکان مقرر نہیں لیکن بہشت کے گرداگرد پھرتی ہیں اور اندر نہیں جا سکتی ہیں لیکن قیامت کو بہشتیوں کی خادم ہونگی۔

قرضدار مومنوں کی ارواح کہ جن کے ذمہ قرض اور دعوٰی کسی کا دنیا میں رہے گا ہوا میں معلق یعنی ادھر رہتے ہیں یعنی ان کی روح کو نہ تو بہشت میں جگہ ہے اور نہ آسمانوں پر جب تک کہ اس کا مدعی اور قرض مانگنے والا راضی نہ ہو۔

بدکار اور فاسق مسلمانوں کی ارواح قبر میں بدن کے ساتھ عذاب پاتی ہے۔

کافر اور منافقین کی ارواح بعد موت کے سجین میں جو کہ دوزخ کے دروازے پر ہے، رہتی ہے یہ بیان صبح کے ستارہ ترجمہ دقائق الاخبار سے لکھا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ عن انس رضی اللہ عنہ قال رسول علیہ السلام ان ولد المومنین اذا مات یرضع فی الجنۃ فاذا امضی علیہ مدت الفصل علیہ یرزق لہ فی الجنۃ۔ یعنی انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے جبکہ مر جاتا ہے بچہ بچی مومنوں کے دودھ پینے کی حالت میں، دودھ پلایا جاتا ہے اس کو جنت میں اور جب گزر جاتی ہے مدت رضاعت کی اور دودھ پینے کی کہ ڈھائی برس ہوتی ہے پھر کھلایا جاتا ہے رزق اس کو بہشت کی نعمتوں سے۔

مسئلہ:۔ کتاب برزخ میں اور عین العلوم اور زہر المفائق

میں لکھا ہے بموجب اس حدیث کے افضل یہ ہے کہ اس لڑکا لڑکی شیر خوار کو ثواب دودھ کا پہنچاویں اس کے دودھ پینے کی مدت تک کہ اس کے بدلے اس کو جنت میں دودھ ملتا ہے۔

صبح کا ستارہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ صور کی چار شاخیں ہیں۔

اول :۔ مشرق کی طرف ہے۔

دوم :۔ مغرب کی طرف ہے۔

سوم :۔ ساتویں زمین ہیں۔

چہارم :۔ ساتویں آسمان پر۔ اس صور کے سوراخ اتنے ہیں کہ جتنے جانور ذی روح ہیں انسان اور حیوان اور جنات کی قسم سے ہے پس اس کے ایک طبقہ میں روح انبیا کے رہتی ہیں اور دوسرے میں روح انسانوں کی اور تیسرے طبقہ میں روح جنات اور پریوں کی اور چوتھے طبقہ میں ہر پرندوں درندوں وغیرہ کی اور وہ صور تین مرتبہ بجائی جاوے گی اور اس بجانے (پھونکنا) کو نفخہ کہتے ہیں۔

اول :۔ نفخہ صور کو نفخہ فزع کہتے ہیں۔

دوسرے :کو نفخہ صعق کہتے ہیں۔

تیسرے کو نفخہ بعث کہتے ہیں پس اس تیسری نفخہ میں تمام روحاں اڑکر اس صور سے اپنے اپنے بدنوں میں جاکر داخل ہوں گی۔

جذب القلوب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ارواح انبیاء کی وفات کے بعد فرشتوں میں داخل ہوں گی اور جو کام کہ ملائکہ سے ہوتا ہے وہ بھی کرتے ہیں پس عجب نہیں کہ اولیاء اللہ جو کہ نائب اور قائم مقام انبیاء کے ہیں ان کی بھی روح بعد وفات کے داخل ملاء اعلیٰ میں ہوں اور ان سے بھی کام ملائک جیسا ہو۔

انفاس العارفین میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ انبیاء اولیاء اللہ کی ارواح بعد وفات کے داخل ملاء اعلیٰ میں ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ ان سے بھی وہی کام لیتا ہے جو کہ فرشتوں سے لیتا ہے واسطے فائدہ زندوں کے اور فیض اور مدد ان کی کے۔

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی سورہ عبس میں آیت ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ کے معنوں میں لکھا ہے کہ کافر ہنود کی روح بسبب جلا دینے اس کے وجود کے دیوان اور بھوت پلیدوں میں ملجاتی ہے اور انہیں کی طرح آدمیوں کے بدن میں گھستی ہے اور ایذا دیتی ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

غرضیکہ بعد وفات کے روحوں کے رہنے کے مقاموں میں علماء کا بڑا اختلاف ہے بسبب روایات مختلفہ کے لاکن (لیکن) متبرک دنوں میں مثل جمعرات اور جمعہ، پیر، شب برات، شب عاشورہ اور عیدین اور شب قدر وغیرہ میں ہر مومن کی روح واسطے ختم دعا و درود اور صدقہ کے دنیا میں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں جیسے لکھا ہے کنز العباد میں نسفیہ سے کہ ہر مومن کی روح ہر جمعرات اور جمعہ کو اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور گھروں کے دروازہ کے باہر آکر کھڑی ہو جاتی ہیں اور ہر ایک روح ایک آواز دردناک اور نرمی سے اپنے گھر کے لوگوں کو پکارتی ہے اور کہتی ہے کہ اے بی بی میری اور اے میری اولاد میرے برادر اور اے میرے لائے لگتو (دوست وغیرہ) مہربانی کردو میرے حال پر اور کچھ اللہ واسطے ہم کو دو اور ہم کو یاد کرد بھولو مت اور ہمارے اوپر رحم اور ترس کرو اور ہماری غریبی اور بیکسی کی طرف دیکھو کہ ہم تو تنگ قبروں میں قید پڑے ہیں اور ہم سے کچھ حیلہ نہیں بن سکتا ہے اور ہم کو بڑا غم اور فکر ہو رہا ہے اب ہم تمہارے پاس بھوکے پیاسے اور محتاج ہو کر آئے ہیں کچھ اللہ واسطے ہم کو دو اور اے ہمارے لائے لگتو (دوست وغیرہ) اور اے بی بی اور اے اولاد اس مالکی گھروں کی کہ آج کے دن تم جو مالک بن رہے ہو سو اس

کے کبھی ہم بھی مالک تھے اگر ہم اس مال حج اللہ کے واسطے اپنے ہاتھوں سے دنیا میں دیدیئے جاتے تو آج کے دن ہمارے کام آتا اور تم سے آکر نہیں مانگتے اور تمہارے محتاج نہیں ہوتے لیکن ہم نے تمہارا فکر کیا کہ یہ مال میری جورو بچوں کے کام آدے گا اور میں نے اس مال کو کس کس فریب اور جھوٹ طوفانوں اور حیلوں سے اکٹھا کیا تھا سو وہ مال تم کھاتے اور پیتے ہو اور ہم اس کا حساب دیتے ہیں اور اس مال کے سبب ہم کو عذاب ہو رہا ہے اور تم ہماری طرف سے بے فکر ہو اور ہم کو بھول گئے کہ کبھی فاتحہ درود بھی نہیں دلاتے ہو پھر جو کوئی ان پر درود دلاتا ہے اور طعام و کلام ان کو بخشتا ہے تو وہ مردے خوش ہو کر اور دعائیں دیکر جاتے ہیں ورنہ بدعا دیکر روتے پیٹتے چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی جس طرح ہم ناامید ہو کر جاتے ہیں اس طرح ان کو بھی نراس (مایوس) اور ناامید تیری رحمت سے کرنا۔

کنزالعباد میں روضہ کے بینتالیسویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ ارواح مومناں مردوں کی دونوں عیدوں اور جمعہ کو اور عاشورہ، شب برات کو آتی ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ کوئی ایسا بھی ہے کہ ہم پر رحم کرے اور ہماری غریبی کو دیکھے اے رہنے والو ہمارے گھروں کے اور اے آرام پانے والو ہماری چیزوں سے اور پھل کھانے والو ہمارے مال واسباب سے کہ جن کے سبب ہم تو دُکھ پاتے ہیں اور حساب دیتے ہیں اور برے کہاتے ہیں اور تم اس سے سُکھ پاتے ہو اور بسنے ہو اور اے ٹھہرنے والو ہمارے فراخ حویلیاں کے یہ حویلیاں تو ہم نے چنائی تھی سو ہم تو اب تنگ قبروں میں رہتے ہیں اور تم ہماری بڑی بڑی حویلیوں میں رہتے ہو اور اے نکاح کرنے والو ہماری بیبیوں سے ہم تو شادی کر کے ان کو چھوڑ گئے اور تم ان سے عیش کرتے ہو۔ ہے کوئی ایک تمہارے میں سے کہ فکر کرے ہمارے

غربت اور بیکسی پر اور بھوکے پیاسے رہنے پر۔ اے لوگوں ہمارے دفتر اور کتابیں اعمال کی تو پھٹ گئے اور تمہارے دفتر پھیلے ہوئے اور کھلے ہیں خدا کے واسطے کچھ ہماری ارواح کو صدقہ اور طعام، کلام، دعا، درود، فاتحہ بخشو۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی عورت نکاح ثانی کرتی ہے اور کوئی دوسرا آدمی اس مردہ کے گھر میں اس کے خویش اقربا سے نہیں ہیں تو اس میت کی روح اس دوسرے خاوند کے گھر درود فاتحہ کے واسطے جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس حدیث سے ایک دن مقرر کرنا روا ہوا کس واسطے کہ لفظ عیدین اور جمعہ اور شب برات اور عاشورہ کا دن اس میں موجود ہے۔

انیس الواعظین میں لکھا ہے کہ جمعرات کو مومناں کی ارواح اپنے اپنے گھروں میں فاتحہ درود واسطے آتی ہیں پھر ان کے اگر کوئی درود دلانے والا نہیں ہو تو مسجدوں کے دروازوں پر آکر کھڑی ہوتی ہیں اور جمعہ کی نماز تک کھڑی رہتی ہیں اور مسلمانوں مسجد کے نمازیوں سے کہتی ہیں کہ اے بندو اللہ تعالیٰ کے خدا واسطے بیکسوں کی غریبی پر خیال کر کے کچھ درود فاتحہ، کلام بخشو ہمارے وارثوں اور خویش اقربا سے کوئی درود فاتحہ دلا نیوالا نہیں رہا ہے اس لئے تمہارے پاس ہم محتاج ہو کر آئے ہیں پھر اگر ان کی درود فاتحہ دیتا ہے تو خوش ہو کر دعائیں دیتے چلے جاتے ہیں دلانہ دو رشا روتے ہوئے اور اداس جاتے ہیں سو مومنوں کو لازم ہے کہ جمعرات یا جمعہ کے دن ہر مومنین و مومنات کی ارواح پر کلمہ کلام بخشیں تا کہ ثواب کا درجہ دونوں کو حاصل ہو۔

فائدہ اس واسطے زیارت کرنا قبروں کی ہر شب جمعہ کو اور پیر کے دن اور عیدین اور عاشورہ شب برأت وغیرہ کے سنت ہوا کہ وہاں جا کر

ان کو درود اور فاتحہ اور کلمہ کلام بخشیں۔

صبح کا ستارہ دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمد غزالیؒ لکھتے ہیں کہ ابن قلابہ ایک بزرگ تھے انھوں نے ایک دن واقعہ میں دیکھا کہ قبرستان شق ہوگئی ہیں اور ان قبروں سے مردے نکل نکل کر باہر آکر بیٹھے ہیں اور ہر مردہ کے منہ کے آگے ایک ایک طباق نور کا دھرا ہے اور سب خوشحال ہیں مگر ان میں ایک شخص بہت غمگین اور اداس بیٹھا ہے اور اس کے آگے نور کا طباق نہیں ہے ابن قلابہ اس شخص کو جانتے تھے انھوں نے اس سے پوچھا اے عزیز تیرا یہ کیا حال ہے اور تو کیوں اداس ہے اور ان سب کے پاس نور کے طباق دھرے ہیں اور تیرے پاس نہیں ہے یہ کیا سبب ہے اس نے کہا اے ابن قلابہ ان سب کی اولاد بیٹا، بیٹی، دوست، آشنا درود، فاتحہ اور صدقہ خیرات ان کی ارواح کو دیتے ہیں اس سبب سے ان کو نور ملتا ہے اور میرے ایک بیٹا ہے سو وہ کپوت ہے، وہ فاسق بدکار ہے وہ کبھی مجھکو یاد نہیں کرتا اور میری درود فاتحہ نہیں دلاتا اور صدقہ خیرات میرے واسطے نہیں دیتا ہے اس واسطے مجھ کو نور نہیں ملتا ہے اور اندھیرے میں ہوں اور ان ساتھیوں میں بہت شرمندہ رہتا ہوں ابن قلابہ نے یہ حال دیکھ کر اس کے بیٹے کو کہا اور نصیحت کری اس نے اپنے برے کاموں سے توبہ کیا اور باپ کے واسطے درود، فاتحہ، صدقہ دینا شروع کیا پھر چند روز بعد اس بزرگ ابن قلابہ نے خواب میں دیکھا کہ وہی قبرستان پھٹ گئے ہیں اور مردے اس کے نکل نکل کر باہر آکر بیٹھے ہیں اور ہر ایک کے روبرو طباق نور کے دھرے دیکھے مگر اس شخص کے روبرو ایسا نور دیکھا کہ آفتاب سے زیادہ روشن تھا تو اس نے مجھ کو دیکھ کر دعا دی اور کہا کہ اے ابن قلابہ خدا تجھ کو بدلہ نیک دے تیرے سبب میں عذاب سے اور شرمندگی سے چھوٹا اور مجھ کو نور ملا اس واسطے رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی جبکہ مرجاتا ہے تو تمام عمل اس کے ختم ہوجاتے ہیں

لیکن کئی باتوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْ لَہٗ یعنی جو بیٹا نیک بخت ہو اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرے اور درود فاتحہ دلائے۔ صبح کا ستارہ باب ۱۱ صـ ۱۶
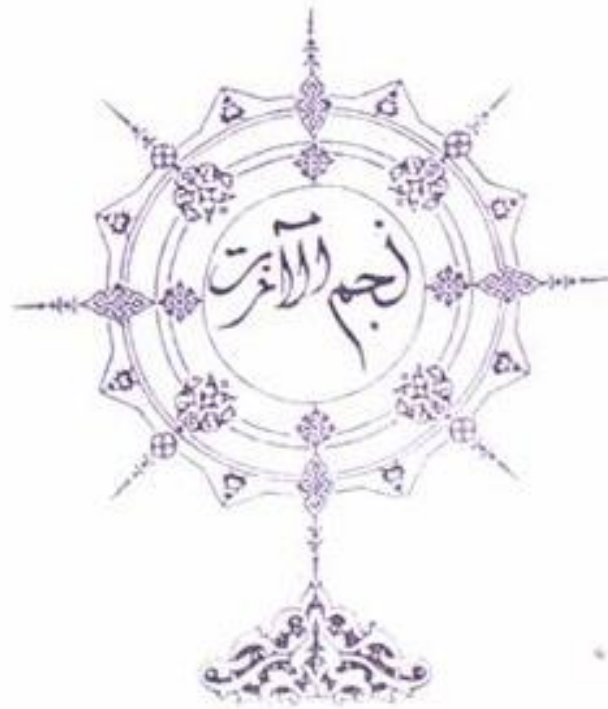
نصیحت نامہ، وعظ بنام فرزندان، مریدان اور دوستاں کے ذکر میں

میرے اپنے فرزنداں اور مریداں اور دوستاں کو جاننا چاہئے کہ اس کتاب میں جو کچھ اس فقیر نے لکھا ہے نقل کتاباں معتبرہ علمائے اہل سنت وجماعت اور حضرات صوفیاں سے لکھا ہے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے اپنے فرزنداں اور مریداں اور دوستاں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مذہب اپنا موجب مذہب علمائے سلف اہل سنت وجماعت کے رکھیں اور عقیدہ اپنا موجب عقاید حضرات صوفیہ کرام اور صلحائے عظام کے صاف کریں اور خدا کی جگہ خدا کو سمجھیں کہ وہ وحدہٗ لاشریک لیس کمثلہ شئی ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرور انبیاء اور ختم المرسلین جانکر یقین دل سے کہیں کہ مصرعہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بعد اس کے حضرات صحابہ کرام اور خلفائے عظام رسول علیہ السلام کو درجہ بدرجہ جیساکہ عقیدہ جمہور علمائے سلف اہل سنت وجماعت کا ہے سمجھیں اور کسی ایک بھی صحابی رسول علیہ السلام سے نقیض دل میں نہ رکھیں اور ان کے آپس کے جھگڑے لڑایوں کو جان کر کسی ایک کو بھی برا نہ کہیں اور اس حدیث صحیح پر عمل

کریں کہ قولہ علیہ السلام لاتسبوا اصحابی مشکوٰۃ ص۵۵۳ یعنی نہ برا کہو تم اصحابوں میروں کو پس یہی جانیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا قولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتہم اہتدیتہم۔ مشکوٰۃ ص۵۵۴ سو برحق ہے یعنی سب صحابی میرے مانند ستاروں کے ہیں چاہے جس کی متابعت کرو ہدایت کی راہ سیکھو کہ وہ حق پر ہیں اور میری ہی متابعت پر ہیں کس واسطے کہ جس نے متابعت کری کسی اصحابؓ کی اس نے متابعت کی رسول علیہ السلام کی۔

دوسری حدیث میں آیا ہے۔ قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین۔ مشکوٰۃ ص۳۰

یعنی لازم ہے تم پر متابعت میری سنت کی اور میرے خلفاء کی سنت اگرچہ ظاہراً مراد خلفائے اربعہ کی سنت کے ہے لازم۔ از روئے تحقیق۔ کہ اس جگہ خلفا سے مراد صحابہ کرام کی ہے بموجب حدیث اصحابی کالنجوم کی بلکہ حضرت شیخ عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں کہ قیامت تک جو علمائے راسخین کہ جنہوں کا عقیدہ بموجب عقیدہ سلف اہل سنت کے ہے داخل اس درجہ خلافت میں ہیں غرض کہ یہ عقیدہ رکھیں بعد رسول علیہ السلام کے افضل سب بنی آدم میں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور ان میں بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے بموجب خلافت کے یعنی اول سب سے افضل حضرت ابابکرؓ بعدہ حضرت عمرؓ بعدہ حضرت عثمانؓ بعدہ حضرت علیؓ بعدہ چھ اصحاب کہ جو عشرہ مبشرہ میں ہیں یعنی سعدؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، ابو عبیدہؓ یہ چھ اور چاروں خلیفہ یہ دس اصحاب قطعی بہشتی ہیں اور بعد اصحاب کے افضل سب تابعین ان کے ہیں اور بعد ان کے تبع تابعین افضل ہیں کہ حدیث صحیح ان کی فضیلت میں ناطق ہے۔ قولہ علیہ السلام خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ

الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (مشکوٰۃ ص۵۵۳) یعنی فرمایا رسول علیہ السلام نے سب زمانوں سے افضل زمانہ میرا ہے پھر میرے صحابیوں کا پھر ان کے دیکھنے والوں کا کہ میرا تبع تابعین تک سے ہے اور بعد اس کے یہ عقیدہ رکھے کہ جتنے اولیاء اللہ اور صالحین ہیں وہ سب خدا کے مقبول ہیں اور کرامات ان کی برحق ہیں اور جتنے پیر اور چودہ خانوادے۔ اولیاء کے ہیں وے سب نور علیٰ نور ہیں چاہے جس خاندان میں مرید ہو ایک خاندان کو اوپر دوسرے خاندان پر ترجیح نہ دے اور کسی ولی کا منکر نہ ہو۔ البتہ اپنے سلسلے کے پیران عظام کا عاشق رہ اور متابعت اپنے پیران عظام کی ظاہر و باطنی اختیار کرے اور گفتار رفتار اور دستار ان کی پر عمل کرے اور زبان اور دل سے یہ کہتا ہے ؎

رُباعی

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبیؐ	دوستدار چاریارم تابعِ اولادِ علی
میں پروردگار کا بندہ ہوں اور محمدؐ کا امتی ہوں	میں چاروں خلفاء کو دوست رکھتا ہوں اور علی کی اولاد
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل	خاکپائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی
میں حنفی مذہب رکھتا ہوں اور ملت ابراہیم رکھتا ہوں	میں غوث اعظم کے پیر کی مٹی ہوں اور ہر ولی کے زیر سایہ ہوں

اور ہمارے پیران عظام میں ایک مذہب اور ایک مشرب ہے عبادات متابعت حنفی رکھے ہیں یعنی بموجب مذہب امام اعظم کے عمل کرتے ہیں اور معمولات بموجب مشرب حضرت پیران پیر چشت کے رکھتے ہیں جیسے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ سے علمائے دہلی نے پوچھا تھا کہ تم جو کہتے ہو کہ ہمارا مذہب حنفی ہے تو تم راگ کس واسطے سنتے ہو فرمایا ہمارے خاندان میں ایک مذہب ہے اور ایک مشرب ہے نماز روزہ وغیرہ اور عبادات میں عمل اوپر مذہب حنفی کے کرتے ہیں اور سماع بموجب مشرب پیران عظام حضرت خواجگان چشت کے سنتے ہیں عرض کہ غلام کو چاہئے کہ متابعت اپنے میاں کی

اختیار کرے اور صحبت علمائے دیندار و صلاحت آثار کے اختیار کریں اور ان سے استفاضہ شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت کا حاصل کریں اور ان علمائے بدشعاروں کی صحبت سے بچیں کہ جن کی صحبت سے مذہب خراب ہو جاوے اور عقیدہ انبیاء، اولیا سے پھر جاوے اور ضد سے مسئلہ دین کو پھیر دیں جیسے اس زمانے میں علمائے نجدیہ اسماعیلیہ کی کثرت ہے اور منکر اولیاء عظام کے ہیں اور ضد دنیا سے مثل رافض کے اپنا ایک مذہب اختیار کر لیا ہے اور آپ کو اہل سنت کہلاتے ہیں اور ایک دن کا مقرر کرنا واسطے عبادت اور ثواب پہونچانے میتوں کے مکروہ اور بدعت جانتے ہیں اور مدد مانگنا اولیاء اللہ سے اور درود فاتحہ کو منع کرتے ہیں اور جیسے رافضی خارجی دشمن اصحابوں کے ہیں یہ دشمن اولیاء اللہ کے ہیں سو ایسے علماء کی صحبت سے بچنا فرض جانیں عوارف میں حدیث لکھی ہے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے قال علیہ السلام العلماء امناء الرسل مالم ینال الی الدنیا فاذا ینالوا ھم فاحذروا منھم فانھم نصوص الدین۔ یعنی علماء امانت دار رسول علیہ السلام کے ہیں جب تک دنیا میں نہ پھنسیں پھر جب کہ دنیا کے سفر میں پھنسیں تو بچو ان سے کہ وہ دین کے چور ہیں تمہارے دین کو خراب کر دیں گے۔ عوارف المعارف اردو صـ ۶۵۲

فائدہ کیونکہ جب علمائے دنیا میں پھنسے اور اس کی محبت میں گرفتار ہووے تب خدا کا خوف ان کے دل سے جاتا رہتا ہے اور دنیا کی غرض واسطے دین کے مسئلہ کو پھیر دیتے ہیں اسی واسطے رسول علیہ السلام نے فرمایا۔

قولہ علیہ السلام حب الدنیا راس کل خطیئۃ وترک الدنیا راس کل عبادۃ۔ یعنی دوستی دنیا کی سر تمام گناہوں کا ہے اور چھوڑنا دنیا کا سر تمام عبادتوں کا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسے علماء کی شان میں فرمایا۔ قولہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ

مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۔

یعنی کہ جو لوگ کہ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو نازل کری ہم نے احکام شریعت اور ہدایت کی باتاں سے بعد اس کے ظاہر کری ہم نے اس کے واسطے ادمیاں کے رے لوگ ہیں کہ لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی ان پر اور لعنت ہے تمام لعنت کہنے والوں کی بس ایسے لوگاں کی صحبتاں سے بچینا چاہئے اور ایسے علمار کی کتاباں کو دیکھنا نہ چاہئے بلکہ دھونینا چاہئے اگر کتاباں دیکھنے کا اور پڑھنے کا شوق ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاباں کو دیکھے اور ان پر عمل کرے کہ وہ ہدایت کی کتاباں ہیں اور مولوی اسماعیل اور مولوی اسحاق اور مولوی خورم علی اور مولوی قطب الدین خاں اور تابعین ان کی کتاباں کو ہرگز نہ دیکھیں کہ وہ فتنہ کی بھری ہوئی ہیں مسلمانوں کے عقیدے کو خراب کردیتی ہیں ۔

اے دوستو اور عزیزو یہ بہتر فرقہ گمراہ مثل رافضی خارجی معتزلہ وہابی وغیرہ کہ تمام علماؤں کی نکالے ہوئے ہیں کسی جاہل نے نہیں نکالے ہیں جب ایک عالم ضد پر آتا ہے ہزاراں خلق کو بگاڑ دیتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ ہر کوئی آپ کو بموجب آیت قولہ تعالیٰ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ہو کہ یعنی ہر گروہ اپنے حال میں خوش ہے حق پر سمجھتا ہے اور سنت والجماعت آپ کو جانتا ہے اور دوسرے گروہ کو بدعتی جانتا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں اور پر متابعت محمدی کے ہم ہیں پس پہچان فرقہ اہل سنت وجماعت کی یہ ہے طریقہ اس کا موجب طریقہ علمائے سلف کے ہو اور وہ مسائل اور عقاید کتابوں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں بھر ہوئے ہیں اور اس طرح صحبت فقیراں جاہلوں بے شرع سے پرہیز کرنا چاہئے اور ان کے عقاید باطلہ نے بچیں اور صحبت درویشوں اہل شرع خدایاد والوں اور پرہیزگاروں کو اکسیر

اپنے حق میں سمجھیں۔

اے دوستوں بزرگان دین نے سلوک کی کتابوں میں لکھا ہے کہ علامت ولی کی یہ ہے کہ جس کے پاس بیٹھنے سے خدا کی محبت پیدا ہو اور دل کو جمعیت حاصل ہو اور کبر و کینہ اور حسد و بغض سے اور ہوا حرص دنیا سے دل پاک ہو اور یہی حکم ان کی کتابوں کے مطالعہ کا ہے کہ جس کے پڑھنے سے دل کو محبت خدا اور رسول کی حاصل ہوئی اور اولیاء اللہ سے دل رجوع ہو تو یقین جانے کے مصنف اس کا ولی خدا کا ہے پس مطلعہ اس کتاب کو اپنے حق میں اکسیر اعظم سمجھے کس واسطے کہ اولیاء اللہ کی کتابیں بھی حکم ان کی صحبت کا رکھتی ہے جس کی نشانی ہے کہ جس کے پاس بیٹھنے سے جس کے تفرقہ اور پریشانی حاصل ہو اور خدا اور رسول اور اولیاء اللہ کی طرف سے اس کا دل بھر جاوے کینہ، بغض، حسد اور ہوا حرص سے اس کا دل بھر جاوے اور گلہ اور غیبت بدگوئی سے اس کو رغبت ہو یقین جانے کہ یہ شخص شیطان ہے اگرچہ صورت اور لباس علماؤں جیسی اور درویشوں جیسی رکھے جیسے مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست	پس بہر دستے نباید داد دست
بہت سے آدمی شیطان کی شکل میں ہیں	پس ہر ایک کے ہاتھ میں بغیر تحقیق کے ہاتھ نہ دے

بیت

باہر کہ نشینی ونشد جمع دلت	و ز تو نرمید صحبت آب و گلت
جس کسی کے ساتھ بیٹھے اور تجھے اطمینان نہ ہو	اور تیرے دل سے دنیا کی محبت دور نہ ہو
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش	ورنہ کنند روح عزیزاں بحلت
تو قطعاً ایسے لوگوں کی صحبت سے بھاگ	ورنہ روح نیک بندوں خاصان خدا تجھ سے خوش نہ ہوگی

مناجات

ہزاروں شکر ہیں تیرے الٰہی	کہ نجم الآخرت پوری کرائی
کہاں تک میں کروں تیری بڑائی	کہ ہے سب خلق میں تیری خدائی

الٰہی یہ رسالہ کر تو مقبول   پڑھے ہر شخص اس کو اور ہو مشغول
عمل اس پر کرے جو اہل سنت   ملینگے اس کو بیشک باغ جنت
یہ مجموعہ ہے گرچہ مثل گلزار   ولے ہے جس میں منکر کے جوں خار
جو کوئی شخص ہے سنت جماعت   کرے گا بے شبہ اس کو سرایت
ہوے گا جس کے دیں میں کچھ بھی نقصان   رکھیگا عیب اس پر دہ بے ایمان
بس اب اے نجم اس کو کر تو پوری   خدا کی رکھ میاں ہر دم حضوری

خطبۂ نکاح

حمد ہے رب خالق ہر دوسرائے   جس نے بھیجا ہے محمدؐ رہنمائے
ان کے چاروں یار ہیں ارکان دین   جن سے روشن ہو گیا شرع متین
چاروں مذہب کے ہیں برحق دے امام   نجم دیں ان کا ہے دل جاں سے غلام
ان کے پیچھے ہے خدا کا قول یہ   فانکحوا ما تابا لکم اللہ کہے
یعنی کر لو تم نکاح خواہش سے یار   دو دو یا اور تین تین اور چار چار
یعنی گر طاقت ہے تجھ میں یا اخی   حکم ہے کر چار عورت اکٹھی
چار سے زیادہ نہ کر تو ایک جائے   امتی کو ہے حرام اے نیک پائے
وہ کہ ما طالب خدا نے جو کہا   فانکحوا آیت میں جو پہلے لکھا
اس کے یہ معنی کہ چاہے جس سے کر   بکر ہو یا مطلقہ بیوہ ہو پھر
اور یہ آیت ناسخ اس آیت کی ہے   زانیہ عورت کی حرمت میں لکھے
کیونکہ لفظ طاب سے پایا گیا   نسخ اس آیت کا سن لے تو اخا
اور نکاح کرنے کے حکم ہیں تین اب   واجب اور سنت موکد مستحب
جس پہ غلبہ اتنا شہوت کا ہو اگر   بے نکاح زانی یہ ہو جا گا مقرر
اس پہ واجب ہے کہ وہ شادی کرے   نا کرے گا تو وہ دوزخ میں پڑے
ہے موکد سنت اس پر اخی   گر رہے اکثر خیال اس کو وہی
بن نماز اندر بھی ہو شہوت کا دھیان   گرچہ خوف اس کو زنا کا نہ ہو جان

گر مبترہ دونوں حالت سے وہ ہو — مستحب اس کا نکاح ہے کہ سنو
کیونکہ سنت ہے یہ ختم المرسلینؐ — اور طریقہ ہے تمامی صالحین
اس لئے حضرت نبی صاحبؐ کہیں — راہبانیت نہیں اسلام میں
اور جو دو رکعت پڑھے اہل عیال — رکعتیں ستر سے افضل بے عیال
اور پیغمبر نے کہا اے مومنو — میری سنت ہے نکاح کرنا سنو
جس نے منہ پھیرا میری سنت سے سن — اس کو امت میں میری ہرگز نہ گن
اور یہ فرماتے ہیں عمرؓ عالی جناب — کہ نکاح کر کیونکہ ہے کارِ ثواب
ہووے بیزار سن نکاح سے شخص دوے — یا مخنث یا کہ جو زانی ہو کوئے

بیانِ فرضِ نکاح

اور نکاح جائز نہیں ہوتا مگر — رو برو دو شاہدوں کے لے پسر
یعنی دو شاہد ہوں نوشہ سندن — جب نکاح جائز ہوئے اس کا سن
کیونکہ قرآن میں شہد یں کہا — مرد دو شاہد کے حق اندر اخا
عاقلیں اور بالغیں اور مسلمیں — دونوں شاہد کی ہیں صفتیں نو عین
اور نکاح میں فرض ہیں دو اے اخی — ایک تو حاضر ہو ہو دو شاہد وہی
مرد دو شاہد اگر یاویں نہیں — مرد یک دو زن ہوویں حاضر وہیں
دوسرے ایجاب اور ہووے قبول — تب نکاح اس کا درست ہو اور وصول

بیانِ واجبِ نکاح

اور نکاح میں سن لے واجب ایک ہے — مہر دینا اپنی عورت کو لکھے
پر نہیں شرط باندھنا اس کا لکھا — دینا واجب اس کا لکھتے ہیں اخا
جو نکاح وقت باندھے مہر کو — پھر تو وہ شاہی مہر تم زن کو دو
اور اگر باندھا نہیں ہو مہر کو — پھر عشیرات اس کے موجب اس کو دو
ماں بہن اور پھوپھی خالہ اس کی جان — یہ عشیرات اس کے ہیں اے مہربان
ان کے موجب مہر دینا ہوا ہے — یوں کتابوں فقہ کے اندر لکھے

اور مہر کی حد ہے تھوڑی دس درم — زیادہ کی کچھ حد نہیں ہے باکرم
دس درم ہوتی ہیں وزن اندر سنو — دو دے تولہ سات ماشہ سات جو
ساڑھے دس ماشہ و روپیوں تین کے — دس درم ہوتے ہیں تینہ ہیں لکھے
مہر کا دینا ہے خاوند پر فرض — گر نہ دے گا حشر تک رہ گا قرض
بخشدے گر مہر عورت ہے روا — پھر تو درجہ ایسی عورت کا بڑا

بیانِ سنّت نکاح

اور ہیں سنت نکاح اندر کئی — ایک تو لینا جماعت ساتھ ہے
دوسرے پہلے نکاح خطبہ پڑھو — تیسرے کچھ قسم شیرنی کی بھی ہو
یہ تو سب وقتِ نکاح حاضر ہوں — چوتھے کھانا بھی ولیمہ کا کریں
پانچویں کچھ راگ رنگ ہو دف کے ساتھ — اعلنو کی پڑھ حدیث اے نیک ذات
وہ جو خطبہ پہلے پڑھتے ہیں ابھی — یہ ہے میں پڑھ کر سنا دوں گا ابھی

خطبہ پہلے نکاح

اَلحَمدُ لِلّٰہِ نَحمَدُہٗ وَنَستَعِینُہٗ وَنَستَغفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَیِّاٰتِ اَعمَالِنَا مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَن یُّضلِلہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنتُم مُّسلِمُونَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم مِّن نَّفسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنھَا زَوجَھَا وَبَثَّ مِنھُمَا رِجَالًا کَثِیرًا وَّنِسَاءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِی تَسَاءَلُونَ بِہٖ وَالاَرحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیکُم رَقِیبًا یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُولُوا قَولًا سَدِیدًا یُّصلِح لَکُم اَعمَالَکُم وَیَغفِر لَکُم ذُنُوبَکُم وَمَن یُّطِعِ اللّٰہَ

وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ط

اس خطبہ کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ ہیں بشکوٰۃ

اور یہی معمول ہے علمائے میں — کہ نکاح سے پہلے یہ خطبہ پڑھیں

پانچویں سنت ہے یہ بعد از عقد — یہ دعا قاضی کو پڑھنا ہے ابد

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَبَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ وَجَمِیْعِ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ

یعنی دے نوشہ خدا برکت ہمیں

اور رہے الفت تمہاری میں مدام — صدقہ احمد مصطفےٰ ان پر سلام

اور چھٹی سنت ہے یہ بھی پڑھ دعا — جس کے ہندی میں کروں معنی ادا

اللھم الف بینھما کما الفت بین آدم و حوا و
الف بینھما کما الفت بین ابراھیم و سارا و الف
بینھما کما الفت بین موسیٰ و صفوران والف بینھما
کما الفت بین یوسف زلیخا والف بینھما کما الفت
بین سلیمان و بلقیس والف بین الیوب و رحیما
والف بین بینھما کما الفت بین محمد مصطفےٰ صلی
اللہ علیہ وسلم و عائشہؓ والف بین ھما کما
الفت بین علی و فاطمہ والف بین ھما کما الفت
بین حسن وکد بانو والف بینھما کما الفت
بین حسین و شہر بانو وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر
خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین برحمتک
یاارحم الراحمین۔

اس کے معنی تو بھی سن لے اے اخی — اب سنا دیتا ہوں میں تجھکو سبھی

یا خدا الفت محبت ان میں دے — جس طرح آدم و حوا کو رکھے

جیسی الفت دی تھی در سارا خلیل — ان کو بھی ویسی ہی الفت دے جلیل

تھی جو موسیٰ اور صفوراں بیچ حب
ویسی الفت ان کو دے اے پاک رب

جیسے یوسفؑ اور زلیخا میں ہوا
ویسا عشق آپس میں انکو دے خدا

جیسے بلقیس اور سلیماںؑ میں ہوئی
ویسی الفت دے خدا توان کو بھی

اور رحیمہ حضرت ایوبؑ میں
تھی محبت ویسی یارب دے انہیں

جوں محمدؐ مصطفےٰ اور عائشہ
عشق سے رہتے تھے دے ان کو خدا

اور علیؑ اور فاطمہؓ میں جوں تھی حب
ویسی الفت انکو دے یا پاک رب

جوں حسنؓ اور بی بی کدبانو ہے
ویسی الفت انکو دے اے رب میرے

اور حسینؓ اور شہربانو جوں رہے
ویسی ہی الفت خدا توان کو دے

خطبہ جمعہ

الحمد لمن یولج فی الیل نہاراً
والشکر لمن تعلم سراً وجہاراً

المالک للملک وفی کل مملوک
مملوک ملیک دعو اللّٰہ وقاراً

القادر بالقدرۃ من غیر زعم
المنعم للخلق بلاداً وصحاراً

قد زینہٗ سبع سماءٍ بنجومٍ
والارض من الناس صغاراً وکباراً

اشہد باللّٰہ شہید و مجیداً
آمنت بصدق فاذ الکفر فراراً

اشہد بالمرسل بالحق محمدؐ
مکی مدنی ومن انسب فخاراً

الہادی للکل بشیر و نذیر
بالجود وجیالاً ومن الفضل بحاراً

للرسل اماما للنبی آدم مخبر
للّٰہ مما شفیع فلہم دار قراراً

ابلغہ صلوٰۃ سلاماً ابدیا
فی الیل اذا ادبر والصبح شفاراً

والآل واصحاب من تابعہم کل
للشجر من الذین وہم نعم شماراً

یاقوم لمن تعبد للّٰہ فرار
فی معصیۃ یجد من اللّٰہ خساراً

یارب لمن یومن غفرانک نسل
من ینکر وعن ذالک سلۃ نباراً

خطبہ جمعہ بزبانِ اُردو

کیا نیند میں غفلت کے تو سوتا ہے گنوارا
کر یاد خدا پاک کی ہر سانچ سنوارا

کیا قول وہاں کر کے تو آیا تھا جہاں میں
ایسا پڑا جنجال میں سب دل سے بسارا

کتنی تو عمر بیت گئی اور رہی کتنی
اسمیں بھی جو کچھ کر لے تو جنت کو سدھارا

دن رات فکر کرتا تو کرتا ہے مگر کیوں
کر فکر ادھر کا جہاں چلنا ہے رے پیارا

جس واسطے کھوٹے تو بھگتتا ہے جہاں میں
وہ ایک نہ آویں گے تیرا کام ہو نیارا

دن چار کا رہنا ہے مسافر تجھے جگ میں
پھر آیا جدھر سے ہے اُدھر ہی کو سدھارا

کچھ قرض الٰہی کا ترے سر پر ہے بھاری
یہاں کچھ کیا پیدا تو وہاں جاکے اتارا

جس وقت تو جاویگا وہاں مانگیں گے قرضہ
کچھ لے نہ گیا پھر تو وہاں ہوویگا خوارا

وہ قرض یہ ہے پڑھ تو جماعت سے نمازیں
رکھ روزہ جمعہ پڑھ یہی ہے خوب اشارا

اور چھوٹے بڑے سارے گناہوں سے تو بچیو
یہ راہ ہے جنت کی پیغمبر نے پکارا

جو کچھ تجھے توفیق ہووے اللہ کی راہ میں
جو کچھ کہ تو دیویگا وہ ملجاویگا سارا

اللہ کو معبود سمجھ توڑ دے سب سے
اور جان محمد کو پیغمبر ہے وہ پیارا

کر ذکر تو کلمہ کا شب روز زباں سے
حاضر رکھوں دل کو معہ معنو کے بیچارا

ہے مزرعۃ الآخرۃ دنیا رے عزیزو
کچھ کھیت خدا یاد کا کر تو یہاں کیارا

یہ سانس جو آتا ہے تیرے جسم سے باہر
تو اس کو سمجھ کوچ کا باجے ہے نقارا

ہر سانس میں کر یاد الٰہی کی شب و روز
رہ عشق میں معبود کی تو لیل و نہارا

مرشد کے رہو پاس محبت سے شب و روز
وہ راہ ہدایت کا سکھاوے تجھے سارا

یہ بات نصیحت کی تجھے نجم نے کہدی
اب ماننا تجھ ہاتھ ہے کہنا تھا ہمارا

قال اللہ تبارک و تعالیٰ ان اجل اللہ اذا جاء لا یوخرہ لو کنتم تعلمون انہ تعالیٰ جوادٌ کریم ملکٌ بر روف الرحیم۔

خطبۂ ثانی

حمد المن اختار من الحق خیارا — الخالق للجنۃ والمبدء نارا
اشہد باللہ وحید و فرید — صلوٰۃ صلوٰۃ و سلامًا حماللہ
والصمت جمیعا ہو بالدین حصارا — خصوا الابی بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ
و علیؓ اسد اللہ من العدم جدارا — وابنیہ امرین وامہما الزہرہ
والحمزۃ عباس بکران مرارا — والبیتہ باقیہ من عشرہ ایضًا

نرود آید

وانصر ملک الوقت و وفقہ بعدل — والرحم علی الحق کبارًا و صغارًا

بالا رود

یارب لمن انصر لدین محمد — انصرہ و من اعرض ترمیہ حجارا

تمام شد

مراجع وحوالہ جات نجم الآخرت

کتاب	مصنف
کتاب الشفا	قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسیؒ
فتح المبین شرح اربعین	محی الدین نوویؒ
بستان الفقہ	ابو اللیثؒ
نور الانوار شرح منار النفی	شیخ احمد المعروف احمد جیون صدیقیؒ
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	محدث شیخ نور الدین بن سلطان معروف ملا قاریؒ
فوائد	شیخ عبد العزیز عبد السلامؒ
مشکوٰۃ شریف فارسی	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ
طیبی مشکوٰۃ	شرف الدین حسین بن محمد عبد اللہ طیبیؒ
علل عموم	
شرح جواہر التوحید	الشیخ ابراہیم الباجوزیؒ
زاد الآخرت	امام محمد غزالیؒ
الاوراد البہایہ شرح کنز العباد	علی بن احمد البغویؒ جون پور (دار العلوم دیوبند)
فتاوٰی عالم گیری (فتاوٰی ہندی)	اورنگ عالم گیرؒ
تفسیری عزیزی	شیخ عبد العزیز محدث دہلویؒ
حصن حصین	امام محمد بن الجزریؒ
انتباہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
فتاوٰی برہنہ	
وسیلۃ القلوب	
تفسیر زاہدی	امام زاہدؒ
احیاء العلوم	امام غزالیؒ

کتاب	مصنف
دقائق الاخبار	امام غزالیؒ
صبح کا ستارہ ترجمہ دقائق الاخبار	عباس بن ناصر المورخ فصل العلامۃ الجاجبویؒ
بعر درر	
رسالۃ الاصول	
کفایہ الشعبی	
رسالہ تقسیم اوقات	محمد قطب چشتی احمد آبادی گجراتیؒ
اوراد نصریہ	حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ
اوراد شیخ الشیوخ	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
عوارف المعارف	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
کشف الاسرار فقہ	
شرح گلشن راز	شیخ محمد غیاث نور بخش قادری
تذکرۃ المعاد	ثناء اللہ عثمانی مجددیؒ
مثنوی مولانا روم	جلال الدین رومیؒ
نسفیہ (نسفی) عقاید نفسیہ	نجم الدین محمد بن محمد بن احمد الحنفی النسفی
انیس الواعظین	
خلاصۃ الحقائق	نجیب الدین رضار الاصفہانی
روضۃ الاحباب	حضرت سید عطا اللہ بن المقلب بجمال چشتیؒ
تذکرۃ الموت	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
عقاید عظیم	مولانا شاہ محمد رمضان فہمیؒ
فوائد الفواید	حضرت امیر حسن سنجریؒ
کشف الغطا	شیخ الاسلام
فتاوی سراجیہ	علامہ سراج الدین اوری اوشیؒ
جامع صغیر خانی	جلال الدین عبد الرحمن سیوطیؒ

محیط سرخسی	طاہر بن عبدالرشید بخاری سرخسیؒ
ترغیب الصلوٰۃ	محمد بن احمد زاہدؒ
اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
ہدایہ مع الدرایہ	امام ابوالحسن برہان الدین بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی
خلاصۃ الفقہ	امام حسام الدین بن علی بن احمد مکیؒ
فتاویٰ الملتقط فتاویٰ الحنفیہ	ناصر الدین محمد بن یوسف الحسینی
منافع	
شرح ابی بصرہ بغدادی	
کافی	علامہ محمد بن منتقیؒ
زاد (زاد المعاد)	ابن قیم جوزی
جوامع الفقہ السوف بافتاوی	التابیہ ابونصر احمد بن محمد التالی البخاری الحسینی متوفی ۹۶ھ
نیابیع	علامہ بدرالدین بن محمد عبداللہ شبلیؒ
صلوٰۃ مسعودی	شیخ مسعود بن یوسف سمرقندی مطبع کریمی (کتب خانہ دیوبند)
مفاتیح المسائل	علامہ حجۃ الدین بلخیؒ
فتح القدیر	علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن ہمام
شرح ہدایہ	امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفیؒ
الجوہرۃ نیرہ	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی یمنی طبع ۱۳۰۴ھ (دیوبند)
زیلعی	امام زیلعی
شمرتاش	ابوالفضل شمرتاش
شرح مختصر وقایہ	ابوالمکارم بن عبداللہ بن محمد
درمختار	علامہ محمد بن علی علاؤالدین حصکفی دمشقی
حاشیہ مالابدمنہ	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
فتاویٰ جامع الرموز	شمس الدین محمد خراسانی قہستانیؒ

ذخیرۃ العقبیٰ	یوسف بن الحلبی الچلبی
بحر الرائق	علامہ زین العابدین بن ابراہیم نجیم مصری حنفیؒ
فتاویٰ بن تیمیہ	علامہ حافظ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانیؒ
فتاویٰ قاضی خان	امام فخر الدین حسن منصوری قاضی خان
فتاویٰ حجۃ	امام محمد غزالیؒ
نوادر الفتاویٰ	ہشام بن عبد اللہ رازیؒ
مضمرات	علامہ جمال الدین یوسف محمدؒ
بیان الاحکام	ناصر الدین محمد یوسف الحسینیؒ
تحفۃ المصابیح	
عنایہ (عنایت الاصول فی شرح لقایت الاصول)	مرتضیٰ حسینی فیروزآبادی
عمدۃ الابرار	الاوشاتی
عنایہ	امام احمد بن محمد ابونصر عتابی متوفی ۵۸۶ھ
علۃ التقویٰ	
المختصر القدوری	علامہ امام ابو حسین احمد بن محمد بن جعفر البغدادی بالقدوری
فتاویٰ جامع	صدر شہید عمر بن عبد العزیز حسام الدین (دارالعلوم دیوبند)
کبریٰ	شیخ ابراہیم بن محمد حلبی
طحاوی شریف	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی
راہمین	
بدائع الصنائع	ابوبکر مسعود کاسانی حنفیؒ
جواہر الفتاویٰ	رکن الدین ابوبکر محمد بن خورشید بن نصر بن رکن الدین
المواہب الدنیہ	امام شہاب احمد بن محمد قسطلانیؒ
شرح سفر السعادت	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ
زاد اللبیب فی سفر اللبیب	عبد الظہیر عبد اللہ بن عبد الحکیم سیالکوٹی (نسخہ پشاور)

اسباب نزول	واحدی
جامع العلوم	سید جلا الدین مخدوم جہانیاں جہان گشت ؒ
فتاویٰ کامل	ابو احمد بن عبد اللہ بن محمد معروف با بن عدی ؒ
شمینی	احمد بن محمد حسن شمینی متوفی ۸۷۳ھ
وظیفہ مسنون	
بوافیت	شیخ احمد بن عبد اللہ الخفاف سرخسی ؒ
مجلس ابرار	
کتاب السعادت	
سراج الہدایت	سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت ؒ
مرقعہ شریف	حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی ؒ
مطلوب السالکین	
مفتاح الجنان	شیخ اسد اللہ الطہرانی الحائری
جواہر خمسہ	حضرت شیخ غوث گوالیاری ؒ
ارشاد الطالبین	قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ
انیس الارواح	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ
رسالہ تجہیز و تکفین	مولوی محمد عمران رام پوری ؒ
سراج الوہاج	ابو بکر بن شیخ علامہ علی بن محمد الحداد
صغیری	شیخ ابراہیم بن محمد حلبی ؒ
فتاویٰ اہل سمرقند	ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی
فتاویٰ ظہیریہ	امام زاہد صغار (ظہیر الدین ابو بکر بن محمد بخاری)
فتاویٰ الغرائب	علامہ احمد بن محمد ابی بکر حنفی صاحب مجمع الفتاویٰ
در مختار شرح تنویر الابصار	محمد بن علاء الدین دمشق
تبیین الحقائق	عثمان بن علی ابو محمد فخر الدین زیلعی ۷۴۳ھ دیوبند

کتاب	مصنف
تارتار خانی	علامہ شیخ عالم بن علاء حنفیؒ
مجالس ابرار	شہاب الدین احمد قندی بن علی رومیؒ
مسائل بیہقی	امام بیہقی احمد حسن
فتاویٰ برہانیہ	شیخ مفتی نصیر الدین بینائیؒ
فتاویٰ حسامیہ	عمر بن عبد العزیز حسام الدین المعروف صدر شہید ۵۳۱ھ
فتاویٰ التجنیس والمزید	علامہ ابوالحسن برہان الدین مرغینانیؒ صاحب ہدایہ
مریدان	
جلالی	جلال الدین بن احمد بن یوسف حنفی متوفی ۷۹۳ھ
قص	
خزانۃ الروایات	قاضی جکن ہندی گجراتی
مطالب المسلمین	
شرعۃ السلام	رکن الدین اسلام امام زادہ محمد بن ابو بکر جوغی
مطالب المؤمنین فی الفقہ الحنفی	بدر بن تاج بن عبد الرحیم لاہوری (آٹھویں صدی ہجری)
جامع ترغیب	المنذری محدث حافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری ۶۵۶ھ
مصابیح السنہ	ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن انوار معروف امام بغوی (دار العلوم دیوبند)
روضیہ	
کتاب الاعتماد فی الاعتقاد	مولانا حافظ الدین
فوائد ضیائیہ	حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب جے پوری
راحت القلوب	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
انیس العارفین	شاہ حبیب اللہ القادری
عینی شرح ہدایہ	
معراج الدرایہ الی شرح الہدایہ	قوام الدین محمد بن محمد البخاری السکاکی متوفی ۷۴۹ھ
جمع الجوامع سبعین	تاج الدین السبکی

در مکنون	مولوی عبدالرزاق کلانوی ؒ
طبرانی	ابوقاسم سلیمان
شرح الصدور	علامہ جلاالدین سیوطی ؒ
مجموعہ فتاوی	شیخ ابراہیم حلبی تصنیف ۹۵۶ھ طبع ۱۳۱۶ص ۳۶۳
خوانی	
منہاج الدین	عبداللہ بن شمس الدین فاضل انصاری۔
معراج المسلمین	عبداللہ بن شمس الدین فاضل انصاری
فصل الخطاب	
عرف التعریف بالمولد الشریف	امام حافظ ابوالخیری جزری
فتح الاوراد	شیخ فتح محمد بن عین العرفا
سبع سنابل	میر عبدالواحد بلگرامی ؒ
رسالہ فیض عام	مولوی نعیم الدین سکنہ پرگنہ حویلی ڈھاکہ جلالپور
تذکرۃ الاولیاء	حضرت شیخ فریدالدین عطار ؒ
غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی	مفتی ابراہیم حلبی
جامع کبیر	امام محمد بن حسن شیبانی
جنت الفردوس	والد سلیمی فی الفردوس
جذب القلوب الی دیار محبوب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ
مصباح الظلام	حافظ عبداللہ
تکمیل الایمان	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
مسند امام اعظم	امام ابوحنیفہ
نسائی	امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب خراسانی نسائی۔
احکام صغریٰ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
توثیق عری الایمان	بارزی

غایۃ المرام	شہرستانی امام الحرمین
شفاء السقام فی زیارت الخیر الانام	تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی انصاری
مسائرہ	شیخ کمال الدین ابن الہمام
بہجہ	ابن ابی حمزہ
فقرات	حضرت شیخ عبد اللہ احرار نقشبندیؒ
معجم کبیری	طبرانی
فواید الایمان	علامہ شیخ نور الدین بن سلطان المعروف ملا علی قاری
قلاید	ابن حجر مکی
نقد نصوص	مولانا عبد الرحمن جامیؒ
فتوحات مکیہ	شیخ اکبر محی الدین ابن عربی
لطائف اشرفی	شیخ سید اشرف جہانگیر
انفاس العارفین	مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
مرات ضیاء	سید مہدی علی حسینی الحسینی شیخ والی صوبہ بہار
سیف المسلوک	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
روایات	
آداب الطالبین	حضرت شیخ محمد چشتی گجراتی
تفسیر در منشور	علامہ حافظ جلال الدین عبد الرحمن سیوطی محلیؒ
فتاویٰ مشہور	مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی
لمعات	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
تہیۃ العمل	مولوی موسیٰ بن رفیع الدین
رسالہ حبیب العارفین	حافظ شاہ سید حبیب اللہ علیشاہ سلیمان حیدرآبادی
کیمیائے سعادت	امام محمد غزالیؒ
کتاب البرزخ	علامہ یوسف ابن اسماعیل نبہانیؒ

کتاب ھذا کے حوالہ جات

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

سورہ مائدہ پارہ ۶ رکوع ۵ القرآن

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

مشکوۃ شریف باب العلم ص ۳۳

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِیْحًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ قَبِیْحٌ۔

موطا امام محمد باب قیام شہر رمضان ص ۱۴۴

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ بخاری شریف باب التواطو علی الرؤیا

اِنَّ اُمَّتِیْ لَا یَجْتَمِعُ عَلَی الضَّلَالَۃِ ابن ماجہ باب السواد الاعظم ص ۲۹۲

وضاحت والا نتھم توارث وذالک وصار ذالک سبیل المسلمین وسبیل المسلمین حق بدلیل الخیر

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ط

سورہ نساء رکوع ۱۴ پارہ ۵

فجعلت مخالفة المؤمنين مثل مخالفة الرسول فيكون اجماعهم حجة قطعية ـ

نور الانوار شرح منار بحث اجماع ص ۲۲۵

قال عليه السلام كل بدعة ضلالة

مشکوۃ شریف باب الاعتصام ص ۲۷

كل بدعة بالرفع وقيل بالنصب ضلالة قال في الازهار اي كل بدعة سيئة ضلالة بقوله صلى الله عليه وسلم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها وجمع ابوبكر وعمر فاروق وجدد في عهد عثمان الى ما قال وقوله كل بدعة ضلالة عام مخصوص كما قال شيخ عزيز الدين بن عبد السلام في اخر كتاب القواعد البدعة اما واجبة كتعليم النحو لفهم كلام الله ورسوله صلى الله عليه وسلم ولتدوين اصول الفقه ولكلام في الجرح والتعديل واما محرمة كمذهبة الجبرية و القدرية والمرجية والمجسمة والرد على هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية واما مندوبة كاحداث

الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد في العهد الاول كالتراويح اي بالجماعة والكلام في الدقائق الصوفية واما مكروهة كزخرفة المساجد وتزيين المصاحف يعني عند الشافعي و اما عند الحنفية فمباح واما مباحة كالمصافحة عقيب الصبح والعصر اي عند الشافعية والا فعند الحنفية مكروه والتوسع في لذيذ الماكل والمشارب والمساكن وتوسيع الاطعام وقد اختلف في كراهة بعض ذالك كما قدمنا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری صـ ۲۷

قال عليه السلام من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام صـ ۳۰

ما احدث قوم بدعة الا رفع الله مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة۔

مشکوٰۃ شریف باب اعتصام صـ ۳۱

باب اول

اللهم اذهب الناس رب الناس اشف وانت الشافي لا شفاء الا شفاؤك لا يغادر سقما۔

مشکوٰۃ شریف باب المریض صـ ۱۳۴

اللهم اشف سعد اللهم اشف سعد اللهم اشف سعد

۔ ریاض الصالحین صـ ۱۶

لاباس طهورا انشاء اللہ ۔ مشکوٰۃ شریف عیادۃ المریض ص ۱۳۴
أسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان
یشفیک ۔ مشکوٰۃ شریف باب عیادت المریض ص ۱۳۵
اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجدہ ۔
مشکوٰۃ عیادۃ المریض ص ۱۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تربۃ ارضنا بریقۃ
بعضنا یشفی ۔ سقیمنا باذن ربنا ۔
مشکوٰۃ شریف باب المریض ص ۱۳۴

وان زنی وان سرق وان زنی
مشکوٰۃ شریف باب الایمان ص ۱۴

باب اوّل کی فصل اوّل
کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون

پارہ ۳۰ سورۃ انفطار رکوع ۱

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ۔ پ ۸ س انعام ع ۱
ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا ۔
وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما
تفعلون ۔ پ ۳۰ س انفطار ع ۱
لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ
یحفظونہ من امر اللہ ۔ پارہ ۱۳ سورۃ رعد رکوع ۸
لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ
یحفظونہ من امر اللہ ۔ پارہ ۱۳ سورۃ رعد رکوع ۸
یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب
پارہ ۱۳ سورۃ رعد رکوع ۱۲

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔
پارہ ۲۶ سورۃ ق رکوع ۱۶

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ ۔ پارہ ۲۶ سورۃ رحمن ع ۱۲

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ پ ۳۰ س انفطار ع ۷

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَاۗءَ ظَهْرِهٖ ۔ پارہ ۳۰ سورۃ انشقاق رکوع ۹

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۔ پارہ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۹

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ ۔ پارہ ۳۰ سورۃ انفطار رکوع ۷

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ پ ۳۰ س انفطار ع ۷

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔
پارہ ۲۶ سورۃ ق رکوع ۱۶

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِاِحْيَاءِ بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ بِمُلَاغَاتِ النَّهَارِ ۔

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ ۔ مشکوٰۃ شریف باب توبہ صـ ۲۰۶

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَفٰى عَنْ اُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهُمْ مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا اَوْ يَعْمَلُوْا ۔
ترمذی باب الطلاق ج ۱ صـ ۲۲۵

اِنَّ تُعْرَضُ اَعْمَالُكُمْ عَلَيَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَاِنْ رَاَيْتُ مِنْكُمْ حَسَنَةً شَكَرْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ رَاَيْتُ سَيِّئَةً اَسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ ۔

إنّ اللّٰہ تعالیٰ یقول للحفظۃ لا تکتبا علیٰ عبدی فی حال ضجرۃ شیئاً۔

قال علیہ السّلام یقول اللّٰہ ملائکتہ لا تکتبوا علیٰ عبدی فی ضجرۃ شیئاً۔

قال علیہ السّلام إذا بلغ المؤمن ثمانین سنۃ فانہ یکتب لہ الحسنات و یمحی عنہ السیّات۔

باب اوّل کی فصل چوتھی

إنّک میّتٌ و إنّھم میّتون۔ پارہ ۲۳ سورہ زمر ع ۱

وَلا تحسبنّ الّذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل أحیاء۔ پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱

ومن یتّق اللّٰہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکّل علی اللّٰہ فھو حسبہ إنّ اللّٰہ بالغ امرہ قد جعل اللّٰہ لکلّ شیئٍ قدراً۔ پارہ ۲۸ سورہ طلاق رکوع ۱

قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الّذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم۔ پارہ ۴ سورۃ عمران رکوع ۸

منھا خلقناکم و فیھا نعیدکم و منھا نخرجکم تارۃً اخریٰ۔ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ رکوع ۱۲

اللّٰہ یتوفّی الأنفس حین موتھا۔ پ ۲۴ س زمر ع ۲

باب دوم کی فصل ساتویں

هٰذِهٖ سُنَّةٌ فِیْ مَوْتَاکُمْ۔ المستدرک کتاب الجنائز صفحہ ۹۶ج ۱

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا اَجْمَرْتُمُ الْمَیِّتَ فَاَجْمِرُوْا وِتْرًا۔ المستدرک صفحہ ۱۳۱۵ کتاب الجنائز ج ۱ صفحہ ۵۰۶

باب دوم کی فصل دسویں

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ لِکُلِّ خَطْوَةٍ کَبِیْرَةٍ

باب دوم کی فصل گیارھویں

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۲

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ پارہ ۲۳ سورہ زمر رکوع ۱۶

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔

پارہ ۲۸ سورہ جمعہ رکوع ۱۲

صَلُّوْا عَلٰى كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ۔

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِیْهِ۔

مشکوٰۃ شریف باب الجنازہ صفحہ ۱۴۵

مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُفِرَ لَهٗ۔ مشکوۃ شریف باب الجنازہ صـ ۱۴۷

قولہ علیہ السلام مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ۔ سنن ابن ماجہ مترجم صـ ۴۳۳ ج ۱

باب دوم، فصل بارھویں

بَعْدَ الرَّابِعَةِ تَسْلِيْمَتَيْنِ نَادِيَةَ الْمَيِّتِ مَعَ الْقَوْمِ

در مختار صـ ۲۴۴

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

ترمذی شریف باب الجنازہ صـ ۱۹۹

باب دوم کی فصل تیرھویں

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ مسلم شریف جلد اول صـ ۳۱۱

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا

عن عذابہ تخلیٰ من الدنیا واھلہا ان کان ذاکیا فزکہ وان کان مخطیا فاغفر لہ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ۔ حصن حصین صہ ۱۹۸

اللھم انت ربہا وانت خلقتہا وانت ھدیتہا للاسلام وانت قبضت روحہا وانت اعلم بسرہا واعلانیتہا جئنا شفعاء فاغفر لہا۔ مشکوۃ باب الجنائز صہ ۱۴۷

باب دوم کی فصل پندرھویں

فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتہم ساھون۔ پارہ ۳۰ سورہ ماعون رکوع ۳۲

وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث۔

پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع ۱۳

اذا اراد ان یؤدی الفدیۃ عن صوم ابیہ او صلوتہ وھو فقیر۔۔۔ثم یعطی ثم یعطیہ ھکذا الی ان یتم

فتاوی عالمگیری ج سادس صہ ۳۹۲

باب دوم کی فصل سولھویں

قال علیہ السلام اللحد لنا والشق لغیرنا۔

مشکوۃ شریف ب دفن میت ۱۴۶

لا تشتھوا منکم بالنساء

قال علیہ السلام صفق الریاح وقطر الامطار علی قبر المومن کفارۃ لذنوبہ۔

باب سوم کی فصل سترویں

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔

مشکوٰۃ شریف باب اعتصام ص۳۰

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَاتِیْ عَلَی الْمَیِّتِ اَشَدُّ مِنْ اَوَّلِ لَیْلَۃٍ فَارْحَمُوْا مَوْتَاکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الصَّدَقَۃِ۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بَیْتَ الْمَیِّتِ اَمَرَ اللّٰہُ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ تَحْمِلَ اِلٰی قَبْرِہٖ مَعَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَكٍ فِیْ اَیْدِیْ کُلِّ مَلَكٍ نُوْرٌ فَیَحْمِلُوْنَ اِلٰی قَبْرِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَاوَلِیَّ اللّٰہِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِلَیْكَ فَتَلَا لَا قَبْرَہٗ وَاَعْطَاہُ اللّٰہُ اَلْفَ مَدِیْنَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ وَزَوَّجَہٗ اَلْفَ حَوْرَاءَ اِلَیْہِ اَلْفَ حُلَّۃٍ وَقَضٰی لَہٗ اَلْفَ حَاجَۃٍ۔

نور الصدور بحوالہ احکام میت ص۱۳۸

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَاتِیْ عَلَی الْمَیِّتِ اَشَدُّ مِنْ اَوَّلِ لَیْلَۃٍ فَارْحَمُوْا مَوْتَاکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الصَّدَقَۃِ۔

باب سوم کی فصل اٹھارویں

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ

پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۵

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۸

وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰہُ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ وَنُخْرِجُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کِتٰبًا یَّلْقٰہُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ کِتٰبَكَ کَفٰی بِنَفْسِكَ

اَلْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ۔ سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۲

مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَقَدْ یولد عَلٰی فطرۃ الاسلام

ثُمَّ اَبُوَاہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر ص۲۱

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ

اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرَۃِ النِّیْرَانِ ۔ صدر الصدور ص۱۱۵ حدیث نمبر ۵۵۸

انہ یسئل المیت بعد الموت فلا فصل ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ

فَلْیَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ

فَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ ۔

مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر ص۲۴

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یثبت اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ بِالْقَوْلِ

الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِی عَذَابِ الْقَبْرِ اِذَا قِیْلَ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ

وَمَنْ نبیکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِی

مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مشکوٰۃ شریف ص۲۴

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ

اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَ

اِنِّہٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ہٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی

مقعدك من النار قد ابدلك الله مقعدا من الجنة فيراهما جميعا واما المنافق والكافر فيقال له ما تقول في هذا الرجل فيقول لا ادري كنت اقول ما يقول الناس فيقال لا دريت ولا تليت ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين۔ مشکوٰۃ عذاب القبر ص۲۴

ان صوت منکر نکیر فی السماع المومن کالاثمد فی العین وان ضغطہ القبر علی المومن کالام الشفیقۃ یشکو الیہا ولدہا الصداع فتقوم الیہ فتغمز راسہ غمزا رفیقا۔

باب سوم کی فصل پیسویں

قال علیہ السلام لقنوا موتاکم۔ مشکوٰۃ ص۱۴۰

مشکوٰۃ شریف باب لقاء عند حضر الموت ص۱۴۰

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک۔ پارہ ۵ سورہ نساء رکوع ۴

من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ۔ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۰

سیصلی نارا ذات لہب۔ پارہ ۳۰ سورہ لہب رکوع ۳۶

من علم انی ذو قدرۃ علی المغفرۃ الذنوب غفرت لہ ولا ابالی۔ مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار ص۲۰۴

من اذنب ذنبا وعلم ان لہ ربا یغفر الذنوب ویاخذ بہ غفرت لہ ان لم یستغفرہ۔ مشکوٰۃ باب الاستغفار ص۲۰۴

مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ انی ذوقدرة علی المغفرة الذنوب غفرت لہ ولا ابالی مالم یشرك بی شیاً۔

المستدرك باب کتاب التوبہ والاناتہ ج ۴ ص ۲۷۵

ومن علم انی ذو قدرة علی المغفرة فاستغفرنی غفرت لہ۔

ابن ماجہ ص ۳۲۶ ذکر التوبہ جلد ۲

اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فاغفرہ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعْلَمَ عَبْدِیْ مشکوٰة باب الاستغفار ص ۲۰۳

باب چہارم کی فصل اکیسویں

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جذب قلوب مترجم ص ۲۰۴

الشفا حدیث ۱۳۴۳ ص ۲۹۰

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ الید

(۱) جذب قلوب مترجم ص ۲۰۵

(۲) شفاء السقام ص ۱۴

من جانی زار الایعلہ حاجة الزیارة کان حقا علی ان اکون لہ شفیعًا یوم القیامة۔ ۱۔ جذب قلوب مترجم ص ۲۰۵۔

۲۔ دارقطنی السنن ج ۲ ص ۲۷۸

۳۔ معجم الاوسط طبرانی ح ۴۳ ص ۴۵

من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ ۱۔ جذب قلوب مترجم ص ۲۰۵۔ مشکوٰة باب کسب طلب الحلال ص ۲۴۱

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جذب قلوب صفحہ ۲۰۶ مترجم۔ شفاء السقام ص ۲

من زارنی الی المدینہ کنت لہ شفیعًا وشہیدًا

جذب قلوب مترجم ص ۲۰۶۔ شفاء السقام ص ۲۸ مشکوٰة ص ۲۰۴

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَشَہِیْدًا ۔ بیہقی ج ۵ صفحہ ۲۴۵

جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶ ۔ شفاء السقام صفحہ ۲۹

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔ جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴۰

مَنْ حَجَّ حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ صلی فی بیت المقدس لم یسال اللہ عزوجل فیما افترض علیہ ۔

جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶ ۔ شفاء السقام صفحہ ۳۴

من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتہ مبرورتان ۔ جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶ ۔

من زارنی میتًا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجب لہ شفاعتی یوم القیامۃ ومامن احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذرٌ

جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶

من زار قبری بعد موتی فکانما ارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی ۔ بروایت حضرت علیؓ ۔ جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶

طبرانی معجم الکبیر ج صفحہ ۲۰۶

عن علیؓ من سال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت لہ شفاعۃ یوم القیامت ومن زار قبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔

جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۶

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔ جذب قلوب مترجم صـ ۲۲۶
مشکوٰۃ باب زیارت القبور صـ ۱۵۴

فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْاٰخِرَةَ۔ جذب قلوب مترجم صـ ۲۲۶
مشکوٰۃ باب زیارت القبور صـ ۱۵۴

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ۔
جذب قلوب مترجم صـ ۲۹ مشکوٰۃ شریف باب المساجد صـ ۶۸

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ۔ پارہ ۵ سورہ نساء ع ۶
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
پارہ ۵ سورہ نساء رکوع ۶

اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ پ ۵ سورہ نساء رکوع ۶

باب چہارم کی فصل بائیسویں

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِىْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ
جذب قلوب مترجم صـ ۲۱۶ شرح الصدور مترجم صـ ۱۶۹

قوله عليه السلام ما من احد يسلم علی الا رد الله
علی روحی حتی اردت علیه السلام۔ جذب قلوب مترجم صـ ۲۰۸
بیہقی ج ۱۵ صـ ۳۴۰ ابوداود زیارت قبور ج ۲ صـ ۲۱۸

قوله عليه السلام ما من احد يسلم علی عند قبری الخ
جذب قلوب مترجم صـ ۲۰۸۔ شرح خفاجی ج ۴ صـ ۴۹۱

قوله عليه السلام من صلی علی فی قبری رددت
علیه وان صلی علی فی مکان آخر بلغونیه۔
جذب قلوب مترجم صـ ۲۰۹ مشکوٰۃ صـ ۸۱

مامن عبد یسلم علی عند قبری الاوکل اللہ بہا ملکا یبلغنی وکفی اجر آخرتہ ودنیاہ کنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیامۃ۔ جذب قلوب مترجم صفحہ ۲۰۹ شفا السقام صفحہ ۵

قال علیہ السلام مامن رجل یزور قبر ابیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتی یقوم۔ جذب قلوب مترجم صفحہ ۲۰۹ شرح الصدور صفحہ ۲۱

قال علیہ السلام علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی

وفاء الوفا صفحہ ۱۳۵۵ ج ۲

قال علیہ السلام الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور۔ جذب قلوب مترجم صفحہ ۲۱۱ سقا السقام صفحہ ۱۰۵

الانبیاء لا یترکون وانا اکرم علی ربی۔ جذب قلوب مترجم صفحہ ۲۱۱

فَصَعِقَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ۔

پارہ ۲۴ سورہ زمر رکوع ۴

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ

پارہ ۹ سورہ انفال رکوع ۱۸

باب چہارم کی فصل تیئسویں

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ

پارہ ۱ سورہ بقر رکوع ۴

لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ

پارہ ۲۶ سورہ حجرات رکوع ۱۳

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ۔ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى پارہ ۲۶ سورہ حجرات رکوع ۱۳

يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ۔

پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۱

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

پارہ ع۲ سورہ بقر رکوع ۳

يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِيْ۔

بیہقی حاکم موہب الدنیہ ج ۱ ص ۱۲

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيَ لِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

مشکوۃ شریف جامع الدعا ص ۲۱۹

استسق لامتك فانهم قد هلكوا۔ بیہقی دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۷۳

عَنْ اَنَسٍ رض بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَحَطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔ بخاری باب الاستسقا ج ۱ ص ۱۳۷

اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ۔

مشکوۃ باب الکرامات ص ۵۴۵

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔ بخاری ابواب الاستسقا ص ۱۳۷

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهْ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِىِّ الرَّحْمَةِ اِنِّىْ التوجهت بِكَ اِلٰى رَبِّىْ لِيَقْضِىْ لِىْ حَاجَتِىْ هٰذِهِ اللهم فشفعه فى

مشکوۃ باب جامع الدعا ص۲۱۹

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِىِّ الرحمه يامحمد اِنِّىْ التَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّىْ ليقضى لى حاجتى هٰذه اَللّٰهُمَّ فاشفعه فىّ ۔ مشکوۃ باب جامع الدعا ص۲۱۹

بحرمت الشهر الحرام والمشعر العظام و قبر نبيك عليه السلام ۔

فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دخلته اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلٰى ثِيَابِىْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ رض

مشکوۃ باب زیارۃ القبور ص۱۵۴

ان اوليا الله لا يموتون بل ينقلبون من دار الى دار ۔

قال عليه السلام اذا انفلتت دابة احدكم فلينادا اعينونى ياعباد الله ۔

الحرز السمین (ملا علی قاری)

اذا اراد عون فليقل ياعباد الله اعينونى ياعباد الله اعينونى ياعباد الله اعينونى ۔

حصن حصین ص۱۴۰

قال علیہ السلام الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

شرح الصدور بحوالہ بیہقی صہ ۱۶۹

النوٹ: امام بیہقیؒ نے حدیث مذکور کو صحیح کہا ہے اور حافظ بن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کی موافقت کی ہے۔

(فتح الباری)

نوٹ: علامہ شاہ کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے بھی اپنی کتاب فیض الباری جلد ۲ صہ ۶۳ پر حدیث مذکورہ کو صحیح گردانا ہے۔

(فیض الباری شرح بخاری)

قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ اِذَا تَحَیَّرتُم فِی الاُمُورِ فَاستَعِینُوا مِن اَھلِ القُبُورِ

کشف الخفا صہ ۸۸ ملا علی قاری

نمبر ۲۔ سرور الصدور نور البدور مصنف خواجہ شیخ فریدالدین چاک پراں الفاروقی ناگوری نبیرہ و سجادہ نشین خانقاہ صوفی حمیدالدین سلطان التارکین خلیفہ حضور غریب نواز مترجم کتاب مذکور مولانا مولوی پیر محمد علی صاحب ہاشمی

کتاب مذکور کے صہ ۴۶۹

نمبر ۳ امیر الکونین مصنف حضرت خواجہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

کتاب صفحہ نمبر ۳۰۵

مفتاح العارفین ۔ ص

صفحہ ۱۲۲

عین الفقر صہ ۱۱۸ صہ ۱۸۴

منتخب مناقب مترجم مصنف خواجہ یار محمد صاحب چشتی پاک پٹنی

کشف الغطا بسروش معرفت مصنف معین الدین جوڈپوری

صہ ۷۴

باب چہارم کی فصل چوبیسویں

قال علیہ السلام المرءُ مع من احبہ

بخاری باب علامۃ الحب فی اللہ ج ۵ ص ۲۲۸۳

باب چہارم پچیسویں

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔

پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۱۴

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ پارہ ۱ سورہ بقرہ رکوع ۵

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ پ ۱۹ س شعراء ع ۱۵

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

پارہ ۲۳ سورہ یٰسین رکوع ۴

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔ پارہ ۳۰ س نباء ع ۲

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ۔ پارہ ۳۰ سورہ قدر رکوع ۲۲

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ پارہ ۲۳ سورہ ص ع ۱۴

اُمِرْنَا اَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔

اخرجہ السیوطی فی جمع الجوامع ج ۱ ص ۱۳۷۹

باب چہارم کی فصل چھبسویں

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ پارہ ۳۰ سورہ عبس رکوع ۵

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْ قُبُوْرَ هُمْ الشُّهَدَاءِ بِاُحُدٍ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ فتاوی شامی ص ۶۶۵

عن انسؓ قال رسول علیہ السلام ان ولد المومنین اذا مات یرضع فی الجنۃ فاذا امضی علیہ مدت الفصل علیہ یرزق لہ فی الجنۃ۔

خاتم نجم الآخرت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔ پارہ ۲ البقر رکوع ۳

کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ۔ پارہ ۲۱ سورہ روم ع ۴

لا تسبوا اصحابی بخاری باب قول نبی ج ۳ ص ۱۳۴۳

اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُم مشکوٰۃ ص ۵۵۴

بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مشکوٰۃ الاعتصام ص ۳۰

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ مشکوٰۃ شریف مناقب الصحابہ ص ۵۵۳

العلماء امناء الرسل مالم یمیلوا الی الدنیا فاذا یمالوھم تا حذرو منہم لصوص الدین۔

عوارف المعارف اردو ص ۶۵۳

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔ پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۳

حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ۔ کیمیائے سعادت اردو ص ۳۰۵ مشکوٰۃ کتاب الرقاق ص ۴۴۴

غرض نقشیست کز ما باز ماند
ہماری غرض تیرے قدم سے یاد رہنا ہے
کہ ہستی را نمی بینم بقائی
وجود میں بقا نہیں پاتا ہوں
مگر صاحبدلے روزے برحمت
کہ قیامت کے روز اللہ والے
کند در حق این مسکیں دعائی
اس مسکین کے حق میں دعا کریں
٣٩٩

ہدیہ سلام بحضور شاہ ولایت خواجہ نجم الدین صاحب پروانہؒ

اَلسّلام اے نجمؒ عالم اَلسّلام — پرتوِ فاروقؓ اعظم اَلسّلام

السلام اے رشکِ یزداں اَلسّلام — راحتِ جانِ سلیماںؒ اَلسّلام

اَلسّلام اے جلوۂ انوارِ ذات — اَلسّلام اے مظہرِ حُسن و صفات

اَلسّلام اے ماہِ نورِ مصطفیٰؐ — اَلسّلام اے مہرِ بُرجِ مُرتضےٰؓ

اَلسّلام اے سروِ بستانِ معینؒ — بلبلِ گلزارِ نورؒ و فخرِ دیںؒ

اَلسّلام اے حامیٔ شرعِ متین — اَلسّلام اے مالکِ خلدِ بریں

اَلسّلام اے چارہ سازِ بیکساں — اَلسّلام اے مونسِ خستہ دلاں

اَلسّلام اے خواجۂ سرور نواز

اَلسّلام اے قبلۂ اہلِ نیاز

Designed & Printed By Fine Printo Mob. 9891876330